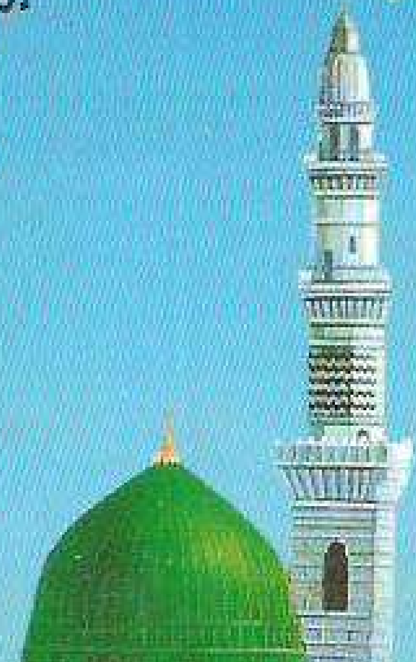
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

اے محبوب ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے

پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء
آیت ۱۰۷



شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف و تالیف، پیر طریقت، رہبر شریعت
صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہنشاہ کونین
صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف و تالیف پیر طریقت رہبر شریعت اعلحضرت
صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ صاحب

نظر ثانی

صوفی جمیل احمد و صوفی محمد خالد صاحب

نام کتاب :- شہنشاہ کونین (حضور صلی اللہ علیہ وسلم)

مصنف :- پیر طریقت رہبر شریعت اعلیٰحضرت
صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ صاحب

نظرثانی :- صوفی جمیل احمد شاہ صاحب
صوفی محمد خالد غفاری

کمپیوٹر کمپوزنگ :- عتیق محمد میؤ بھٹائی کمپیوٹر کمپوزرس
کھوکھر محلّہ حیدرآباد فون نمبر ۸۷۵۱۰۵

مطبع :- ایجوکیشنل پریس پاکستان چوک کراچی

ایڈیشن :- اوّل

تعداد :-

قیمت :-

ملنے کا پتہ :-

آستانہ عالیہ نمبر ۱ :- قادریہ چشتیہ ابوالعلائیہ یعقوبیہ
مکان نمبر ۶، / ۳۔ ڈی۔ ملیر ٹنکی ملیر کالونی کراچی

آستانہ عالیہ نمبر ۲ :- قادریہ چشتیہ، ابوالعلائیہ یعقوبیہ
متصل جامع مسجد مدنی، مدینہ کالونی۔ ملیر توسیعی کالونی، کھوکھرا پار کراچی

آستانہ عالیہ نمبر ۳ :- قادریہ چشتیہ یعقوبیہ غفاریہ
برمکان ۳۱، بلاک سی یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد

فہرست مضامین

انتساب

میں اللہ تعالیٰ کا بیحد شکر گزار ہوں اور رسالتمآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں یہ کتاب "شہنشاہ کونین" (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) درود و سلام کے ساتھ بطور ہدیہ و نذرانہ پیش کرتا ہوں، جن کی کرم نوازی سے مرشد حضرت خواجہ محمد یعقوب علی شاہ ملے اور ان کی توجّہ خصوصی سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کرم فرمایا کہ اس کتاب کے مرتّب کرنے کی مجھے سعادت نصیب ہوئی کیوں کہ جس قدر بھی خلوص و محبّت سے ہو سکا اس کو مرتب کیا ہے اللہ اور اللہ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لیے۔

خاکپائے مرشد

صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ

گزارش

قارئین کرام جیسا کہ آپ کے علم میں یہ بات ہوگی کہ اکثر کتابوں میں عموماً چھوٹی بڑی غلطیاں رہ جاتی ہیں۔ ہم نے حتی الامکان کوشش کی لیکن غلطی نظر آئے تو برائے کرم ہمیں ضرور مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں جس کی تلافی ہو سکے۔ اس سلسلے میں ہم آپ کے بیحد ممنون ہونگے۔ (شکریہ)

دیباچہ

(۱) ـــــ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم بالا سے ہی وہ ارفع و اعلیٰ مقامات اور شرف بزرگی عطا فرمائی ہے جو انسانی عقل و شعور سے بالاتر ہیں

کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باعث تخلیق کائنات ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہی حقیقت میں خلیفہ اعظم ہے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی نہ ہوتی تو آدم پیدا ہی نہ ہوتے بلکہ کچھ بھی نہ ہوتا۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل صفحہ ۴۵) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وقت بھی آخری نبی لکھا ہوا تھا۔ جب کہ آدم اپنے خمیر میں ہی تھے (شرح مشکواۃ شریف جلد ۸ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل صفحہ ۲۱) جب حق تعالیٰ نے تمام رُوحوں سے فرمایا کہ " اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ " کیا میں تمہارا ربّ نہیں چونکہ رُوحوں کو اس کا جواب معلوم نہ تھا کہ کیا جواب دیں۔ تو سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قَالُوْا بَلٰى کہا کہ بیشک تو ہمارا ربّ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم بالا سے ہی ساری نسل انسانی کے رہبر و رہنما اور نبی و رسل ہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر سب سے پہلے ایمان لانے والا اور حکم کی تعمیل کرنے والا سب سے پہلا مومن ہوں۔ (مدارج النبوت حصّہ اوّل صفحہ ۸۰)

(۲) ـــــ عالم بالا میں جب اللہ تعالیٰ نے سارے انبیاء کرام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر (عہد میثاق النبین کے تحت) ایمان لانے اور آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کی مدد یعنی اطاعت کرنے کا عہد لیا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارے انبیاء کرام سے افضل ہوئے۔ کیوں کہ تمام انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور نبی و رسل ہیں اور ان سب ذات مقدسہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر حکم الٰہی کی تعمیل کی (پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۸۱ میں تفصیل دیکھیں) اس آیت میثاق النبین کے تحت علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ شیخ تاج الدین سبکی رحمتہ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہ السلام حکماً اور تقدیراً حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اُمت میں داخل ہیں نیز اس آیت کی تفسیر میں علامہ سید محمود آلوسی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ عرفاء کا مذہب یہ ہے کہ مستقل، حقیقتاً اور مطلقاً رسول حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور باقی تمام انبیاء کرام علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں۔ (حوالہ:۔ شرح مسلم شریف حصہ اول کتاب الایمان صفحہ ۳۵۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو دونوں عالم میں اللہ تعالیٰ نے اسقدر بلند و بالا کیا ہے کہ ساق عرش پر اور جنت میں طوبیٰ کے پتوں پر حُوروں کی پیشانیوں پر، اور غلاموں کے سینوں پر " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا ہوا ہے (کتاب سلطنت مصطفےٰ صفحہ ۴۴)

ایسے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور عظمت والے نبی کی محبت میں اہل عشق و محبت نے دل کی گہرائیوں میں ڈوب کر نہایت ہی خلوص و محبت سے اپنی تصانیف میں عقیدت و محبّت کے جواہرات اور موتی پروئے ہیں۔ جن کو پڑھ کر اہل محبّت و عشق جھوم اٹھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ہر دور میں اولیاء کرام مشائخ عظام، علماء کرام اور اہل عقیدت و محبّت نے بے شمار تصانیف لکھی ہیں۔ جو اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت ہی ایمان ہے اور یہی ذریعہ نجات و بخشش ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں پیدا کیا اور ہدایت کے لیے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد یعقوب علی شاہ قدس اللہ سرہ العزیز کے دست حق پر بیعت کی توفیق عطا فرمائی سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نوازش سے پیر و مرشد نے خلوص و محبّت سے راہ طریقت کی تعلیم و تربیت فرمائی اور ان کی دعاؤں سے یہ کتاب شہنشاہ کونین (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) مرتب کرنے کی توفیق عطا فرمائی اسلیے یہ کتاب اپنے پیر و مرشد اور اپنی جانب سے نہایت عجز و انکساری سے بارگاہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کرتا ہوں۔

ناظرین کرام! بعض بعض مضامین کو جو دوسرے عنوان میں تحریر کئے ہیں دوبارہ دوسرے عنوان میں پھر تحریر کیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو آسانی ہو کیوں کہ پڑھتے وقت ایک مضمون آگیا اب تحریر کر دیا ہے یہ مضمون "فلاں" عنوان میں دیکھیں اس سے پڑھنے والے کا تسلسل ٹوٹ جاتا ہے بعض جگہ ایسا بھی ہے کہ ایک ہی عنوان میں ایک مضمون کو سہولت کے لیے دوبارہ پھر تحریر کر دیا تاکہ پڑھنے کا تسلسل جاری رہے۔ جہاں مضمون زیادہ طویل دیکھا وہاں ضرور لکھ دیا ہے کہ یہ مضمون "فلاں" عنوان میں دیکھیں ان کوششوں کے باوجود اگر کوئی بھول چوک نظر آئے تو اس سے آگاہ فرمائیں آپ کی نوازش ہوگی۔ کیوں کہ جس قدر بھی خلوص و محبت سے ہو سکا اس کو مرتب کیا ہے۔ اللہ اور اللہ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لیے

فقط خاکپائے مرشد
صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ
یکم فروری ۱۹۹۷ء

تعارف

اللہ تعالیٰ کے لیے ساری حمد و ثناء اور تعریفیں ہیں۔ جس نے اپنے بندوں کی رہبری اور اپنی معرفت پہچان کے لیے پیارے محبوب سرور کائنات شہنشاہ کونین رحمت دوجہاں سرکار نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا اور ان کو اس قدر اپنی ذات و صفات سے متعف کیا کہ یہ ذات الہٰی صفات الہٰی کے مظہر ہوگئے۔ جیسے روف الرحیم، رحمت اللعلمین غفور رحیم وغیرہ لہذا ہم کو سرکار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کرنی ہے جیسا کہ خلفاء راشدین نے کی ان کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ نے کی ان کے بعد اولیاء کرام مشائخ عظام پیران سلاسل تواتر سے سلسلہ در سلسلہ کرتے چلے آ رہے ہیں اور یہ سلسلہ تاقیامت جاری و ساری رہے گا۔ (انشاء اللہ)۔ اسی اتباع کرنے والوں میں ایک نام ہمارے دادا پیر پیر طریقت رہبر شریعت خواجہ خواجگان سلطان الاولیاء والعارفین والعاشقین قطب زمان غوث دوراں وارث علوم النبین فانی فی الذات سبحانی اعلی حضرت خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کا ہے۔ آپ کی جائے پیدائش قصبہ آنولہ ضلع بانس بریلی یوپی ہندوستان ہے۔ آپ کے والد بزرگوار وہاں کے رئیس تھے۔ آپ کو بچپن ہی سے دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی لگاؤ بہت زیادہ تھا۔ اس دینی لگاؤ اور رجحان کے بدولت آپ کے دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا شدید جذبہ اور جستجو و معرفت الہی پیدا ہوئی۔ اللہ تعالی قرآن میں فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

ترجمہ:۔ جو لوگ ہماری طرف آنے کی کوشش کرتے ہیں ہم ان کی یقیناً رہنمائی کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں کرم

نوازی فرمائی اور خواجہ خواجگان جناب عالی مرتبت خواجہ محمد حسن علی شاہ صاحب قادری چشتی نقشبندی ابوالعلائی جہانگیری کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کی توفیق عطا ہوئی، جس طرح جوہری کے پاس جواہرات تو بہت ہوتے ہیں لیکن ان جواہرات میں کوئی نہ کوئی نمایاں ہوتا ہے۔ فضل الٰہی اور تربیت و توجہ مرشد سے گلستان خواجہ محمد حسن علی شاہ صاحب میں حضرت خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب دادا پیر اپنی مثال آپ تھے۔ جو سب اہل بیعت و طریقت پر روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ مرشد نے آپ کو جب اجازت و خلافت سے نوازہ تو آپنے مختلف مقامات کے علاوہ بمبئی میں خصوصیت سے سلسلے کا کام شروع کیا لیکن تقسیم ہند کے بعد آپ کو مرشد نے حکم دیا کہ پاکستان میں جا کر دین کا کام شروع کریں۔ حکم مرشد کی فورا تعمیل کی اور پاکستان کے شہر سکھر میں تشریف لائے۔ اور آپنے کچھ عرصے بعد بکرا پیڑی کراچی میں سکونت اختیار کی جب آپ کے سلسلے کو وسعت ہوئی تو آپ نے حسن مجتبےٰ ٹاؤن کی ملیر ہالٹ رفاع عام سوسائٹی کراچی میں آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ حسینہ کی بنیاد رکھی اور یہاں سے اپنے کثیر تعداد میں مریدوں اور خلفاء حضرات کو جو ہند و پاک میں تھے تعلیم و معرفت الٰہی سے فیض یاب کرتے رہے۔

آپ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند تھے آپ کی عظمت و بزرگی کا پتہ آپ کے مریدوں۔ خلفاء اور عقیدت مندوں سے چلتا ہے۔ کیوں کہ جو بھی آپ کی صحبت یا فیض میں ہوتا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پابند ہوجاتا۔ آپ کسی سے بھی نبی کی سنت کے لیے اصرار نہیں کرتے لیکن وہ آپ کی صحبت اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب مائل ہوجاتا۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ کی عبادت اور ذکر خوب کرو اور اس قدر کرو کہ اللہ کا رنگ یعنی محبت تم پر غالب آجائے۔ پھر جو تمھاری صحبت میں ہوگا وہ خود بخود پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبادت الٰہی کی طرف مشغول ہوجائے گا۔

حدیث شریف:۔ کہ میں جس بندے سے محبت کرتا ہوں اس کی سماعت

بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ (بخاری شریف جلد سوئم کتاب الرقاق)

اعلیٰ حضرت قبلہ دادا پیر صوفی خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب کی اسی اتباع و پیروی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے یعقوبیہ سلسلہ پاکستان و ہند میں عروج بام پر ہے۔ اعلیٰ حضرت دادا پیر نے اپنے خلفاؤں میں سے خواجہ بزرگ پیر و مرشد صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ صاحب کو اپنا خلیفہ مجاز اور اپنا مسند نشین مقرر فرمایا اور سلسلہ خواجہ بزرگ قبلہ پیر و مرشد کے سپرد کیا۔

دادا پیر اعلیٰ حضرت صوفی محمد یعقوب علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز اس دنیائے فانی سے ۲۶ دسمبر ۱۹۷۴ء بوقت ۱۱ بجے شب گیارہ ذی الحجہ کو پردہ فرماگئے۔ آپ کا مزار اقدس آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ حسینیہ ملیر ہالٹ رفاع عام سوسائٹی حسن مجتبے ٹاؤن ملیر کراچی میں واقع ہے۔ اور ہر سال آپ کا عرس ذی الحجہ کی ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ کو مزار اقدس پہ منعقد ہوتا ہے۔

خواجہ بزرگ قبلہ پیر و مرشد پیر طریقت رہبر شریعت اعلیٰ حضرت سلطان العارفین انوار ولایت صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ صاحب ہندوستان کے ضلع الہ آباد تحصیل سراتھو ڈاکخانہ کڑا مقام اسمائیل پور میں پیدا ہوئے۔ خواجہ بزرگ قبلہ پیر و مرشد کو شروع ہی سے دینی لگاؤ بہت زیادہ تھا۔ دنیاوی تعلیم کے ساتھ جستجو الٰہی میں مصروف رہتے۔ اور ہمیشہ کوشاں رہے آپ نے قبلہ پیر طریقت وارث علوم النبین فانی فی الذات سبحانی خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی اور احکام الٰہی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند ہوئے اور اپنے پیر و مرشد کی اتباع اور پیروی فرما کر عارف باللہ اور صاحب ارشاد ہوگئے۔ یعنی (خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے) اور پیر و مرشد نے اپنی خصوصی کرم نوازی اور نظر عنایت فرمائی اور اپنا خلیفہ مجاز مسند نشین مقرر فرمایا۔ قبلہ پیر و مرشد دادا پیر خواجہ محمد

یعقوب علی شاہ صاحب کے وصال کے بعد خواجہ بزرگ قبلہ پیر و مرشد صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ نے گلشن یعقوبیہ کو مزید تقویت بخشی اور سلسلہ یعقوبیہ میں چار چاند لگا دیے۔

خواجہ بزرگ قبلہ پیر و مرشد ۱۹۶۳ء سے رشد و ہدایت پر مامور ہیں اور آج آپ کے برصغیر میں ہزاروں مریدین اور معتقدین آپ کے نورانی اور روحانی علم سے فضیاب ہو رہے ہیں اور راہ سلوک میں علم و معرفت کی پیاس بجھا رہے ہیں ۔ خواجہ بزرگ پیر طریقت کے ساتھ ساتھ ۱۹۴۵ء سے شعبہ طب میں بھی اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ آپ اپنی ذات گرامی میں واحد و یکتا ہیں۔ اور زندگی کے تمام شعبوں میں مکمل دسترس رکھتے ہیں آپ نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں اور خداداد ذہانت اور عظیم روحانی استعداد کی بدولت علم شریعت و طریقت میں عظیم بلند و بالا مقام رکھتے ہیں اور روحانی مدارج شیخ کامل واکمل کے رتبہ پر فائز ہو کر خلق خدا کی خدمت سر انجام دے رہے ہیں۔ آپ کو سلسلہ یعقوبیہ میں تالیف اور تصنیف کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ خواجہ بزرگ قبلہ پیر و مرشد علم معرفت و طریقت کی خدمت کتابوں کے ذریعے بھی سر انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے ابھی تک مندرجہ ذیل تصنیف رقم فرمائی ہیں۔

۱۔ طریقہ عرفان الٰہی
۲۔ طریقہ ایصال ثواب
۳۔ قوالی کی اہمیت و افادیت
۴۔ حقیقت سماع
۵۔ حقائق تصوف اور زیر نظر کتاب شہنشاہ کونین حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر موضوع اور مسائل پر آپ کی تحقیقات جاری و ساری ہے ان کتابوں سے آپ کے مریدوں خلفاؤں اور معتقدین کو بہت فائدہ ہو رہا ہے۔ اور اہل ذوق حضرات بھی ان کتابوں سے استفادہ فرما رہے ہیں۔

خواجہ بزرگ قبلہ پیر و مرشد کے ۲۹ اجازت یافتہ خلفاء پاکستان کے

مختلف صوبوں اور شہروں میں خلق خدا کو راہ سلوک میں معرفت الٰہی شریعت و طریقت اور سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روشناس کر رہے ہیں۔ اور آپ کے فیض سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اور کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ تاقیامت جاری و ساری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم و عنایت ہے کہ یہ سلسلہ جو قیام پاکستان کے ساتھ پاکستان پہنچا یعنی ۱۹۴۷ء سے لے کر ۱۹۹۷ء تک اس سلسلے کے افراد ملک کے کونے کونے میں خلق خدا کو علم شریعت و علم معرفت کی تعلیم دے رہے ہیں۔ اور اس وقت اس سلسلے کی چوتھی پشت پاکستان میں دین کے کام میں مصروف عمل ہے، یہاں قرآن کا ذکر ضروری ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً۔

ترجمہ: ـــ اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر

(پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۰۲)

حدیث شریف: تم میری اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑ لو اور اسے دانت سے مضبوط پکڑ لو۔ (حوالہ مشکوٰۃ شریف باب اعتصام)

آخر میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے میں ہمارے پیر و مرشد کے درجات کو بلند و بالا کرے اور ان کا فیض ہمیشہ جاری رکھے اور ہمیں اپنے پیر و مرشد سے مضبوط سے مضبوط نسبت اور تعلق کو پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

ہے ان کی غلامی کا شرف مجھ کو بھی حاصل
مجھ پر شہنشاہ کونین کا یہ خاص کرم ہے خالد

وما توفیقی الا باللہ

خاکپائے مرشد
صوفی محمد خالد غفاری

۵ جون ۱۹۹۷ء حیدرآباد

حمد باری تعالیٰ

الٰہی حمد تیری صبح و شام کرتے ہیں
ہم اپنے قلب و نظر تیرے نام کرتے ہیں

ثنائے رب علی یوں مدام کرتے ہیں
بیان نعت رسول انام کرتے ہیں

تیرے حبیب پہ بھیجیں نہ کیوں درود و سلام
شجر و حجر بھی تو ان کو سلام کرتے ہیں

نماز احمد مرسلؐ لیے تصوّر میں
انہی کی طرح سجود و قیام کرتے ہیں

انہی کو قرب میسر ہو اے خدا تیرا
جو عمر ذکر میں تیرے تمام کرتے ہیں

نعت شریف

صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کی نگاہوں میں دلدار محمدؐ ہیں
جو چیز ہے اللہ کی وہ مختار محمدؐ ہیں

اک لکھ چوبیس ہزار پیغمبر گزرے ہیں
پر ان میں جو دیکھو تو سردار محمدؐ ہیں

پڑھتے ہیں جو کلمہ وہ سارے ہی محمدیؐ ہیں
اس فوج محمدیؐ کے سپہ سالار محمدؐ ہیں

خالق سے بس گنہگار اُمّت کی دعائیں کی
اپنی امت کے نہایت ہی غمخوار محمدؐ ہیں

ایذا جو محمدؐ کو کفّار پہنچاتے تھے
کی اس کی نہ کچھ پرواہ ضیار محمدؐ ہیں

اخلاق سے دنیا میں سب کفّر مٹا ڈالا
کس طور اشرف یہ ابرار محمدؐ ہیں

تخلیق عالم سے قبل

اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ کب سے ہے اس کا علم بندوں کو نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے جو علم اپنے بندوں کو عطا فرمایا ہے۔ اس کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔ حدیث قدسی

کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیًا فَاحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخُلْقَ

ترجمہ:۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ایک مخفی خزانہ (حسن و جمال) تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں (میرا مشاہدہ کیا جائے) اس لیے میں نے اس کائنات کو پیدا کیا (کتاب سرالاسرار۔ مقدمہ۔ علم صفحہ ۲۳۔ حق المبین صفحہ، ۴۳ اور رُوحانیت السلام باب ۴ صفحہ ۱۵۹)

کُن سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کُن سے پہلے موجود تھے۔ اسی لیے صاحب رُوح البیان رحمتہ اللہ علیہ نے یوں واضح فرمایا ہے بہرحال ابتداء حال میں عالم اِرواح میں اشارہ کُن سے اِرواح پیدا ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح القدس کے تابع کئے گئے (اللہ تعالیٰ نے ساری روحوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع کر دیا) اسی لیے ان کو اس بات کی ضرورت و چاہت ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے بشیر و نذیر ہوں۔

(پارہ ۲۲ تفسیر رُوح البیان ص ۳۸۶)

حدیث شریف:۔ **لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوبِیَّۃ**

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو بھی ظاہر نہ کرتا (حوالہ کتاب بارہ تقریریں صفحہ ۱۲۹)

اس ضمن میں درج ذیل اقتباس سے ثابت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں اپنا خلیفہ و نبی بنایا اور پھر حضرت مائی حوا کو پیدا فرمایا اور ان کا نکاح حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ کیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ مائی حوّا کا حق مہر ادا کرو اور وہ حق مہر یہ ہے کہ میرے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دس بار درود شریف پڑھو۔ حکم الٰہی کے تحت حضرت آدم علیہ السلام نے دس بار درود شریف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھا۔

(کتاب قصص الانبیاء صفحہ ۱۳ ادارہ اشاعت دینیات لاہور)

تخلیق اول

(۱) —— حدیث شریف اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ

ترجمہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو وجود بخشا۔

(۲) —— حدیث شریف کُنْتُ نَبِیًّا وَّاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِهٖ

ترجمہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں ہی تھے۔ (مدارج النبوت حصہ اول صفحہ ۷)

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے تخلیق کیا اور اپنی ذات و صفات اور صورت و سیرت کا مظہر اعلیٰ بنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں ان ہی کے لیے ساری کائنات بنائی

(۱) —— حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ اے جابر اِنَّ اللّٰہ قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے قبل تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا

(۲) ـــــــ حدیث قدسی لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِیَّۃَ

ترجمہ:۔ اے محبوب اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔ ربّ العالمین نے اپنے کو ظاہر کرنے کے لیے رحمت العالمین کو پیدا کیا۔ شرح بخاری شریف حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا تو اس وقت نہ رُوح تھی نہ قلم نہ جنّت نہ دوزخ نہ کوئی فرشتہ نہ آسمان اور نہ زمین نہ چاند نہ سورج نہ کوئی جن نہ کوئی انسان اس لیے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری کی ساری مخلوق پر تقدم حاصل ہوا۔ ہر کمال ہر جلال اور ہر جمال اسی نور کی بدولت ہے۔

حضرت شیخ نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور و معروف کتاب "مرصاد العباد" میں فرماتے ہیں کہ جناب آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق خالق کائنات کا ارشاد مبارک ہے کہ:

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْکَوْنَیْنِ

ترجمہ:۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اظہار مقصود نہ ہوتا تو اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کائنات عالم کو نہ پیدا کرتا۔ حدیث مندرجہ بالا کے بارے میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب انیس جلیس میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ہے (حوالہ کتاب آدم سے پہلے اور آدم کے بعد)

نور مصطفٰے صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عمر مبارک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اے جبرائیل تمھاری عمر کتنی ہے؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم۔ میں سوائے اس کے نہیں جانتا۔ بس اس سے اندازہ لگائیے کہ میں عرش پر ایک تارہ دیکھتا تھا۔ جو ہر ستر ہزار سال کے بعد ظاہر ہوتا تھا جس کو میں نے بہتر ہزار بار دیکھا۔ سرکار دو عالم صلی علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرائیل مجھے اپنے ربّ کی عزّت کی قسم کہ وہ تارہ میں ہی تھا (حوالہ کتاب خطبات برطانیہ صفحہ ۵۶ اور آدم سے پہلے اور آدم کے بعد صفحہ ۲۲)

اللہ تعالیٰ کا رُوحوں سے خطاب

اللہ تعالیٰ نے روز اول سب رُوحوں کو مخاطب کرکے پوچھا قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ ہے۔ اور (اے محبوب) جب نکالا آپ کے ربّ نے آدم (علیہ السلام) کی پشتوں سے ان کی اولادوں کو اور خود گواہ بنادیا ان کو ان کے نفسوں پر۔ اور پوچھا اَلَستُ بِرَبِّکُم ط کیا میں تمھارا رب نہیں؟ پھر رُوحوں نے کہا " قَالُوا بَلٰی "سب نے کہا بے شک تو ہمارا ربّ ہے ہم نے گواہی دی یہ اس لیے کہ کہیں تم یہ نہ کہو روز محشر کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے یا یہ نہ کہو کہ شرک تو ہمارے باپ دادا نے کیا تھا ہم سے پہلے ہم تو ان کی اولاد ہیں ان کے بعد۔ (پارہ ۹ سورہ الاعراف آیت ۱۷۲،۱۷۳)

جب اللہ تعالیٰ نے سب رُوحوں سے پوچھا کہ " کیا میں تمھارا رب نہیں " تو

سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی "قَالُوْ بَلٰی" کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں سب رُوحوں نے بھی قَالُوْ بَلٰی کہا کہ بے شک تو ہمارا رب ہے۔

حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر جو سب سے پہلے ایمان لائے اور اس کے حکم کی تعمیل کی ان میں سب سے اول یعنی پہلا مومن ہوں۔ (حوالہ مدارج النبوت حصہ اول ص ۸۰)

انبیاء کرام سے عہد

قرآن شریف کی آیت :۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ؕ

ترجمہ :۔ اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تمھارے پاس تشریف لائیں وہ رسول جو تصدیق فرمائیں ان کتابوں کی جو تمھارے پاس ہیں تو تم ضرور بالضرور ایمان لانا ان پر اور ضرور بالضرور مدد کرنا ان کی اس کے بعد فرمایا کہ تم نے اقرار کرلیا۔ اٹھا لیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمّہ؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو گواہ رہنا اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں

(حوالہ پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۸۱)

ملّت اسلامیہ کے تمام مفسرین کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم اِرواح میں تمام انبیاء کرام سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا وعدہ لیا۔ کہ میرے محبوب کی

شان دیکھو۔ یہی مقصود کائنات ہیں۔ "حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں تمام رُوحوں کا اصل ہوں" (حوالہ کتاب آدم سے پہلے آدم کے بعد ص ۱۱۵)

تمام نبیوں سے عہد اللہ تعالیٰ نے لیا ہے کہ جب تمہاری نبوت کا دور دنیا میں ہو تو اپنی اپنی اُمّتوں کو بھی بتلاؤ کہ جب یہ نبی تشریف لائیں تو ان کے ماننے والے سب اس ختم المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں کہ اب وہی ایمان قابل قبول ہوگا "جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لائے" اور دل و جان سے ان کی اطاعت کریں

دستورِ عالم

جب کسی گروہ کے سردار سے اطاعت لی جاتی ہے تو وہ اطاعت سارے گروہ پر لازم آتی ہے۔ اب چونکہ تمام نبیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے اور مدد کرنے کا عہد کرلیا ہے تو ساری امتیں اس بات کی پابند ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور ان کی اطاعت کریں اور ان کی مدد کریں اور عہد کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ اگر انکار کرتا ہے تو اللہ کے حکم کا انکار کرتا ہے۔

عہد کی خلاف ورزی کرنے والے کی سزا

قرآن شریف کی آیت:۔ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

ترجمہ:۔ پھر جو کوئی پھرے اس پختہ عہد کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

(پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۸۲)

تمام دنیا کے باشندے کسی نہ کسی نبی کے ماننے والے ہیں اس لیے

اپنے اپنے نبیوں کے کیئے ہوئے عہد کے پابند ہیں اور عہد کی خلاف ورزی کرنے والوں کا شمار فاسقوں میں ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اوّل و اعظم

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(الف) ـــــ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مخاطب کر کے کہا کہ میں زمین پر اپنا خلیفہ یعنی نائب مقرّر کرنے والا ہوں۔ (پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۳۰) پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا (پارہ ۲۳ سورہ ص آیت ۷۵) اور حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صورت اور صفت پر بنایا۔ (تفسیر رُوح البیان جلد اوّل صفحہ ۲۰۱ اردو ترجمہ) ان میں اپنی روح پھونکی ان کے قلب میں خود موجود ان کے اول و آخر ظاہر و باطن بھی موجود ہو کر ان کی تعلیم و تربیت بھی خود ہی فرمائی تمام اسم سکھائے یعنی ہر قسم کے تمام علوم سے آگاہی فرمائی نبوت و رسالت کے ارفع و اعلیٰ منصب پر فائز کیا اور ہر طرح سرفرازی عطا فرمائی حتیٰ کہ مسجود ملائکہ یعنی فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ جس نے سجدہ کیا وہ مقبول و محبوب ہوا اور جس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا وہ مردود و ملعون ہوا " اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا سجدہ نہیں " لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی ایسی تعظیم کرائی جیسے اپنی اور اللہ تعالیٰ نے زمین پر تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار اپنے خلیفہ بنائے جس نے ان کا حکم مانا اور ان پر ایمان لایا وہ اللہ تعالیٰ کا مقبول اور محبوب ہوا جس نے ان پر ایمان لانے سے انکار کیا وہ منکر یعنی کافر ہوگیا چونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بھی اور نبی و رسل بھی ہیں۔ اس لیے ان کو نبی و رسل کے نام سے سب جانتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ اپنے سجدے کا

حکم دیتا تو ابلیس لاتعداد سجدے کرتا۔

(ب) ـــــ اللہ تعالیٰ نے عالم بالا میں ہی اسی طرح سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور جمال سے پیدا کیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے رُوح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ذاتی نور سے پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری رُوح کو پیدا کیا اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔ اور یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا۔ غرض یہ کہ کسی بھی چیز کے ظہور اوّل کا ذکر جو تحریروں میں ہے ان سب سے ایک ہی بات مراد ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وجود و ظہور بخشا۔ اسی لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور روشن کتاب یعنی قرآن مجید۔ (حوالہ کتاب سرالاسرار مقدمہ ابتداء خلق ص ۱۳۔۱۴۔۱۵)

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی صورت و صفت پر بنایا اور اپنی ذات و صفات کا مظہر اعلیٰ بنایا۔ حدیث شریف جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حق دیکھا چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر اعلیٰ ہیں اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس وجہ اللہ یعنی اللہ کا چہرہ ہے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۸۰) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبّت ہے اللہ تعالیٰ کا خود فرمان ہے کہ اے محبوب آپ

صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے فرمادیں اگر تم اللہ تعالیٰ کو چاہتے ہو یعنی دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (سورہ آل عمران، آیت ۳۱)۔ اسی لیے فیصلہ ہوگیا جو اللہ تعالیٰ کو چاہتا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے جو رسول اللہ کا نہیں وہ اللہ کا نہیں۔

(ج) —— جب اللہ تعالیٰ نے میثاق النبین میں سارے انبیاء کرام سے اس بات کا عہد لیا کہ جب یہ رسول تمہارے پاس تشریف لائیں تو تم ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا یعنی اطاعت کرنا (تفصیل کے لیے دیکھیے پارہ ۳ سورہ آل عمران، آیت ۸۱) سب انبیاء کرام نے اس بات کو پورا کرنے کا عہد اللہ تعالیٰ سے کرلیا چونکہ سب انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور نبی و رسل ہیں ان خلیفہ اور نبی و رسل نے اپنے سے برتر افضل و اعلیٰ خلیفہ و نبی و رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد کیا ہے ایمان اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت کے لیے امتی اپنے نبی پر لاتے ہیں۔ اس کی شہادت تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جس ذات والا صفات یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو ان کی عظمت و بزرگی کیسی ہے اور تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار اللہ تعالیٰ کے بزرگ و برگزیدہ خلیفہ یعنی نبی و رسل جس ذات پر ایمان لائیں وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اللہ تعالیٰ کا نبی۔ اللہ تعالیٰ کا رسول۔ اللہ کا حبیب کیسا ہے اور ان کی عظمت بزرگی کون جان سکتا ہے اسی لیے یہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اول واعظم ہیں۔ اس کا ذکر تفسیر روح البیان کے پارہ ۲۶، صفحہ ۲۳۶ اردو ترجمہ پر ہے اس کا ذکر تفسیر ضیاء القرآن میں ہے " حضور نبی کریم کی ذات مقدس ہی حقیقت میں خلیفہ اعظم

ہے۔ اگر حضورؐ کی ذات گرامی نہ ہوتی تو آدم پیدا ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ کچھ بھی نہ ہوتا (تفسیر ضیاء القرآن جلد اول پارہ ا سورہ البقرہ، ص ۴۵)

(د) —— حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بڑے خلیفہ ہیں کہ ربّ کے خزانے اور اس کی نعمتیں حضورؐ کے ہاتھوں اور حضورؐ کے ارادے میں ہیں۔ جس کو چاہیں عطا فرمائیں اس سے معلوم ہوا کہ تمام خزانہ خداوندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ و اختیار میں ہیں (حوالہ کتاب سلطنت مصطفےٰ ص ۳۵ ۳۴ از حکیم الاُمت مفتی احمد یار خان نعیمی اور انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں (حوالہ کتاب سلطنت مصطفےٰ ص ۴۴) اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج میں گئے تو تمام انبیاء کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا امام بنایا اور سب انبیاء کرام مقتدی بنے اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے جانشین یعنی خلیفہ اعظم ہیں

(ا) حوالہ :۔ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبی سے یہ پختہ وعدہ لیا کہ جب تمہاری موجودگی میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں تو تم پر لازم ہے کہ ان کی رسالت پر ایمان لاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں شمولیت کا شرف حاصل کریں۔ اور ہر طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تائید و نصرت کریں۔ اور تمام انبیاء کرام نے یہی عہد اپنی اُمّتوں سے لیا اسی لیے عارفین نے فرمایا کہ نبی مطلقاً اور رسول حقیقی اور مستقل شریعت لانے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جملہ دیگر انبیاء کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں۔ (رُوح المعانی) (حوالہ تفسیر ضیاء القرآن پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۸۱)

(۲) حوالہ :۔ آیت میثاق النبین کے تحت علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ شیخ تاج الدین سبکی نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بیان فرمایا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام حکماً اور تقدیراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہیں۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے زمانہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک ہونے والی تمام مخلوق شامل ہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں داخل ہیں

(۴) اس آیت کی تفسیر میں علامہ سید محمود آلوسیؒ لکھتے ہیں کہ عرفاء کا مذہب یہ ہے کہ مستقل اور حقیقتاً اور مطلقاً رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں (اور تمام انبیاء کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں (حوالہ شرح مسلم شریف حصہ اول کتاب الایمان ص ۲۵۰)

(۵) اقتباس :۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک میں نازل فرمائی (یعنی داخل فرمائی) تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نُور میں اضافہ ہو۔ ہر موجود کا وجود آپ ہی کے وجود سے ہے اور ہر نبی علیہ السلام کے علوم یہاں تک کے آدم علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام وغیرہ اور دیگر کُتب الٰہیہ کے علوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے ہیں ایسے ہی ہر ولی کے علوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے ہیں۔ (حوالہ تفسیر رُوح البیان۔ پارہ ۲۶، ص ۲۲۹، ۲۳۰)

اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہے اور ساری بادشاہت اسی کی ہے اور وہ حاکموں کا حاکم اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے جو کسی کا بھی خلیفہ یعنی نائب یا جانشین یا قائم مقام ہوتا ہے۔ اس میں اس جیسی خصوصیات ہونا لازمی ہے ورنہ جس جگہ کے لیے وہ نائب یا جانشین ہے۔ اس کا نظام درہم برہم ہوجائے

گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے نام کو اسقدر عظمت بخشی ہے کہ ساق عرش پر اور جنت میں طوبیٰ کے پتوں پر حُوروں کی پیشانیوں پر اور غلاموں کے سینوں پر لکھا ہوا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور قاعدہ ہے کہ چیز بنانے والے اور مالک کا نام لکھا جاتا ہے (حوالہ کتاب سلطنت مصطفےٰ ص ۴۴)

دستور ہے۔ دنیاوی نظام میں یہ دستور ہے کہ جب کہیں جلسہ منعقد ہونا ہوتا ہے تو پہلے جگہ کا انتخاب ہوتا ہے۔ پھر وہاں شامیانے وغیرہ لگائے جاتے ہیں پھر سب لوگ جمع ہوتے ہیں پھر مقررین تقریر کرتے ہیں اور جب بادشاہ یا صدر آجاتے ہیں تو ان کو جو بھی کہنا ہے تقریر کرنا ہے یا حکم دینا ہے ان کی تقریر یا حکم دینے کے بعد جلسہ ختم ہوجاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے کے بعد سلسلہ خلافت نبوّت والی اور نبوّت ختم ہوگئی۔ اسی لیے تمام دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین اور ان کے ذریعہ سے تمام ملت اسلامیہ میں جو خلفاء یعنی مشائخ عظام اور اولیاء اللہ ہوتے ہیں ان کے حیات میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ فیض جاری تھا اور وصال کے بعد بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ان سے جاری ہے جو بھی ان کے مزاروں پر جاکر دُعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ان بزرگوں کی دعاؤں سے روزانہ ہزار ہا بندے فیضیاب ہوتے ہیں بد یقین اور مُردہ دل کو اور بد باطن کو کچھ نہیں ملتا ہے۔

ساری کائنات کے رسول

(۱) آیت قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

ترجمہ۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمائیں کہ اے لوگوں میں

تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں (پارہ ۹، سورہ اعراف، آیت ۱۵۸)

(۲) آیت وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَایَعْلَمُوْنَ ط

ترجمہ:۔ (اے حبیبؐ) ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (پارہ ۲۲، سورہ صبا، آیت ۲۸)

حدیث شریف:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام مخلوق کا رسول ہوں (مسلم و مشکواۃ اخذ کتاب فی علم الرسول ص ۶۵)

حدیث شریف:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسرے نبی خاص قوموں کی جانب مبعوث ہوئے ہیں اور میں تمام انسانوں کی جانب نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور مجھے شفاعت کی اجازت دی گئی ہے۔ (بخاری شریف جلد اول کتاب الصلواۃ باب ۲۹، صفحہ ۲۲۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر قوم کے مرد سے ان کی زبان میں گفتگو فرمایا کرتے تھے (تفسیر جمال۔ جلد دوئم صفحہ ۵۱۲ اخذ کتاب فی علم الرسول صفحہ ۶۵)

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات اور ساری مخلوق کے رسول ہیں اس لیے اس آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ (پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۸۱) کے تحت جو اس آیت میں انبیاء کرام کا ذکر ہے اس ضمن میں علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ تاج الدین سبکی نے اس آیت کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام حکماً اور تقدیراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں داخل ہیں کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے زمانہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک تمام مخلوق شامل ہیں اور تمام انبیاء علیہ السلام اور ان کی اُمّتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی امت میں داخل ہیں اور اسی آیت کی تفسیر میں حضرت علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں کہ عرفاء کا مذہب یہ ہے مستقل اور حقیقتاً اور مطلقاً اللہ تعالیٰ کے رسول حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ باقی تمام انبیاء کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں (شرح مسلم شریف حصہ اوّل کتاب الایمان صفحہ ۲۴۰)

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ساری کائنات کے انسانوں کی رہبری و رہنمائی کے لیے مبعوث فرمائے گئے ہیں اور صحابہ کرامؓ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رہبر و رہنما۔ مرشد و شیخ ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اوّل و اعظم اور رسول ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم و تربیت صحابہ کرام کو اور بالخصوص خلفاء راشدین کو دی تھی وہ اللہ کے قرب و عرفان کا علم خلفاء راشدین کے ذریعے سے تمام ملت اسلامیہ کے مشائخ عظامؒ کے پاس موجود اور محفوظ ہے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا۔ میں اس پر فخر نہیں کرتا۔ اور قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرا ہی ہاتھ میں ہوگا۔ اس دن ہر نبی میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور یہ بھی فرمایا کہ حدیث میں تمام رسولوں کا قائد ہوں گا اور میں اس پر فخر نہیں کرتا (شرح مسلم شریف جلد اول کتاب الایمان ص ۳۵۰) یہ مضمون "خلیفہ اول واعظم" کے عنوان میں آچکا ہے سہولت کے لیے یہاں دوبارہ تحریر کیا جا رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت صحابہ کرام نے دل و جان سے کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی رہبری و رہنمائی فرمائی جس کی وجہ سے یہ شیطان کے مکر و فریب اور تمام الجھنوں سے بچ کر اللہ تعالیٰ کے مقرب و محبوب ہوگئے اس کی زندہ و جاوید مثال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تصدیق فرما رہے ہیں کہ

میرے صحابہ کرام میں سے جن کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔
حدیث شریف :۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اصحاب (مثل انجم) ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ (کتاب الشفاء باب دوئم فصل ۵ صفحہ ۳۲۰) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ صحابہ کرام پر تنقید نہ کرو حدیث شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو چپ رہو۔ (کتاب الشفاء باب دوئم فصل ۵ صفحہ ۳۱۹)

اصول دنیا ہے کہ جب کسی کو ڈگری یا ڈپلومہ ملتا ہے تو اس دنیاوی ڈگری اور ڈپلومہ کو سب مانتے ہیں لیکن افسوس صد افسوس ان کی عقلوں پر جو صحابہ کرام پر تنقید کرتے ہیں یا ان میں عیب تلاش کرتے ہیں جب کہ انبیاء کرام اور رسل کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے اور ان صحابہ کرام میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ، حضرت سیدنا عمر فاروقؓ، حضرت سیدنا عثمان غنیؓ، حضرت سیدنا علیؓ، افضل ہیں۔ خلفاء راشدین کا بہت ہی بلند و بالا مقام ہے ان پر تنقید کرنا ان میں عیب تلاش کرنا اپنی دونوں جہاں میں بربادی کرنی ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام کی تربیت فرمائی اس لیے صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی تربیت یافتہ ہوئے۔ صحابہ کرامؓ پر اعتراض۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے انبیاء کرام مقرب و محبوب ہوتے ہیں اور صحابہ کرام اور اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کی عنایت سے گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں کسی بھی اولیاء اللہ کو جب کوئی بُرا کہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا باغی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے

باغی کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہے ایسے باغی کی دین و دنیا دونوں برباد ہوجاتی ہیں۔ ایسے باغیوں اور مغروروں کی سمجھ میں کیوں نہیں آتا کہ عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عظمت اہل بیت عظمت صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین پر تنقید کرتے ہیں ان میں عیب تلاش کرتے ہیں دل میں ان سے بدگمانی کرنے سے دین و ایمان کی بربادی اور بارگاہ الٰہی میں ذلّت و رسوائی کے سوا کیا حاصل ہوگا۔ جن سے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں تو ایسے بزرگ و برگزیدہ صحابہ کرام کو اچھا نہ جاننے والا کیسے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اچھا ہوسکتا ہے اور اس کی عقل کیسے اچھی ہوسکتی ہے جس طرح شیطان نے اپنے کو عقلمند سمجھ کر حضرت آدم علیہ السلام کو اچھا نہیں جانا اور سجدہ نہیں کیا اسی طرح ہر دور میں ایسے انسان ہوئے ہیں جنھوں نے انبیاء کرام صحابہ کرام اور اولیاء اللہ پر تنقید کرکے اپنے دین و ایمان دونوں کو برباد کرلیا ہے۔ ایسے لوگوں سے بچو۔ مقصد یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات کے رسول ہیں جب کہ اس سے قبل تحریر ہوچکا ہے کہ آپ کے پاس جس ملک جس قوم جس زبان کا جاننے والا آتا تھا تو آپ اس سے اس کی زبان میں گفتگو فرماتے تھے دوبارہ پھر سہولت کے لیے تحریر کیا جا رہا ہے چنانچہ نسیم الریاض شرح شفا شریف جلد اول میں علامہ حقانی فرماتے ہیں " چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری زبانیں بھی سکھائی ہیں " (نسیم الریاض جلد دوئم ص ۳۸۷ اخذ کتاب فی علم الرسول ص ۶۵) اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر قوم سے ان کی ہی زبان میں خطاب فرمایا کرتے تھے (تفسیر جمال جلد ۲ ص ۵۱۲ اخذ کتاب فی علم الرسول

ص ۶۴۔ ۶۵)اور بعد از وصال بھی سب کی زبانیں جانتے ہیں کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر تمام دنیا سے مسلمان حاضر ہوتے ہیں اور سب اپنی اپنی زبانوں میں درود و سلام پڑھتے ہیں اور اپنی اپنی زبانوں میں اپنا مقصد و مدعا پیش کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کے سلاموں کا جواب دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور آپ حاتم ہیں تقسیم کرتے ہیں یعنی ہر منگتے کی حاجت روائی کرتے ہیں۔

غرض یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کے رسول ہیں اور رحمت ہیں اور رؤف الرحیم ہیں اور مسلمانوں کی جان کے ان سے زیادہ مالک ہیں (سورہ احزاب آیت نمبر ۶) ساری دنیا میں مسلمان کہاں کہاں آباد ہیں اور نسل انسانی کہاں کہاں موجود ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کی زبان سے واقف ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام چرند و پرند غرض یہ ہے سب مخلوق کی زبان سے واقف تھے اور سب مخلوق کو ان کے سوال کا جواب بھی دیتے تھے۔ اسی طرح قبر میں یعنی میت کے پاس جب سوال و جواب کرنے والے فرشتے آتے ہیں۔ اس میّت سے سوال جواب کرتے ہیں اور میت اس سوال کا جواب دیتی ہے اسی طرح دنیا میں کوئی بھی کسی زبان کا جاننے والا ہو۔ وہ اپنی ہی زبان میں درود و سلام پڑھتا ہے یا کچھ عرض کرتا ہے فرشتے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں لے کر حاضر ہوتے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زبان اور عرض و معروض سب کو جانتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں کہیں سے بھی تم مجھ پر درود بھیجتے ہو۔ یقیناً تمہارا درود میرے پاس پہنچتا ہے۔ (کتاب راحت القلوب پندرھواں (۱۵) باب ص ۲۳۲)یوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر فریادی کی فریاد دور و

نزدیک سے سنتے ہیں بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ شب جمعہ کی یہ خصوصیت ہے کہ اس شب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بہ نفس نفیس صلوۃ وسلام کا جواب دیتے ہیں) (حوالہ کتاب راحت القلوب باب سترھواں صفحہ ۲۷۲)

حدیث :۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے ستر ہزار فرشتے قبر اطہر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد یعنی چاروں طرف آجاتے ہیں اور صلوۃ و سلام بھیجتے رہتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو چلے جاتے ہیں۔ پھر دوسرا گروہ فرشتوں کا اتنی ہی تعداد میں آتا ہے اور اسی طرح جو انھوں نے کیا تھا یہ بھی کرتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ تاقیامت جاری رہے گا (کتاب راحت القلوب باب ۱۷، صفحہ ۲۶۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم

(۱) —— دستور عالم ہے اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ بادشاہ جب کسی کو اپنا وزیر انتخاب کرتا ہے تو اپنے ملک میں جس کو سب سے زیادہ قابل اور بہترین صلاحیت والا پاتا ہے جو علمی اور عقلی اعتبار سے افضل و اعلیٰ ہوتا ہے پھر اس کا انتخاب کرتا ہے

(۲) —— جب علماء کرام دارالعلوم بناتے ہیں تو دارالعلوم میں طالب علموں کو پڑھانے کے لیے بہترین سے بہترین عالم کا انتخاب کر کے دارالعلوم میں طالب علموں کو پڑھانے کے لیے مقرّر کرتے ہیں اور جو سب سے زیادہ قرآن و حدیث کا علم جانتا ہے وہ سب عالموں پر فضیلت ہونے کی وجہ سے صدر مدارس یا استاد العلماء کے عہدہ پر فائز ہوتا ہے۔

(۳) —— جب افسروں کا انتخاب ہوتا ہے تو انتخاب کرنے والی ٹیم یا (جماعت) جس شخص کا انتخاب افسر کے لیے کرنا ہوتا ہے اس کی قابلیت

اور علمی صلاحیت سے جب پوری طرح مطمئن ہوجاتی ہے تب اس کا انتخاب ہوتا ہے پھر اس شخص کو اس کام کی ٹریننگ (تعلیم) دی جاتی ہے جس عہدہ کے لیے اس کا انتخاب ہوا ہے جب وہ شخص اس ٹریننگ میں کامیابی حاصل کرلیتا ہے تو کامیاب ہونے کے بعد اس عہدہ پر مذکورہ شخص کا تقرر عمل میں آتا ہے۔ یہ بات تمام اہل علم اچھی طرح جانتے ہیں اور دنیاوی زندگی کا معمول کا مشاہدہ ہے۔

(۴) ـــــ اسکول ٹیچر بننے کے لیے پہلے متعلقہ کورس کرنا لازمی ہے جب متعلقہ کورس میں کامیاب ہوجائے گا تب پھر اسکول میں استاد کی حیثیت سے تقرر ہوتا ہے۔

(۵) ـــــ جو لوگ پڑھانے کے لیے مقرر کیے جاتے ہیں۔ خواہ دینی تعلیم ہو یا دنیاوی تعلیم یا اور کوئی علم۔ پڑھانے اور سکھانے والے ان کتابوں کے علم سے واقف ہوتے ہیں جو پڑھائی جا رہی ہے اور اس کے ماہر ہوتے ہیں۔ جس علم کے سکھانے کے لیے مقرر کیے گئے ہیں روشن سورج کی طرح یہ بات سب پر عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کے سوا کوئی معبود ہی نہیں ہے۔ ہمیشہ سے رہنے والی ذات اقدس نے جب چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو اس نے اپنی پہچان کے لیے خلقت کو تخلیق کیا۔

حدیث قدسی :۔ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا کہ وہ میری معرفت حاصل کریں۔ لہذا بات واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی معرفت کے لیے (یعنی پہچان کے لیے) پیدا کیا ہے (حوالہ کتاب سرالاسرار مقدمہ علم ص ۲۳)

اللہ تعالی نے اپنی پہچان کے لیے اپنے ہی نور سے سب سے پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وجود بخشا۔ اسی سلسلے میں یہ

حدیث شریف یہاں بیان کی جا رہی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جابرؓ نے پوچھا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس کو پیدا کیا۔ حدیث شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اے جابر" سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسقدر حُسن و جمال اور اپنی صورت و صفت سے متصف کیا کہ اپنی ہی اس صورت اور حُسن و جمال جس کو خود بنایا دیکھ کر خود ہی عاشق ہوگیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں "اللہ" ہوں اور تمھارا نام "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" اور تم میرے رسول ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے رب کے حُسن و جمال کو دیکھا تو یہ اللہ تعالیٰ کے عاشق ہوگئے۔ محبّ اور محبوب میں محبّت اور عشق اس قدر ہے کہ انسانی عقل و شعور کی وہاں تک رسائی ہی نہیں تو تحریری شکل میں کوئی کیا لکھ سکتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز میرے نُور سے پیدا ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے علوم سے عالم بالا ہی میں آگاہ فرما دیا اور خلافت کا سلسلہ جس طرح دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دنیاوی نظام کے تحت سارے اسماء سکھائے یعنی جس قدر علم چاہا عطا فرمایا تاکہ دنیا میں منصب خلافت کا کام صحیح طریقے پر انجام پائے۔ بلکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم بالا ہی میں تمام علوم سکھا کر اس قدر شرف و بزرگی عطا فرمائی کہ اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے انبیاء کرام پر فضیلت بخشی اور پھر سارے انبیاء کرام علیہم السلام کی رُوحوں کو جمع فرمایا اور خطاب ہوا کہ "جب میں تم کو کتاب و

حکمت دوں اور یہ رسول تمھاری کتابوں کی تصدیق فرمائیں تو تم ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا یعنی اطاعت کرنا (پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۸۱)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کے ہوتے ہوئے ان سب میں شرف و بزرگی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی اور سارے انبیاء کرام حکم الٰہی کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے کا عہد کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اس قدر مقرب و محبوب ہیں کہ جو علوم اللہ تعالیٰ نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو عطا فرمائے وہ سب علوم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا تھے ہی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب سے زیادہ علوم و معارف عطا فرمائے ہیں نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو علوم عطا فرمائے اور انبیاء کرام کو جو علوم عطا فرمائے تو ان علوم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کو فضیلت و فوقیت حاصل ہے

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ ہے

" اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی ہے کہ یہ میرے محبوب نبی اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے مگر جب ان کی طرف وحی کرتے ہیں تو پھر یہ بتلاتے ہیں۔ کیوں کہ انھیں سکھایا ہے زبردست قوتوں والے۔ بڑے دانا نے (یعنی اللہ بزرگ و برتر نے) پارہ ۲۷ سورہ النجم، آیت ۳ تا ۶)

جس کو اللہ تعالیٰ سکھائے اس کے علم کی کوئی حد انتہا نہیں چوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تعلیم و تربیت عالم بالا ہی میں مکمل کر دی تھی اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن ناطق بھی ہیں۔ دنیاوی نظام کے تحت اللہ تعالیٰ نے بندوں کی ہدایت و رہبری کے لیے جب چاہا اور جیسا چاہا جو قرآن حکیم لوح محفوظ پر اللہ تعالیٰ نے محفوظ کر رکھا

تھا وہ قرآن شریف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حکم الہٰی کے تحت بذریعہ وحی حضرت جبرائیل علیہ السلام لاتے رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعلیم و تربیت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دیتے رہے جب حروف مقطعات (جیسے آلم، حم، یٰسٓ، آلٓر، وغیرہ) حضرت جبرائیل علیہ السلام لے کر حاضر بارگاہ ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے معنی مجھ کو معلوم نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ مجھ کو معلوم ہیں آپ جو وحی لائے ہیں وہ سنائیں۔ اس بات سے واضح ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف بھی اللہ تعالیٰ سے سیکھ کر تشریف لائے۔ اس ضمن میں درج ذیل حوالہ پیش خدمت ہے

حوالہ:۔ حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کو درحقیقت ذات باری تعالیٰ سے حاصل کیا اور سمجھا۔ بعدہ مصلحت عامہ اور کُفّار و منافقین کے انکار پر حجت قائم کرنے کی غرض سے جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا اپنا قول ہے کہ " بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکمت والے علم والے کی طرف سے قرآن سکھائے جاتے ہیں"۔ اسی واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلدی کرتے تھے اور پیغام وحی میں جبرائیل علیہ السلام سے سبقت لے جاتے تھے۔ یعنی جب جبرائیل علیہ السلام قرآن کریم لے کر نازل ہوتے تھے تو حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پڑھنے سے پہلے ہی آیات قرآن تلاوت فرما دیا کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ " حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم قرآن میں جلدی نہ کیجیے جب تک اس کی وحی پوری نہ ہولے۔ یہی وجہ تھی کہ جبرائیل

علیہ السلام شب معراج شریف پر پیچھے رہ گئے۔ اور مقام سدرہ المنتہیٰ سے آگے نہ بڑھ سکے۔ (حوالہ کتاب سرالاسرار فصل نمبر ۹ دیدار الٰہی صفحہ ۱۱۲)

دنیا میں جس قدر بھی دین و مذاہب ہیں ان میں سے جس سے بھی ملیں ان کی مذہبی تعلیم صرف یہ ہوگی کہ گناہوں سے نجات ہوجائے گی " بھوکا دوسروں کو کیا کھلائے گا۔ مجبور و بیکس دوسروں کی کیا مدد کرے گا۔ ہزاروں سال سے یہ مذہب قائم ہیں۔ کیا یہ اپنے پیدا کرنے والے خالق کو جانتے ہیں جس کو عربی میں " اللہ " کہتے ہیں۔ جب مالک و خالق کو جانتے ہی نہیں تو اس کی عبادت کیسے کرتے ہیں۔ درحقیقت مقصود اصل خالق و مالک یعنی اللہ تعالیٰ کو جاننا ہے۔ مذہب اسلام ذریعہ نجات و بخشش اور جنت میں داخل ہونے کی ضمانت دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت یعنی پہچان بھی کراتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تو بہت ہی بلند و بالا مقام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا مقام اس قدر بلند و بالا ہے کہ انبیاء کرام و رسل کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے۔ ان میں خلفاء راشدین افضل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کرنے والوں اور ان کو دل و جان سے چاہنے والوں کا مقام ان کے بعد ہے جو کہ اولیاء اللہ ہیں۔ یہ ایسے بزرگ و برگزیدہ لوگ ہیں کہ جن کی دعاؤں سے اللہ تعالی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی بخشش فرمائے گا جس کی تفصیل پیش کرنے سے مضمون بہت طویل ہوجائے گا اس کی تفصیل کے لیے دیکھیے عنوان " شفاعت "۔ اصحاب کہف کا کتا اپنے مالک کی محبت میں مالک کے ساتھ ہے اور ساتھ رہے گا۔ جب اصحاب کہف جنت میں جائیں گے تو ان کا کتا کہاں جائے گا کتا جس سے محبّت کر رہا ہے اس

کے ساتھ جائے گا۔ جب کہ کتا اس قدر نجس ہے کہ جس جگہ اس کا بال گر جائے اس مقام پر فرشتے نہیں آتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت در حقیقت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ ان کی اطاعت ہی اللہ تعالی کی اطاعت ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دل و جان سے چاہو۔ خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور اہل بیت میں کوئی نقص تلاش نہ کرو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت بخشی ہوئی ہے (اس کا ذکر "اُمّت کی فضیلت") کے عنوان میں دیکھو) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جس نے نا فرمانی نہیں کی اور شرک نہیں کیا وہ سب بخشے جائیں گے اس سے قبل اس کی تفصیل آ چکی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی معرفت یعنی پہچان کا جو علم لائے ہیں۔ اب کوئی اللہ تعالی کا قرب اور اللہ تعالی کی پہچان چاہتا ہے تو یہ علم صرف اور صرف مسلمانوں کے پاس ہے اور مسلمانوں میں اولیاء کرام اور مرشدان کامل کے پاس ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت کرنے سے اللہ کا قرب اور عرفان حاصل ہوجاتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر علوم عطا فرمائے ہیں یہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے اللہ تعالی دینے والا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم لینے والے۔ یہ خالی رسول اور خلیفہ ہی نہیں ہیں۔ بلکہ یہ تو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بنایا ہے اور ان ہی کے صدقے میں ساری کائنات بنائی ہے۔ اور ان ہی کے لیے بنائی ہے اور یہ کس قدر شان والے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ ان کی عظمت و شان میدان حشر میں کائنات کے سارے لوگ جب جمع ہوں گے تو دیکھیں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ

کے محبوب ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کتنی عظمت و فضیلت عطا فرمائی ہے اور یہ اللہ کے محبوب کس قدر نرالی شان والے ہیں

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی اور عظمت و بزرگی کی کوئی حد نہیں اور نہ انسانی عقل و شعور میں یہ باتیں آسکتی ہیں جیسا کہ شروع میں کئی مثالیں دیں اور اس میں یہ بھی مثال ہے دارالعلوم میں عالموں کو پڑھانے کے لیے بہتر سے بہتر عالم کا انتخاب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جو سارے جہانوں کا رب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے اور ساری مخلوق کے رسول ہیں اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم بالا سے ہی تمام علوم و " معارف کی تعلیم و تربیت دے کر اس کی تکمیل کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عالم بالا ہی سے خاتم الانبیاء بنایا " جس طرح حضرت آدم علیہ السلام اور ہر نبی عالم ارواح سے ہی نبی و رسل ہیں۔ لیکن دنیاوی نظام کے تحت حضرت آدم علیہ السلام اور سب نبی و رسل کی تعلیم و تربیت پھر کی " اسی طرح عالم ارواح سے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اوّل واعظم ہیں۔ نبی و رسل ہیں محبّ و محبوب کے معاملات ہیں دل و جان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہنا ہی ایمان ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دل و جان سے اطاعت کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے طریقے پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہی فلاح دارین ہے۔

سہولت کے لیے دوبارہ تحریر کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح ہی میں انبیاء کرام کی تمام روحوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد لیا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام کے قائد ہیں اور سب انبیاء کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور حضورؐ تمام اولاد آدم کے سردار ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انبیاء کرام کی سرداری اور تمام اولاد آدم پر فضیلت و فوقیت عطا فرمائی۔ اس قدر عظمت والے مقام کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب کیا یعنی اپنا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم و مطلوب بنایا اور پوری کائنات میں فرشتوں، جناتوں اور پوری نسل انسانی پر علم ہی نہیں بلکہ ہر طرح سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت اور بزرگی عطا فرمائی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب انسانوں کو نہ جانے کیا کیا علم عطا فرمائے اور انسانوں کو بے شمار خوبیوں سے نوازا اور اولاد آدم علیہ السلام کو مکرّم و معظّم بنایا۔ نسل انسانی جو ہوچکی ہے اور جو ہے اور جو ہوگی ان سب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نُور سے پیدا کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور ساری کائنات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بنائی گئی۔ عالم بالا ہی سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے وجود بخشا۔ خود ہی اپنا تعارف کرایا کہ میں " اللہ " ہوں اور خود ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ تم "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم ہو خود ہی اپنے ساتھ رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم "اللہ" تعالیٰ کا مشاہدہ کرتے رہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی محبت و عشق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم و معارف سکھائے اور بے شمار خوبیوں سے نوازا اور اپنا محبوب رسول بنایا۔ اسی لئے تمام انبیاء کرام سے عالم ارواح ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

پر ایمان لانے کا اقرار لیا۔ جس کا ذکر اس سے قبل میثاق النبین میں ہوچکا ہے جیسا کہ شروع میں تحریر ہوچکا ہے جب کوئی اعلیٰ مقام پر فائز کیا جاتا ہے تو وہ ان تمام علوم سے واقف ہوتا ہے جس جگہ کے لیے وہ مقرّر کیا گیا ہے اور اس کام کی اس میں تمام صلاحیتیں اور خوبیاں بدرجہ کمال موجود ہوتی ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی خود تعلیم و تربیت فرمائی۔

ان کے علوم میں اس قدر خوبیاں ہیں کہ ان کی تعلیم سے بندوں میں ایسی صلاحیت و خوبی پیدا ہوجاتی ہے کہ بندہ اس تربیت سے اللہ تعالیٰ کا انتہائی مقرب مقبول و محبوب ہوجاتا ہے اس کی مثال کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ کافی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے بنایا اور اپنی رُوح پھونکی۔ قلب آدم میں خود موجود آدم علیہ السلام کے اول و آخر۔ ظاہر و باطن موجود۔ ان کی تعلیم و تربیت خود کی جب ہر طرح سے اس کام کی تکمیل ہوگئی تو "اللہ تعالیٰ" نے سب کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ جس جس نے سجدہ کیا وہ مقبول ہوگئے اور جس نے انکار کیا وہ مردود و ملعون ہوگیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور اب قیامت تک کوئی اور نبی نہیں آئے گا حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تیس (۳۰) کاذب یعنی جھوٹے نبی پیدا ہوں گے اور ہر ایک اس بات کا دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا خود گواہ ہے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم" ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے انسانوں کی

طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا گواہ ہے (پارہ پنجم، سورۃ النساء، آیت ۹،) اللہ تعالی جس کا انتخاب کر کے رسول کائنات بنائے۔ افضل الانبیاء بنائے اور خود ہی ان کی تعلیم و تربیت فرمائے۔ قلب میں خود موجود ہو۔ اول و آخر۔ ظاہر و باطن موجود ہو۔ اللہ تعالیٰ جس کی سماعت، بصارت، زبان، ہاتھ اور پیر محبت کی وجہ سے خود بن جائے اس کا مقام کیا ہوگا (تفصیل کے لیے دیکھیے .بخاری شریف جلد سوئم کتاب الرقاق۔ زبان کا ذکر دوسری حدیث میں ہے)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جنگ میں دشمنوں کی جانب مُٹھی میں مٹی لے کر پھینکی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن شریف کا آیت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ " اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم " وہ خاک جو تم نے پھینکی وہ تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔

(پارہ نمبر ۹ سورہ انفال، آیت ۱۷)

اور درج ذیل آیت میں بھی اس بات کی مزید وضاحت ہوجاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت و اہمیت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے کس قدر قرب و حضور میں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ ہے۔ اے میرے محبوب، وہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے ہیں وہ تو صرف اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے (پارہ ۲۶، سورہ فتح، آیت ۱۰) اور اسی ضمن میں یہ حدیث شریف ہے حدیث شریف نمبر ا۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لیے اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے جس

میں نہ کسی فرشتہ مقرب اور نہ کسی نبی مرسل کی گنجائش ہے (حوالہ کتاب سرالاسرار فصل ۱۵ ص ۱۶۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب عالم بالا میں رہے تو اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرتے رہے اور معراج میں جب تشریف لے کر گئے تو حضرت جبرائیلؑ سدرہ المنتہی پر رک گئے اور کہا کہ " یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں ایک بال کے برابر بھی آگے گیا تو میرے پر جل جائیں گے۔ نوری فرشتے کی سدرہ سے آگے رسائی نہیں تو پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حکم الہی سے بالکل قریب ہوئے۔ قرآن شریف کی آیت ہے۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى

ترجمہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے یہاں تک قریب ہوئے) کہ فاصلہ صرف دو کمانوں کے برابر رہا بلکہ اس سے بھی کم رہ گیا (پارہ ۲۷ سورہ النجم، آیت ۹) " اَوْ اَدْنٰى " یعنی بالکل ہی قریب ہوئے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ٹھنڈک اپنے دل مین محسوس کی پھر اللہ تعالیٰ نے علم اوّلین۔ (جو کچھ ہوچکا تھا) اور علم آخرین (جو کچھ ہونے والا تھا) عطا فرمایا اور مزید طرح طرح کے علوم عطا فرمائے (حوالہ کتاب مدارج النبوت حصہّ اول عنوان رویت الہی ص ۳۰۵) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عالم بالا میں رہے تو اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتے رہے کیونکہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وجود بخشا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو کب تک دیکھتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے کب تک شرف دیدار کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے

پاس رکھا عالم بالا میں اس کا علم اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ پھر معراج شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں تحفہ نذرانہ پیش کیا کہ فرمایا " تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اے اللہ تیرے لیے ہی ہیں۔ "

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوص و محبت کے اس نذرانہ کو قبول فرمایا اور خلعت سلامتی و برکت عطا فرمائی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے سلامتی رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ " سلام ہو تم پر اے نبی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں"۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ " اے اللہ سلام ہو ہم پر۔ اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ "

جب اللہ تعالیٰ کے حضور یہ گفتگو ہو رہی تھی وہاں تو اور کوئی نہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور اللہ تعالیٰ تھا۔ لیکن یہی الفاظ ہم ہر نماز میں دہراتے ہیں جب محبّ اور محبوب ملتے ہیں تو خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔ ایک دوسرے کو دیکھ کر کوئی بھی آنکھیں بند نہیں کرتا بلکہ ایک دوسرے کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور راز و نیاز کی گفتگو ہوتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے لیے پچاس وقت کی نماز فرض فرمائی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے خوشی خوشی واپس تشریف لا رہے تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا تحفہ عنایت فرمایا۔ سارے تحفوں کا ذکر کیا۔ لیکن یہاں صرف نماز کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ پچاس وقت کی

نمازیں اللہ تعالیٰ نے اُمّت کے لیے فرض کی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کمزور ہے ان نمازوں کو اللہ تعالیٰ سے کم کرائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی بارگاہ الٰہی میں نماز کم کرانے کے لیے تشریف لے جاتے تو اللہ تعالیٰ پانچ وقت کی نماز کم کر دیتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بار بار نمازیں کم کرانے کے لیے کہتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمّت کی بھلائی کے لیے بار بار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاتے رہے حتیٰ کہ پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا " یارسول اللہ صلی اللہ وسلم " ان کو بھی کم کرائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " اللہ تعالیٰ نے جو کم کر دیا بہتر ہے "

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں جتنی بار بھی تشریف لے گئے اتنی ہی بار اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے جو حدیث ہے اس سے پہلے درج ہو چکی ہے کہ " ایک وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ جس میں نہ کسی مقرب فرشتے اور نہ کسی نبی مرسل کی گنجائش ہے۔ " پھر اللہ تعالیٰ کے دیدار کا اس سے بڑھ کر ثبوت اور کیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار کا ذکر اس کثرت سے موجود ہے پھر بھی اگر کوئی انکار کرے تو اس کا اپنا قصور ہے (حوالہ کتاب مدارج النبوت حصہ اول ص ۲۰۵۔ نیز تفسیر ضیاء القرآن حصہ ۵ زیر آیت قاب قوسین او ادنیٰ)

معراج شریف میں تمام خصوصیات کے ساتھ تین خصوصیات قابل ذکر ہیں۔

(۱) ـــــ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دیدار بہ ہوش و حواس کیا۔ آنکھوں نے دیکھا دل نے تصدیق کی۔ کیوں کہ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم پہلے بھی اللہ تعالیٰ کا دیدار عالم بالا میں کرچکے تھے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نُور خاص سے وجود بخشا۔ جب تک عالم بالا میں رہے دیدار کرتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ کے نُور ہیں معراج میں اللہ تعالیٰ سے مل کر **نُورٌ علیٰ نُور** ہوگئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب سراپا اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر اعلیٰ ہوگئے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر ہیں۔

حدیث شریف :۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کی سماعت بن جاتا ہے جس سے وہ سُنتا ہے اس کی بصارت بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پیر بن جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے (حوالہ بخاری شریف جلد سوئم کتاب الرقاق ص ۵۱۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب ہے

(۲) ــــــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بصارت سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اللہ تعالیٰ دل میں موجود ہے۔ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اور اول و آخر ظاہر و باطن میں موجود ہے۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ ہے :۔ اللہ تعالیٰ کو نہ پہچاننے کی وجہ سے) اور جو شخص بنا رہا اس دنیا میں اندھا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور بڑا گم کردہ راہ ہوگا۔ (پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۷۲)

حدیث شریف :۔ جس نے پہچانا اپنے نفس کو، اس نے پہچانا اپنے ربّ کو

حدیث شریف :۔ نماز میں خشوع و خضوع ایسا ہونا چاہیے کہ) جب نماز پڑھو تو یہ خیال کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ اور جب تک یہ مقام حاصل نہ

ہو تو سوچو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔"

دنیا دارالعمل ہے یہاں عمل کرنا ہے قیامت کا دن یوم الحساب یا دارالجزا ہے اس دن اعمال کا حساب ہوگا۔ دیدار تو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت میں کرا دیتا ہے۔

حوالہ :- قیامت میں مومنین کو دیدار الہٰی ہوگا بعض چہرے اس روز شگفتہ ہوں گے اور اپنے ربّ کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ اگر یہ محال عقل ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کبھی دیدار کا سوال نہ کرتے۔ کیونکہ نبی کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ ایسی بات کرے جو محال ہو۔ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ مروان نے حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے جواب دیا ہاں" اور حضرت ابن عباس کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت ابن حنبل سے دیدار کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میرا وہی قول ہے جو ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے اپنے ربّ کو دیکھا۔ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ لفظ حضرت امام احمد بن حنبل نے اتنی بار دہرایا کہ آپ کا سانس رُک گیا۔

حضرت خواجہ حسن بصری فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے علاوہ کوئی اور اللہ نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ کا دیدار کیا۔ عام نگاہیں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتیں۔ ہاں جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے دیدار سے مشرف کرنا چاہتا ہے تو اس میں ایسی قوّت پیدا کر دیتا ہے جس سے وہ دیدار کرسکتا ہے جیسے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دیدار کرایا) (تفسیر ضیا القرآن جلد اوّل پارہ، سورہ انعام صفحہ

۵۸۸، ۵۸۹) اللہ تعالیٰ نے اپنا دیدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب و مطلوب ہیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اللہ تعالیٰ اپنا دیدار کسی کو بھی کرادے یعنی عام آدمی کو بھی کرادے تو اس واحد و یکتا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کیسا جب کہ وہ اپنی مرضی کا اور ہمارا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دیدار کرانے کے بعد سراپا نُور کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آراء کا مشاہدہ کرایا "کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا اپنے رنگ میں رنگ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہے۔ (پارہ اول، سورہ البقرہ، آیت ۱۳۸)

حوالہ:۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے

"لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی۔" (پارہ ۲۷، سورہ النجم، آیت ۱۸)

ترجمہ:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ تعالیٰ کی بہت بڑی آیات کبریٰ جو دیکھی وہ دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی صورت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ کیا تو اپنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عروس مملکت اللہ پایا۔ (حوالہ کتاب شواہد حق ذکر شب معراج ص ۱۱۲)

اس ضمن میں وہ حدیث اس آیت اور حوالہ کی تشریح کرتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

(۳) ـــــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بارگاہ الٰہی سے مقام سدرہ پر

تشریف لائے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل شکل میں دیکھا بلکہ دو بار دیکھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو آتے ہی رہتے تھے لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بصارت سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو پھر ہر شے کو اس کی اصل حالت میں دیکھا تو حضرت جبرائیل کی اصل شکل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کس طرح پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ الغرض جس کا استاد یعنی سکھانے والا اللہ تعالیٰ خود ہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا قرب عطا کیا اپنا عرفان عطا کیا۔ اپنا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر تمام علوم سکھا کر اس کی تعلیم و تربیت کی تکمیل کی اور ساری کائنات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بنائی جب خود اللہ تعالیٰ جو تمام کائنات کا خالق و مالک ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ نہ رہا تو اور کون سی شے ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خلیفہ اوّل و اعظم بنایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا محبوب بنایا سب رسولوں میں مکرم و معظم کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم کی کوئی شے پوشیدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم سے عالم بالا میں ہی آگاہ کر دیا تھا دنیاوی نظام کے تحت معراج شریف میں دوبارہ بہ نفس نفیس شرف دیدار بخشا تاکہ یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجائے کہ اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کے علوم و معارف عطا فرمائے ہیں جیسا کہ اس سے قبل بھی تحریر ہوچکا ہے وضاحت کے لیے درج ذیل حدیث تحریر کی جا رہی ہے۔

حدیث شریف:۔ جس نے پہچانا اپنے نفس کو اس نے پہچانا اپنے ربّ کو،

اللہ تعالیٰ جس کو بھی اپنا دیدار یعنی مشاہدہ کرائے یہ اس کی مہربانی ہے اور احسان عظیم ہے۔ لیکن یہ سب کچھ محض بندے کی عبادت و ریاضت پر موقوف نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت خاص اور اس کے فضل و کرم پر منحصر ہے کہ کب اور کس پر مہربانی ہوجائے اسی لیے دنیا دارالعمل ہے اور قیامت یوم الحساب ہے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار یعنی عرفان ہوگا۔ وہ جس کو چاہے کرا دے اس کی مہربانی ہے اور قیامت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار بطور احسان ہوگا۔ اور جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار بطور انعام ہوگا یہ بات اس طرح آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ پہلے کسی کا مرید ہو پھر وہ طریقہ بتلائے مرید اس پر عمل کرے اور اس راہ پر عمل کرکے لاتعداد مشائخ اور اولیاء اللہ عارف باللہ ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رسولوں کو علم خود سکھاتا ہے تاکہ کوئی انسان ان کا استاد نہ ہو اور انسانوں کو انسان سکھاتے ہیں اب جس کو اللہ پڑھائے اور سکھائے اس کے علم سے کس کا علم زیادہ ہوسکتا ہے جیسے پہلی کلاس کے بچے کا علم میٹرک والے کے علم کے برابر نہیں ہوسکتا بلکہ میٹرک والے سے افضل بی۔ اے والا اور بی۔ اے والے سے افضل ایم۔ اے والا اور ایم اے والے سے افضل پی ایچ ڈی والا۔ یہ بات تمام اہل علم جانتے ہیں کہ جس طرح پہلی جماعت والے کی مناسبت پی ایچ ڈی والے سے نہیں ہوسکتی جب کہ دونوں کے استاد انسان ہی ہیں تو پھر جس کو خالق کائنات اللہ تعالیٰ خود سکھائے تعلیم دے اس کے علم تک کس کی رسائی ہوسکتی ہے۔ اب جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر تنقید کرتے ہیں یہ ان کی کم علمی اور جہالت ہے ہر آدمی کی علمی و عقلی صلاحیتیں الگ الگ ہوتی ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیٰ ہے کہ " اے عام لوگو! اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ

تمھیں علم غیب دے (پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۷۹) بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ یعنی چنے ہوئے رسولوں کو علم غیب دیتا ہے (تفصیل کے لیے دیکھیے پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۷۹ اور پارہ ۲۹، سورہ جن، آیت ۲۶-۲۷)۔
قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوُح علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا " یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمھیں بتاتے ہیں (پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۴۴)

حضرت مریم علیہ السلام ولیہ ہیں جب ان کو علم غیب اللہ تعالیٰ بتاتا ہے (سورۃ ال عمران آیت نمبر ۶۶) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو افضل الانبیاء ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا عرفان کرایا اور ساری کائنات ان ہی کے سامنے وجود میں آئی۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارے علوم سے واقف ہیں اور یہ دستور ہے کوئی بھی حکومت کا آدمی جب تک گورنمنٹ کا حکم نہیں ہوتا وہ عام لوگوں کو اس راز سے واقف نہیں کرتا جب گورنمنٹ کا حکم ہوتا ہے کہ بتلاؤ تو پھر وہ اس بات سے عوام کو آگاہ کرتے ہیں۔ بلکہ یہ بات اخباروں تک میں آجاتی ہے۔ اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو بے حد چاہتے ہیں۔ یہ محب اور محبوب کی بات ہے اسی لیے جب تک اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا کہ یہ بات بندوں کو بتاؤ۔ اس وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات بھی کسی کو نہیں بتلائی۔ حالانکہ اس بات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگاہ ہوتے ہوئے بھی حکم الہٰی اور محبت الہٰی کے لیے ایسا ہی کرتے رہے۔ جیسا اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن ناطق ہیں اور ساری کائنات کے رسول ہیں مکّہ شریف میں مبعوث ہوئے اور تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کا جسم اطہر مدینہ منوّرہ میں قبر اطہر میں موجود ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی اوصاف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر متصف کیا ہے۔ جو انسانی عقل و شعور سے بالاتر ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لانے سے پہلے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رہے تفصیل کے لیے دیکھیے (پارہ ۳ سورہ آل عمران، آیت ۸۱ نبیوں سے عہد) دنیا میں رسول رہے اور اب بھی رسول ہیں اور جس طرح دنیا میں مالک و مختار اور صاحب علم رہے بلکہ وصال کے بعد اس سے بھی زیادہ یہ قوتیں بڑھ جاتی ہیں۔

اس واقعہ کو پڑھنے کے بعد خود ہی فیصلہ فرمائیں حضرت سیدّنا ابوبکر صدیقؓ نے صحابہ کرامؓ کو بلا کر وصیت فرمائی کہ جب میرا وصال ہوجائے تو میرے جنازہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر لے جانا اور عرض کرنا کہ "السلام علیکم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" ابوبکر آستانہ عالیہ پر حاضر ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دے دیں اور دروازہ کھول دیں تو مجھ کو ان کے حجرے میں ان کے قریب دفن کر دینا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب آپ کے جنازہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر لے کر حاضر ہوئے اور آپ کی وصیت کے مطابق عمل کیا اور کہا "السلام علیکم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ابوبکرؓ" آستانہ عالیہ پر حاضر ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ دوست کو دوست کے پاس لاؤ (حبیب کو حبیب کے پاس لاؤ) دروازہ حجرے کا کھل گیا۔ مندرجہ بالا واقعہ سب اہل علم جانتے ہیں اس واقعہ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مالک و مختار مانا۔ تب اجازت طلب کی ورنہ کہتے کہ مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے میں دفن کر دو۔

دوسری بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال کے بعد " یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " کہنا جائز ہے ورنہ آپ کبھی بھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہتے بلکہ یہ کہنا جائز اور درست ہے تب ہی تو کسی صحابیؓ نے اعتراض نہیں کیا اور حضرت سیدنا عمر فاروقؓ ، حضرت سیدنا عثمان غنیؓ، حضرت سیدنا علیؓ اور دیگر اکابر صحابہ کرامؓ بھی موجود تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں ورنہ دروازہ کیسے کھلا اور کس نے کھولا یہ بات تو فیصلہ شدہ ہے اور ہر اہل شعور اور ہر اہل علم کو معلوم ہے جب کوئی کسی جگہ دارالعلوم میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا جاتا ہے تو وہ پہلے علم دین سے واقف ہوتا ہے یعنی عالم دین ہونے کے بعد ہی علم دین کی جو تعلیم حاصل کرنے آئے ہیں ان کو پڑھاتے ہیں اور اسی طرح دنیاوی تعلیم میں ہے جو اس کلاس کو پڑھا رہا ہے وہ پہلے سے اس بات کی ٹریننگ حاصل کیے ہوئے ہے یعنی اس علم سے واقف ہے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:۔ یہ ایسی ذی شان کتاب (قرآن مجید) ہے کہ اس میں ذرا شک نہیں ہے۔ یہ متقیوں کے لیے ہدایت ہے اور ان کے لیے جو غیب پر ایمان لائے ہیں (یومنون بالغیب) پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۲۔۳) قرآن شریف سارے انسانوں کی ہدایت کے لیے ہے لیکن انسانوں میں ہدایت اس کو ملتی ہے جو مسلمان ہیں۔ خواہ پیدائشی ہوں یا کسی بھی مذہب و ملت کے ہوں۔ مسلمان ہوجانے کے بعد تقویٰ اختیار کریں غرض یہ ہے جو بھی مسلمان ہیں ان کو تقویٰ اختیار کرنا چاہیے تاکہ تقویٰ اختیار کرنے کی وجہ سے متقی ہوجائیں۔ اور تقویٰ کے ساتھ اس بات پر بھی ایمان رکھیں کہ اس کتاب میں یعنی قرآن شریف میں سارا علم خشک و تر اور غیب کا علم موجود ہے۔ قران شریف کی آیت کا ترجمہ اور نہیں ہے کوئی تر اور خشک جو اس روشن کتاب میں نہ لکھا ہو (پارہ ۷، سورہ انعام، آیت ۵۹) قرآن

شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا ہے کہ اس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے (پارہ ۱۴، سورہ النحل، آیت ۸۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن ناطق ہیں ہمارے پاس قرآن شریف کتابی شکل میں موجود ہے قرآن شریف ہر گھر میں موجود ہے اور اس کا ترجمہ بھی سب پڑھتے ہیں کہ قرآن شریف میں علم غیب اور ہر تر اور خشک کا علم موجود ہے۔ تو جو قرآن ناطق اور صاحب قرآن اور معلم قرآن ہے اس کو تو سب علم ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کو تم غیب سمجھتے ہو وہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو۔ میرا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی جو باتیں ہیں وہ تم کو بتلائیں گے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔ (پارہ ۳۰، سورہ الکوثر، آیت ۲۴) غرض یہ کہ تمام علم تر و خشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ جس علم کے ظاہر کرنے کو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے جس علم کو ظاہر نہ کرنا چاہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو لوگوں پر ظاہر نہ کیا بعض بعض علوم ایسے ہوتے ہیں جو ہر آدمی کی سمجھ سے بالا تر ہوتے ہیں۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام علوم جاننے کے باوجود جب تک اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی یا القا نہیں ہوتا تھا اس وقت تک کوئی بات اپنی جانب سے نہیں کہتے تھے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمٰن نے قرآن سکھایا حدیث شریف حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کے دو حرف یاد کئے ہیں۔ ایک کو تو میں نے ظاہر کر دیا ہے اگر دوسرے کو ظاہر کروں تو یہ ٹیٹوا کاٹ ڈالا جائے (بخاری شریف)

حدیث شریف :۔ اسی لیے فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے

ربؐ نے تعلیم دی اور بہترین تعلیم دی (حوالہ کتاب فی علم الرسول ص ۱۰۳)

حدیث شریف :۔ اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں اور ان کو روزی دی جاتی ہے (مشکوہ شریف جلد دوئم باب جمعہ)

حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا علم بعد وفات کے مثل اسی علم کے ہے جو میری حیات میں تھا (حوالہ راحت القلوب باب ۱۳، ص ۲۱۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت اللہ تعالیٰ نے کی اسی لیے آپ افضل الانبیاء اور ساری کائنات میں افضل و اعلیٰ ہیں جس کا ثبوت تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت اللہ تعالیٰ کی تعلیم و تربیت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی تعلیم و تربیت کرکے خود ہی فرما رہے ہیں کہ یہ صحابہ کرام اس قدر بلند و بالا مقام پر فائز ہوچکے ہیں کہ جو بھی ان کی اطاعت کرے گا وہ ہدایت پائے گا۔ یہ صحابہ کرام اس قدر بزرگ ترین ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہان پر پسند کرلیا ہے۔

حدیث شریف :۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو تمام جہان پر پسند کرلیا ہے سوائے نبیوں اور مرسلوں کے اور ان میں سے میرے لیے چار پسند کیے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ پس ان کو میرے اصحاب میں سے بہتر بنایا اور میرے تمام صحابہ کرام میں بہتری ہے۔ (کتاب الشفاء باب اول فصل ۵، ص ۴۲۱۔ ۴۲۲)

صحابہ کرام اس قدر بزرگ و برتر ہیں کہ یہ اولیاء اللہ بھی ہیں صحابی رسول بھی ہیں اور رضی اللہ تعالیٰ کا اعلیٰ لقب ان ہی کے شان میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی۔ یہ شرف و بزرگی کسی اور کو حاصل نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یعنی فرمان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر و باطن کی تربیت اور شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت کے تمام علوم صحابہ کرام کے ذریعے دنیا میں پھیلے ہیں۔ حضور کی تعلیم و تربیت اللہ تعالیٰ نے کی اور صحابہ کرام کی تعلیم و تربیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کی یہی تعلیم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد اولیاء اللہ، مشائخ عظام تک پہنچی اور اسی کام کو مشائخ عظام اور علماء کرام نے انجام دیا اور دے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) —— حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا کہ وہ میری معرفت حاصل کریں۔" (حوالہ کتاب سرالاسرار مقدمہ ابتداء خلق کے بیان میں ص ۲۳)

پس رُوح محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام موجودات کا خلاصہ اور جملہ کائنات کی ابتداء اور اصل ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں اللہ سے ہوں اور مومنین مجھ سے ہیں" حدیث شریف ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "سب اشیاء سے پہلے کس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر سب چیزوں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نُور کو اپنے نُور سے پیدا کیا۔" (حوالہ کتاب بارہ تقریریں ماہ

ربیع الاول کی تقریر ص ۱۳۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو میرے نُور سے پیدا کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وقت بھی آخری نبی لکھا ہوا تھا جب کہ آدم اپنے خمیر میں تھے۔ (حوالہ کتاب شرح مشکوۃ جلد ۸ باب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل صفحہ ۲۱)

(۲) ـــــ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی صورت اور صفت پر بنایا اور اپنی اس صورت کو دیکھ کر خود ہی عاشق ہوگیا۔ محب اور محبوب ایک دوسرے کے عاشق ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی محبت اور عشق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم اور معارف عطا فرمائے جو اللہ تعالیٰ جانے اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور آپ ہی کے نور سے تمام ارواح مقدسہ کو پیدا فرمایا۔ جب عالم بالا میں تمام رُوحوں سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا۔ " اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ " چونکہ تمام رُوحوں کو اس سوال کا جواب معلوم نہ تھا۔ اس لیے سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی " قَالُوْا بَلٰی " کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی میں ساری رُوحوں نے بھی " قَالُوْا بَلٰی " کہا۔ غرض یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ آیت کا ترجمہ :۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہوجاؤں سب سے پہلے سر جھکانے والا " (پارہ، سورہ انعام، آیت ۱۴) حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ پر سب سے پہلے ایمان لائے اور اس کے حکم کی تعمیل کی ان میں سب سے پہلا مومن میں ہوں (حوالہ کتاب مدارج النبوت حصہ اوّل ص ۷۔۸) اسی

لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم بالا سے ہی تمام ارواح مقدسہ کے رہبر و مرشد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ وصف عطا فرمایا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو دوبالا کرنے کے لیے تمام انبیاء کرام کی ارواح مقدسہ کو جمع کر کے ان سے فرمایا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں اور تمہارے پاس یہ نبی تشریف لائیں اور تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائیں تو تم ضرور ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا۔" پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا۔ اور اس پر میرا بھاری ذمّہ لیا۔ سب نے عرض کی۔ ہم نے اقرار کیا۔ تو فرمایا کہ تم ایک دوسرے پر گواہ ہوجاؤ اور میں تم سب پر گواہ ہوں۔ (پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۸۱) اس آیت میثاق النبین کے تحت علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ شیخ تاج الدین سُبکی رحمتہ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بیان فرمایا ہے کہ تمام انبیاء کرام حکماً اور تقدیراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں داخل ہیں نیز اس آیت کی تفسیر میں علامہ سیّد محمود آلوسی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ عرفاء کا مذہب یہ ہے کہ مستقل، حقیقتاً اور مطلقاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اور باقی تمام انبیاء کرام علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں۔ (حوالہ شرح مسلم شریف حصّہ اوّل کتاب الایمان ص ۲۵۰)

(۳) —— حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم بالا سے ہی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی نہ ہوتی تو آدم پیدا ہی نہ ہوتے بلکہ کچھ بھی نہ ہوتا (حوالہ تفسیر ضیاء القرآن پارہ نمبر ۱، ص ۴۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم بالا ہی سے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اول و اعظم نبی و رسول اور قرآن ناطق ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیاوی نظام کے تحت حضرت

آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کی تعلیم و تربیت فرمائی۔ ان کے قلب میں خود موجود۔ ظاہر و باطن موجود اور خوبی یہ کہ ان کو اپنے ہاتھوں سے اپنی صورت اور صفت پر بنایا۔ اور شرف و بزرگی یہ بخشا کہ جو فرشتے تقریباً سات لاکھ سال سے مصروف عبادت تھے اور ابلیس نہ جانے کب سے مصروف عبادت تھا اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کی تعلیم و تربیت مکمل کرلی۔ تو حکم دیا کہ میرے خلیفہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کرو۔ تو سارے فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ ان تمام فرشتوں میں حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل بھی شامل تھے۔ جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا وہ مقبول و محبوب ہوا۔ اور جس نے سجدے سے انکار کیا وہ مردوٗد و ملعون ہوا۔ جس طرح آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں اپنا خلیفہ بنا کر نبوت و رسالت غرض یہ کہ تمام شرف و بزرگی عطا فرمائیں اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ نے عالم بالا ہی سے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرف و بزرگی بخشا۔ اسی لیے جیسا کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات و صفات کا مظہر بنا کر اپنے خلفاء یعنی انبیاء و رسل پر فضیلت اور شرف و بزرگی بخشی۔ جو جس کا خلیفہ یعنی نائب ہوتا ہے تو اس کے اندر اس کے جیسی ہی صفات موجود ہوتی ہیں جس کا وہ نائب ہے اس کا ثبوت قرآن شریف کی اسی آیت سے واضح ہوجاتا ہے آیت کا ترجمہ :۔ اے میرے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی ہے تم نے نہیں پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی (سورہ انفال، پارہ ۹، آیت ۱۷)۔ آیت کا ترجمہ :۔ اے میرے محبوب وہ جو تمھاری بیعت کرتے ہیں وہ تو صرف اللہ ہی سے بیعت کرتے

ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ (پارہ ۲۶، سورہ فتح، آیت ۱۰)
مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی صفات سے متصف کر دیا چونکہ اللہ تعالیٰ قلب میں موجود، اول و آخر، ظاہر و باطن میں موجود، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی صفات سے متصف ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا خالق و مالک ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مالک بنایا۔ آیت کا ترجمہ :۔ یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں (سورہ احزاب، پارہ ۲۱، آیت ۶) چونکہ اللہ تعالیٰ حی و قیوم اور رب العالمین ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ اللعالمین بنایا تو جہاں رب العالمین ہے وہاں رحمۃ اللعالمین ہیں۔ حدیث شریف :۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں کسی بندے سے محبت کرتا ہوں تو اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اس کا پیر بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اسے عطا فرماتا ہوں (حوالہ بخاری شریف جلد سوئم کتاب الرقاق حدیث ۱۴۲۲) حدیث میں یہ بھی ہے کہ " اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اس کی زبان بن جاتے ہیں جس سے وہ بولتا ہے (حوالہ مکتوبات صدی چھٹا مکتوب ص ۸۵)۔

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ

ترجمہ :۔ جو اللہ تعالیٰ کا ہوگیا اللہ تعالیٰ اس کا ہوگیا (حوالہ کتاب مکتوبات صدی چھٹا مکتوب ص ۸۵)۔ غرض یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا کون ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کائنات کی کوئی شے پوشیدہ نہیں۔ جب ذات الٰہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ نہیں ہے تو پھر اور کون سی شے ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ "مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ جب مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات با برکات جو اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں ان سے کون سی چیز پوشیدہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ "میرے لیے اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ جس میں نہ کسی فرشتہ مقرب نہ کسی نبی و مرسل کی گنجائش ہے" (حوالہ کتاب سرالاسرار فصل ۱۵، ص ۱۶۵) اسی لیے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں موجود اور آپ اللہ تعالیٰ کے اس قدر قریب کے وہاں کسی نبی و رسل کی گنجائش نہیں لہذا اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ سے اس قدر قرب حضور کہ یہ معاملہ اللہ اور اللہ کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جان سکتے ہیں اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اظہار نبوت سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تعلیم اللہ تعالیٰ نے دی اس کے تحت جبل نور پر جاکر غار حرا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہوگئے اور پھر جب اللہ نے چاہا جیسے پہلے نبیوں پر وحی بھیجی تھی اسی طرح وحی بھیجی قرآن کی آیت کا ترجمہ:۔ بے شک ہم نے وحی بھیجی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جیسے وحی بھیجی ہم نے نوح کی طرف اور ان نبیوں کی طرف جو نوح کے بعد آئے۔ اور جیسے وحی بھیجی ہم نے ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، اور یعقوبؑ۔ اور ان کے

بیٹوں اور عیسیٰؑ، ایوبؑ، یونسؑ، ہارونؑ، اور سلیمانؑ، کی طرف اور ہم نے عطا فرمائی داؤد کو زبور (حوالہ کتاب تفسیر ضیاء القرآن پارہ ۶۔ سورہ النساء، آیت ۱۲۳) اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ حضرت جبرائیل وحی لائے۔ اور فرط مسرت سے بغلگیر ہوئے اور اللہ کا پیغام دیا یعنی وحی سنائی پھر آپ فرط مُسرت میں گھر تشریف لے گئے۔ اپنی اہلیہ محترمہ یعنی خدیجۃ الکُبریٰ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی بھیجی ہے۔ یعنی اظہار نبوّت کا حکم آیا ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ آرام فرمایا۔ مارے خوشی کے حضرت خدیجۃ الکُبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ورقہ بن نوفل کے پاس اظہار مُسرت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر عرض کی کہ آپ ورقہ بن نوفل کو بھی یہ واقعہ سنا دیں تو آپ نے اہلیہ کی التماس پر سارا واقعہ بیان فرمایا چونکہ ورقہ بن نوفل مسلمان نہ تھے لیکن اپنے مذہب کے عالم تھے جو ان کو توریت و انجیل سے خبر ملی تھی اسی کی روشنی میں ورقہ بن نوفل نے بھی فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہیں۔ ورقہ بن نوفل اپنے مذہب کے عالم تھے تو انھوں نے بتلایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم بالا سے ہی رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی خلافت، نبوت اور رسالت کا علم عالم بالا ہی سے ہے اس ضمن جو حدیث شریف اس سے قبل تحریر ہو چکی ہے کہ میں اس وقت بھی آخری نبی تھا۔ جب آدم اپنے خمیر میں تھے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کی شہادت کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کی تعلیم و تربیت خود فرمائی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت عالم بالا ہی میں جیسا کہ پہلے بھی تحریر ہو چکا ہے پھر دوبارہ تحریر ہو رہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ

نے اپنے نُور سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وجُود بخشا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے محبت بھری نظروں سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا عالم بالا میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے محبوب رسول " محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور میں " اللہ " ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اور اللہ تعالیٰ نے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم بالا سے ہی اللہ تعالیٰ کے حبیب خاتم الانبیاء ہیں اور کلمہ وہیں سے مکمل ہوچکا ہے اسی لیے اظہار نبوّت کے ساتھ ہی اس کلمہ طیبہ کو اللہ تعالی نے بنیاد دین و ایمان قرار دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دین ایمان ہے بہرحال جس طرح تمام انبیاء کرام پر وحی اللہ تعالیٰ نے بھیجی۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھیجی حضرت جبرائیل کسی بھی نبی کے استاد نہیں۔ انبیاء کرام کی تعلیم و تربیت اللہ نے کی ہے۔ حضرت جبرائیلؑ، حضرت میکائیلؑ، حضرت اسرافیلؑ، حضرت عزرائیلؑ، یہ فرشتوں میں بزرگ و برتر ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو جب سب فرشتوں نے سجدہ کیا تو انھوں نے بھی سجدہ کیا لہذا ان کی عظمت حضرت آدم علیہ السلام سے بلند و بالا نہیں ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے افضل و اعلیٰ ہے جب شب معراج حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے کے لیے تشریف لائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ انھیں کیسے اٹھاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوؤں کو بوسہ دے اور آنکھوں کی پلکوں کو تلوؤں سے مس کرو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حکم الٰہی کے تحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے پیروں کو بوسہ دیا۔ پلکوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوؤں سے مس کیا جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں کھولیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر حضرت جبرائیل پر پڑی (حوالہ کتاب بارہ تقریریں ذکر معراج ص ۲۰۲) حضرت جبرائیل نے نہایت ادب سے سلام کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا پیغام دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا اور حضرت جبرائیل کے ساتھ خوشی خوشی معراج پر تشریف لے گئے۔ حضرت جبرائیل سدرہ المنتہیٰ پر رُک گئے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے آگے چلنے کو کہا تو حضرت جبرائیل نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں آگے گیا تو میرے پر جل جائیں گے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل کو سدرہ پر چھوڑ کر بارگاہ الٰہی میں پہنچے اور جب اللہ تعالیٰ کے بالکل قریب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک آپ نے اپنے سینہ میں محسوس کی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم اوّلین (جو کچھ ہوچکا تھا جو ہو رہا تھا) اور علم آخرین (جو کچھ ہونے والا تھا) عطا فرمایا۔ (کتاب مدارج النبوت حصّہ اوّل ص ۳۰۵) جتنے بھی نبی و رسل ہیں سب اللہ تعالیٰ کے مقبول محبوب اور محب کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ نبی و رسل بنایا اور ہر طرح کی نعمتیں اپنے ان انبیاء کرام کو عطا فرمائیں۔ کوئی نبی خلیل ہے کوئی کلیم ہے۔ کوئی اللہ کی رُوح ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اوّل و اعظم نبی و رسل ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں جیسا کہ سب کو علم ہے کہ حبیب کے معنی معشوق کے ہیں۔ تو معشوق کے لیے عاشق کیا نہیں کرتا۔ اسی لیے فیصلہ ہوچکا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں وہ اللہ تعالیٰ کا نہیں۔ جس طرح بیٹے پر فرض ہے کہ باپ کی اطاعت

کرے، بیوی شوہر کی خدمت کرے۔ اب ہر انسان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور ان ہی کا کلمہ پڑھے اور ان کی ہی پیروی اللہ کی محبّت کے لیے کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت اور رُوحانیت

اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات تخلیق کی اور اپنی مخلوق کو طرح طرح کی خوبیوں سے نوازا اور اس کائنات میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو سب سے افضل مخلوق بنایا۔ اور انسانوں کے بنانے کا مقصد بھی بتایا جس کا ذکر دینی کتابوں میں موجود ہے اور علماء کرام بخوبی واقف ہیں۔ انسانوں کے لیے ساری کائنات بنائی اور حضرت آدم علیہ السلام کو اس زمین پر اپنا خلیفہ اور نبی بنایا۔ پھر یہ خلافت و نبوّت کا سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا مثال دنیا کا دستور ہے کہ جب ایک بادشاہ کا وصال ہوجاتا ہے تو بادشاہ کی اولادوں میں جو ولی عہد ہوتا ہے وہ بادشاہ کا قائم مقام ہوتا ہے اور اب یہ بادشاہ ہوگا اسی طرح یہ سلسلہ حکومت اور بادشاہت کا چلتا رہتا ہے اور اس بات کو سب جانتے ہیں جو بادشاہ ہوتا وہ اپنی سلطنت میں مالک کل کی حیثیت رکھتا ہے حالانکہ مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہے لیکن جب تک بادشاہ زندہ رہتا ہے اسی کا حکم پوری سلطنت میں چلتا ہے۔ اور یہ بادشاہ جس کو جو عہدہ عطا کردے تو وہ آدمی جس کو بادشاہ نے عہدہ دیا ہے وہ اس عہدے پر متعین کر دیا جاتا ہے اور اس آدمی کا اس کے ماتحت سب حکم مانتے ہیں تھانیدار نہ مجسٹریٹ ہے اور نہ وزیر ہے۔ لیکن جس کو پکڑ لیتا ہے۔ پھر تفتیش کرنے کے بعد فیصلہ کرتا ہے اگر یہ کسی کا چالان کردے یا چھوڑ دے یہ صاحب اختیار ہوتا ہے۔ جو حکومت کا دیا ہوا اختیار ہے اللہ تعالیٰ جس کو اختیار عطا کرے

وہ اختیار کیسا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوبیاں کیسی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو افضل الانبیاء اور اللہ تعالیٰ کے محبوب و مطلوب ہیں جو سارے جہانوں کے رسول اور رحمت ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اوصاف کاملہ سے متصف کیا ہے۔ اور اپنی صورت و صفت اور ذات کا مظہر اعلیٰ بنایا ہے جس کا ذکر دینی کتابوں میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورج کو بنایا ایک سورج سارے عالم پر محیط ہے یعنی اس کی روشنی تمام دنیا میں موجود ہے۔ اسی طرح میگنٹ کا پہاڑ قطب شمالی میں ہے اس کی کشش پورے عالم میں موجود ہے۔ انسانی کوشش اور کاوش سے نہ معلوم کیا۔ کیا چیزیں عالم وجود میں آرہی ہیں ان ہی میں سے ریڈیو، ٹیلیویژن ہیں۔ ریڈیو اسٹیشن پر موجود آدمی کی آواز ہر اس ریڈیو پر سنائی دیتی ہے جس کا تعلق اس ریڈیو اسٹیشن سے ہوگا۔ اسی طرح ٹیلیویژن اسٹیشن پر جو پروگرام ہوتے ہیں تو جس ٹیلیویژن اسٹیشن سے ٹیلی ویژن کا تعلق یعنی رابطہ ہوگا۔ اس ٹیلی ویژن اسٹیشن کا سارا پروگرام گھر کے ٹیلی ویژن پر دکھائی دے گا اور آوازیں ٹیلی ویژن اسٹیشن پر موجود لوگوں کی صاف صاف سنائی دیتی ہیں اور تصویریں بھی دکھائی دیتی ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مقامات عطا فرمائے ہیں وہ انسانی عقل و فہم سے بالا تر ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور ہیں قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔ اے لوگوں بے شک تمھارے پاس آگئی ہے واضح دلیل یعنی برہان اور ہم نے اُتارا ہے تمھاری طرف روشن نور (پارہ ۶ سورہ النساء آیت ۱۷۵) قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔ بے شک آیا تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نُور اور روشن کتاب (پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت ۱۵)۔ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نُور ہیں اللہ تعالیٰ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کے قلب میں موجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوّل و آخر۔ ظاہر و باطن میں موجود ہے اللہ تعالیٰ نُور ہے اور اپنے ہی نُور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وجود بخشا اور ظاہر و باطن میں موجود ہونے کی وجہ سے سراپا نور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا اور معراج میں بالکل ہی قریب بلا کر نورٌ اعلیٰ نُور کر دیا۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو کہا کہ جو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۰) اسی طرح جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جنگ میں دشمنوں کی طرف مٹی پھینکی تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے محبوب وہ مٹی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینکی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پھینکی تھی۔ بلکہ اللہ نے پھینکی تھی (پارہ ۹ سورہ انفال آیت ۱۷) مندرجہ بالا دو آیات اس بات کی شہادت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نُور ہیں اور اس کے بعد دو آیات میں یہ ثبوت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوّل و آخر۔ ظاہر و باطن اور قلب میں اللہ تعالیٰ موجود ہے جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں اللہ تعالیٰ کے بالکل قریب ہوئے۔ لیکن حضرت جبرائیل نوری فرشتے ہوکر بھی سدرہ سے آگے نہ جاسکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے ایسے محبوب ہیں اور نور ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوتے ہیں تو وہاں کوئی نبی رسل یا مقرب فرشتہ تک نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اوصاف سے اسقدر متصف کیا کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ارفع و اعلیٰ مقام کسی کو بھی نہیں عطا کیا آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کے بلند و بالا مقامات انسانی عقل و شعور میں ہرگز ہرگز نہیں آسکتے ایک طرف تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں موجود دوسری طرف بندوں کی رشد و ہدایت کے لیے بندوں کے ساتھ غرض یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان برزخ کبریٰ ہیں جس کا بین ثبوت تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام ہیں اور جن کا اسقدر بلند و بالا مقام ہے کہ نبی و رسل کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اوصاف اللہ تعالی نے عالم بالا میں عطا کئے اور پھر دنیا میں اللہ تعالی نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو جو اوصاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے اس کے ثبوت کے لیے قرآن شریف اور حدیث شریف موجود ہیں اور وصال کے بعد بھی یہ سارے اوصاف اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ویسے ہی رکھے جیسے کہ عالم بالا اور دنیا میں رہے (دیکھو سورہ احزاب آیت ۶ ترجمہ) اے مسلمانوں یہ رسول تمھاری جانوں کا تم سے زیادہ مالک ہیں۔ مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات ظاہری سے ہونا شروع ہوئے روز قیامت جب تک ہوتے رہیں گے اور جنّت میں بھی مسلمان ہی ہوں گے تو ہر مسلمان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے وہ نُور ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بارگاہ میں محبوب ذی شان ہیں اور بندوں کے ساتھ انسان ہیں جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو تخت بلقیس کی ضرورت ہوئی تو حضرت آصف بن برخیا نے حضرت سلیمان سے کہا کہ اگر حکم ہو تو تخت بلقیس پلک جھپکنے سے پہلے لادوں۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھا تو تخت بلقیس آپ کے داہنے جانب موجود تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کی رہائش گاہ سے ہزاروں

میل کے فاصلے پر شہر مارب جو یمن میں ہے بلقیس کے محل میں یہ تخت تالے میں بند تھا جو تقریباً 70X80 گز کا تھا حضرت آصف بن برخیا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس بیٹھے بیٹھے وہاں سے تخت اٹھا لائے۔ نہ بلقیس کے محل میں سوراخ ہوا نہ دیوار پھٹی حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار کی بھی نہ دیوار پھٹی نہ سوراخ ہوا حضرت آصف بن برخیا کے ہاتھ کی تاثیر سے تخت بھی نورانی ہوکر آگیا پھر اپنی شکل میں ہوگیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں اوّل و آخر ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ نے موجود ہوکر آپ کو اپنی ذات و صفات کا مظہر اعلیٰ بنایا اور اپنے نُور سے وجود بخشا اور معراج میں بلاکر نُورٌ علیٰ نُور کر دیا۔ پھر ان کے حیات النبی ہونے اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ روحانی قوت اور ذات و صفات کے مظہر ہونے کی وجہ سے ہر جگہ موجود ہونے کی دسترس حاصل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان عظیم ہے جس طرح ریڈیو اسٹیشن کی آوازیں فضا میں موجود ہیں اور جس ملک کے ریڈیو اسٹیشن سے ریڈیو کا تعلق ہوگا اسی ملک کے ریڈیو اسٹیشن کی نشریات سنائی دیں گی۔ اور فضا میں جو دوسرے ریڈیو اسٹیشنوں کی آوازیں موجود ہیں وہ اس ریڈیو پر سنائی نہیں دیں گی۔ یہ سب انسانوں کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور نبی بنایا اور حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے دنیا میں کس قدر انسان موجود ہیں اور کتنے وصال کر گئے ہیں اور نہ معلوم کتنے اور لوگ پیدا ہوں گے۔ ہر انسان میں وہی خون ہے وہی جسم اور وہی رُوح ہے اور ذات اور قوم کے لحاظ سے سیّد کی اولاد سیّد کہلاتی ہے۔ شیخ کی اولاد شیخ کہلاتی ہے اللہ تعالیٰ سارے جہانوں کا رب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہانوں کی رحمت ہیں۔

قرآن شریف :۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط ترجمہ :۔ ساری تعریفیں

اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا ربّ ہے اور جہاں جہاں کا اللہ تعالیٰ ربّ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں وہاں کی رحمت ہیں۔

آیت :۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ط

ترجمہ :۔ اے محبوب ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے (پارہ ۱۷، سورہ الانبیاء، آیت ۱۰۷) جس طرح ٹیلی ویژن کی آوازیں اور تصاویر فضا میں موجود ہیں۔ وہ نہ دکھائی دیتی ہیں اور نہ سنائی دیتی ہیں ان آوازوں کو سننا اور دیکھنا مقصود ہو تو پہلے ٹیلی ویژن خریدنا پڑے گا پھر ٹیلی ویژن پر آوازیں سنائی دیں گے اور تصویریں دکھائی دیں گے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت اور نُورانیت سے استفادہ حاصل کرنے کے لیے ایسے ہی قلب کی ضرورت ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہو اور اطاعت میں خلوص نیت شامل ہو۔ اگر کوئی دشواری پیش آئے تو ہر علم کا استاد ہوتا ہے اس علم کے استاد سے رجوع کریں جس کو عربی میں شیخ اور مرشد کہتے ہیں قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ (حقیقت یہ ہے) کہ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو وہ نہیں پائے گا کوئی مددگار رہنما یعنی مرشد ولیاً مرشداً ط) (پارہ ۱۵ سورہ کہف آیت ۱۷)

چونکہ شیطان عظمت انبیاء کرام کا منکر ہے تو پھر ان کے اُمّتیوں کا کس طرح دوست ہوسکتا ہے۔ اسی لیے جب کوئی بات عظمت انبیاء کرام کی ہوتی ہے تو اس کو تکلیف ہوتی ہے اور انسانی خیالات کو غلط کرتا ہے کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے اسی لیے حکم ہے کہ قرآن شریف پڑھتے، نماز پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔ کہ وہ تم کو شیطان سے بچائے۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے قیامت تک بندوں کو گمراہ کرنے کی اجازت مانگ لی ہے سوچو کہ

شیطان کو ہر جگہ موجود ہو کر بندوں کو بہکانے کی کس قدر قوّت حاصل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو بہت ہی ارفع و اعلیٰ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّت کہ مرشدان کامل کے متعلق تحریر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امت کے مرشدان کامل کا بہت ہی بڑا درّجہ ہے۔ اقتباس مرید کو یقین کے ساتھ یہ جاننا چاہیئے کہ کسی کی رُوح کسی خاص جگہ مقید و محدود نہیں۔ مرید جہاں بھی ہوگا۔ خواہ قریب یا بعید گویا وہ شیخ کے جسم سے دور ہے لیکن اس کی رُوحانیت سے دور نہیں۔ مرید جب اس مضمون کو پختگی سے جانے رہے گا۔ اور ہر وقت شیخ کو یاد رکھے گا۔ تو ربط قلب پیدا ہوجائے گا اور ہر دم استفادہ ہوتا رہے گا اور مرید کو جب کسی واقعہ کے کھولنے کی ضرورت پیش آئے گی تو شیخ کو اپنے قلب میں حاضر جان کر بہ زبان حال سوال کرے گا تو ضرور بالضرور شیخ کی رُوح حکم الٰہی سے اس کو القا کر دے گی۔ البتہ ربط تام شرط ہے (شیخ کے قلب سے پکا تعلق یعنی نسبت) اور شیخ کے قلب سے ربط ہی کے سبب اس کے قلب میں گویائی پیدا ہوگی اور حق تعالیٰ کی طرف راستہ کھل جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو ملہم بنادے گا (حوالہ کتاب امداد السلوک صفحہ ۲۶،۲۵) جب کسی کی رُوح مقید و محدود نہیں تو اس سے بڑا درّجہ اولیاء اللہ کا ہے پھر ان کی رُوح بھی مقید و محدود نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سے ساری کائنات بنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نُورانیت تو ساری کائنات میں موجود ہے اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم رُوحانی طور پر تمام عالم میں موجود ہیں۔ چونکہ ہر وجود کا وجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے ہے۔ (تفسیر رُوح البیان پارہ ۲۶ ص ۲۳۰)۔ آیت :۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ ط ترجمہ :۔ یہ نبی مسلمانوں کا

ان کی جان سے زیادہ مالک ہیں (پارہ ۲۱ سورہ احزاب آیت ۶) چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی جان کے ان سے زیادہ مالک ہیں اور جس چیز کا مالک ہوتا ہو وہ اپنی چیز کو جانتا ہے اور مالک اپنے چیز کے سب سے قریب تر ہوتا ہے دیکھ بھال کے لیے۔ اور مالک سے زیادہ دیکھ بھال اور کون کرسکتا ہے اور نُورانیت اور رُوحانیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عالم میں موجود ہے۔ حوالہ :۔ جب مسجد میں کوئی نہ ہو تو کہو۔ السلام علے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جب گھر میں کوئی نہ ہو تو کہو السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین (کتاب الشفا باب چہارم فصل ۲ صفحہ ۴۳،) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نُورانیت اور رُوحانیت سے ہر جگہ موجود ہیں اسی ضمن میں حوالہ بھی ذیل ہے۔ حوالہ :۔ بعض اکابر مشائخوں نے فرمایا ہے کہ ہر سعادت مند کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح رفیق ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح نگہبان و نگران ہے۔ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم منہ پھیر لیں۔ اس سے سعادت دور ہوجاتی ہے۔ اس لیے کہ اس نے گستاخی و بے ادبی کی ہے۔ (پارہ ۲۶۔ تفسیر روح البیان ص ۲۳۰) حوالہ :۔ یاد رکھو کہ رُوح انسانی کا تعلق (خواہ صالح کی رُوح ہو یا فاسق کی) اس کی موت کے بعد جسم سے ختم نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا تعلق اپنے جسم کے ساتھ قائم رہتا ہے اگرچہ جسم خاک بھی ہوگیا ہے اور اس کے اجزا مٹی میں مل گئے ہوں اس کی واضح مثال یہ ہے کہ پان کے پتہ کو اس کی شاخ سے جُدا کرلیتے ہیں۔ تب بھی ایک معنوی تعلق، اس پان اور شاخ کے مابین باقی رہتا ہے۔ اسی وجہ سے پان شاخ کٹنے کے بعد مدتوں تک تازہ رہتا ہے اور اگر اتفاق سے سخت سردی پڑے اور پان کے درخت کو جلا دے اور خشک کر دے۔ (غرض یہ کہ پان کی جڑ جل کر خشک ہوجائے) تو جو پان گھر میں حفاظت سے رکھا ہے وہ خشک ہوجاتا ہے۔

یہ بات تجربات میں ہے (کتاب سبع سنابل ساتواں سنبلہ صفحہ ۳۰۹) یہ دستور ہے کہ جب کوئی کسی بات کی گواہی یعنی شہادت دے تو جس بات کی گواہی وہ دے رہا ہے اس بات کا مشاہدہ اس نے اپنی آنکھوں سے کیا ہے۔ اور اپنے کانوں سے سنا ہے۔ بغیر آنکھوں سے دیکھے ہوئے جو گواہی دے گا۔ اس کی گواہی قابل قبول نہیں۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:۔ اے مسلمانوں اور اسی طرح ہم نے تمھیں بہترین امت بنادیا ہے تاکہ تم گواہ بنو لوگوں پر۔ اور ہمارا رسول تم پر گواہ ہو (پارہ ۲ سورہ البقرہ، آیت ۱۴۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت بہترین امت ہونے کی وجہ سے یہ لوگوں پر گواہ ہوں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب پر گواہ ہوں گے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صفات حی و قیوم سے حیات ہیں اور صفات سمیع و بصیر سے سنتے اور دیکھتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ اپنی صفات سے مستفیض کرے اس کے ہر جگہ موجود ہونے پر اور ہر جگہ کی چیزوں کو دیکھنے اور لوگوں کی مدد کرنے میں کوئی مشکل دشواری نہیں کیوں کہ یہ قوتیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔ ان کا انکار اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرے وہ اپنے متعلق خود فیصلہ کرے کہ یہ اچھا کر رہا ہے اس میں سوائے برائی کے اور کیا ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا تو اپنی صورت اور صفت پر بنایا۔ حدیث شریف اِنَّ اللّٰہ خلق آدم علیٰ صورتہٖ ای علیٰ صِفَتِہٖ ط ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو اپنی صورت اور صفت پر پیدا فرمایا (تفسیر رُوح البیان پارہ ۱، صفحہ ۲۰۱) حدیث میں ہے کہ آدم علیہ اسلام کو صورت اور صفت پر پیدا کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنی ذات و صفات کا مظہر بنایا۔ جو بات

قرآن و حدیث سے ثابت ہو اس کو تسلیم کرنے میں کیا دشواری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ ملک الموت ہر جگہ موجود ہو کر رُوح قبض کرتا ہے۔ ہر قبر میں منکر و نکیر پہونچ کر مردے سے سوال و جواب کرتے ہیں۔ ہر قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف منکر و نکیر اشارہ کر کے پوچھتے ہیں۔ ان کو جانتے ہو جو جواب صحیح اور درست دیتا ہے اس کو نجات مل جاتی ہے اور عذاب نہیں ہوتا جو جواب صحیح اور درست نہیں دیتا اس کو عذاب قبر ہوتا ہے اور ہر نماز میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے شیطان سے بچنے کی مجھ سے پناہ طلب کرو کیوں کہ شیطان کُھلا دشمن ہے یہ گمراہ کر دے گا اور ہر جگہ بندوں کو گمراہ کرنے کے لیے پہونچ جاتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تو بلند و بالا مقام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت اور تربیت شیخ کے ذریعہ عبادت کر کے بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے اس ولی اللہ کے ذریعے سے اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے ان کے ذریعے سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اور وصال کے بعد بھی ان کے مزارات سے لوگوں کو برابر اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا فیض ملتا ہے چاند اور ستاروں کی روشنی سے سب لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن نابینا کو ان سے کوئی فیض نہیں ملتا۔ اور سورج کے طلوع ہونے پر چاند ستارے موجود بھی ہیں لیکن سورج کی روشنی کی وجہ سے یہ نظر نہیں آتے۔ اسی لئے مکہ و مدینہ میں اور بلاد عرب میں کسی ولی اللہ۔ غوث قطب کی کرامت ظہور میں نہیں آتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب نبوت و ولایت ہیں ہر نبی و ولی کو آپ کے رُوحانی فیض سے استفادہ

حاصل ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی برہان ہیں

قرآن شریف کی آیت ۔ **يَآيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا** ط ترجمہ ۔ اے لوگوں بے شک تمھارے پاس برہان (یعنی واضح دلیل) آگئی یہ اور ہم نے اتارا ہے تمھاری طرف روشن نور (پارہ ۶ سورہ النساء آیت ۱۷۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی دلیل یعنی برہان ہیں۔ ہر دعویٰ کی ایک دلیل ہوتی ہے۔ یعنی جب بھی کوئی کسی چیز کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اپنے اس دعویٰ کا ثابت کرنے کے لیے دلیل یعنی پکا پکا ثبوت پیش کرتا ہے جس کو کوئی جھٹلا نہ سکے۔ باپ کی دلیل بیٹا ہے۔ اگر باپ سیّد ہے۔ بیٹا بھی سیّد ہے۔ باپ شیخ ہے تو بیٹا بھی شیخ ہے۔ باپ پٹھان ہے تو بیٹا بھی پٹھان۔ اگر کوئی سیّد کے بیٹے کو سیّد نہ مانے۔ شیخ کے بیٹے کو شیخ نہ مانے۔ پٹھان کے بیٹے کو پٹھان نہ مانے تو دیکھو کس قدر فساد پیدا ہوتا ہے اور لوگ لڑنے اور مرنے کو تیار ہوجاتے ہیں غرض یہ کہ ہر دلیل یعنی برہان ایک ثبوت ہے چونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا تو اس نے اپنے نُور خاص سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وُجود بخشا اور جب ایک شمع سے دوسری شمع روشن ہوتی ہے یہ دونوں شکل میں تو الگ الگ ہیں لیکن دونوں کی ایک ہی روشنی ہے جیسے اوپر مثال دی ہے کہ سیّد کی اولاد سیّد ہے۔ دونوں ایک خون۔ ایک نسل کے ہیں۔ فرق باپ اور بیٹے کا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نُور خاص سے وُجود بخشا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وُجود کا نام "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔

اس قدر عمدہ و اعلیٰ بنایا کہ نہ اس سے قبل کسی کو وجود بخشا۔ نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں آنے کے بعد کسی کو ایسا بنایا اور نہ آئندہ کوئی ایسا بنایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نُور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ظہور پذیر ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے اس نور کی صورت کا نام "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اللہ تعالیٰ کے نُور سے ہوا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ ہی کے تو نُور ہیں۔ نور ہمیشہ رہیں گے اللہ۔ اللہ ہے اور رسول اللہ۔ اللہ کے رسول ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات و صفات اور صورت و سیرت کا مظہر اعظم بنایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نُور سے ساری کائنات کو وجود بخشا اور سب کائنات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بنائی گئی اسی لیے عالم بالا ہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول کائنات اور خاتم الانبیاء ہیں۔ جیسا کہ اس کا ذکر اس کتاب میں ہو چکا ہے زیر عنوان "میثاق النبین" میں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ترتیب عالم کے تحت سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ یعنی نائب بنایا اور ان کو اپنی صورت و صفت پر بنایا ان کی تعلیم و تربیت خود فرمائی۔ اس کا ذکر مختلف عنوان میں ہوچکا ہے ہر طرح سے جب خلافت کی تکمیل کر دی تو حکم دیا کہ میرے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ سجدہ کرنے والے مقبول ہوگئے۔ انکار کرنے والا مردود و ملعون ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ یعنی برہان و دلیل ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی صورت و صفت کے مظہر ہیں۔ مثال جب کوئی گارمنٹ فیکٹری کو نمونہ دیتا ہے کہ اس طرح کپڑا چاہیے گارمنٹ فیکٹری کپڑا تیار کر دیتی ہے اور دیئے ہوئے نمونہ میں کوئی فرق نہیں پھر گارمنٹ فیکٹری کے اس مال کا

آرڈر دینے والا قبول کر لیتا ہے عید۔ بقر عید اور شادی کے موقعوں پر درزی کو کپڑا سینے کو دیا جاتا ہے اور جب سلائی اور کٹائی صحیح نہیں ہوتی تو کپڑے دینے والا اس کو پسند نہیں کرتا۔ بعض وقت درزی سے تکرار بھی ہو جاتی ہے۔ غرض یہ ہے جب کوئی چیز کوئی بنواتا ہے تو وہ چیز اس کی مرضی کے مطابق ہونی چاہیے۔ ورنہ قابل قبول نہیں۔ دفتر میں جو لوگ کام کرتے ہیں۔ دفتر کے قانون کے مطابق کپڑے پہنتے ہیں۔ فوج کی وردی ہوتی ہے دوران پریڈ کوئی فوجی شلوار پہن کر پریڈ کرے تو پریڈ کرانے والے کی جب اس پر نظر پڑے گی تو وہ اس کو پریڈ سے الگ کر دے گا اور فوجی قانون کے تحت اس کو سزا ملے گی وردی نہ پہننے کی۔

اللہ تعالیٰ نے اے مسلمانوں تم پر مہربانی کی کہ اپنے پیارے محبوب کو اپنی برہان بنا کر بھیجا۔ اس برہان کو دلیل۔ پکا ثبوت۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا مظہر یعنی نمونہ۔ اللہ تعالیٰ کی صورت کا مظہر اعلیٰ بنایا کہ ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ ان کی محبت و عشق۔ اللہ تعالیٰ کی محبت و عشق۔ ان کی صورت یعنی وجہہ اللہ کو دیکھنا اللہ تعالیٰ کا دیکھنا۔ ان ہی کے طریقے پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ان ہی کی طرح رہن و سہن اختیار کرنا۔ ان ہی کی طرح اور ان ہی کا پسندیدہ لباس پہننا۔ ان کا پسندیدہ لباس۔ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ لباس ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اخلاق کو اپنانا۔ کیوں کہ سب سے بہترین پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اگر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے تو ان کی پیروی کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی لباس زیب تن فرمایا ان سب

کا تذکرہ حدیث شریف کی کتابوں میں موجود ہے اور حدیث شریف سے بزرگوں نے اپنی اپنی تصانیف میں ان سب کا ذکر کیا ہے جیسے شلوار اور پاجامہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا لباس کہا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خود نہیں پہنا۔ اسی طرح عمّامہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل اور ہمیشہ استعمال نہیں کیا۔ موقع و محل اور موسم کے لحاظ سے استعمال کیا ہے اور مختلف رنگوں میں استعمال کیا ہے یہاں صرف ان لباسوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ زیب تن فرمایا کرتے تھے اور آپ کو بہت پسند رہا ہے۔

ٹوپی

حدیث شریف :۔ (۱) —— حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلاہ (ٹوپی) شامی تھی اور ایک روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلاہ (ٹوپی) سفید رنگ کی شام کی بنی ہوتی تھی۔

(حوالہ مسند و امام اعظم۔ کتاب لباس ص ۳۳۳)

حدیث شریف :۔ (۲) —— حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے اور حضر میں شامی والی ٹوپی پہنتے تھے۔

(حوالہ شرح مسلم شریف ۔ جلد چھ ۔ کتاب لباس والزینتہ صفحہ ۳۰۱)

حدیث شریف :۔ (۳) —— ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام چار ٹوپیاں لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم حکم الٰہی یوں ہے کہ یہ چار بہشتی ٹوپیاں ہیں ان کو اپنے سر مبارک پر رکھیں بعد ازاں اصحاب میں سے جسے چاہیں اپنا خلیفہ بنائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوپی لے کر اپنے سر مبارک پر رکھی۔ پھر ایک گوشہ والی ٹوپی اتار کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے سر مبارک پر رکھی۔ اور فرمایا کہ یہ آپ کی ٹوپی ہے جسے چاہیں عنایت فرمائیں۔ پھر دو گوشے والی ٹوپی سر مبارک پر رکھی۔ پھر اتار کر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے سر مبارک پر رکھی۔ اور فرمایا کہ یہ آپ کی ٹوپی ہے جسے چاہیں عنایت فرمائیں۔ پھر تین گوشے والی ٹوپی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک پر رکھی پھر اُتار کر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی اور فرمایا کہ یہ آپ کی ٹوپی ہے جسے چاہیں عنایت فرمائیں۔ پھر چار گوشے والی ٹوپی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک پر رکھی اور پھر اتار کر حضرت سیّدنا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے سر مبارک پر رکھی اور فرمایا کہ یہ آپ کی ٹوپی ہے جسے چاہیں عنایت فرمائیں

تو یہ حدیث شریف شیخ الاسلام حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر مسعود اجودھنی چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ امام ابولیث سمرقندی کی کتاب میں سے حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی روایت سے تحریر کیا ہے اور یہ ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی بدایونی چشتی کی کتاب افضل الفوائد حصہّ اوّل میں درج ہے کتاب اسرار الاولیاء کے فصل بارہ میں درج ہے اور کتاب سبع سنابل میں بھی درج ہے اللہ تعالیٰ کو پسند ٹوپیاں تھیں اسی لیے چار بہشتی ٹوپیاں بھیجیں اگر عمامہ پسند ہوتا تو اللہ تعالیٰ عمامہ بھیجتا کیوں کہ وہ قادر ہے جو چاہے کرے اس کا کوئی شریک نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلفاء عظام کو ٹوپیاں ہی پہنا کر خلیفہ بنایا

اور کہا کہ یہ ٹوپیاں آپ کی ہیں جس کو چاہیں عنایت کریں یعنی اپنا خلیفہ بنانے کے بعد خلافت کی ٹوپی پہنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کار کو یعنی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جاری رکھیں اسی لیے اولیاء اللہ کے یہاں ٹوپیاں پہن کر ہی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جاری رکھا ہوا ہے اور ٹوپی پہنا کر اپنا خلیفہ بناتے ہیں حضرت وائل بل حجبؓ سے روایت ہے کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو صحابہ کرام نے ٹوپیاں پہنی ہوئی تھیں اور چادریں اوڑھی ہوئی تھیں۔

(حوالہ شرح مسلم شریف جلد اول باب ۱۳۸، ص ۵۷۴)

کُرتہ

کُرتے میں کالر اور کف نہیں ہوتا۔ اور کُرتے کو عربی میں قمیض بھی کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ لباس کُرتہ ہمیشہ رہا ہے

حدیث شریف :۔ حضرت ام اسلمٰی نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کُرتہ سے زیادہ اور کوئی کپڑا محبوب نہ تھا۔ (حوالہ سنن ابن ماجہ حصہ دوئم باب ۵۸۱ ص ۲۷۷)

حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفید کپڑا پہنا کرو۔ کیوں کہ یہ بہت عُمدہ اور پاکیزہ ہوتا ہے۔ (بخاری شریف سنن ابن ماجہ)

تہ بند

تہ بند کو بعض بعض لوگ تہمد بھی کہتے ہیں۔ اور عربی میں اس کو ازار کہتے ہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ پسندیدہ لباس رہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہ بند کے علاوہ کوئی اور لباس استعمال نہیں کیا

حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بھی اسی کپڑے میں ہوا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند اللہ تعالیٰ کی پسند ہے۔

حدیث شریف :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو ازار یعنی تہمد میسر نہ ہو وہ شلوار پہنے۔ (بخاری جلد سوئم کتاب الباس باب ۱۴۶، ص ۲۹۱)

جب کوئی حج یا عمرہ کرنے جاتا ہے تو وہ احرام پہنتا ہے اور احرام میں تہمد یعنی ازار لازمی ہے اور لازمی ہی نہیں بلکہ حکم الٰہی کے تحت یہ تہ بند فرض عین ہے اگر کوئی شخص حج یا عمرہ کرتے وقت تہہ بند نہ باندھے تو اس کا نہ حج قبول ہوا اور نہ عمرہ قبول۔ یہ لباس اللہ تعالی کا پسندیدہ لباس ہے اور وصال کے بعد بھی مُردہ کو نہلانے کے بعد کفن میں تہ بند لازمی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جس موقع پر جو لباس استعمال کیا وہی لباس اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والی نسل انسانی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو فرض عین قرار دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت اللہ تعالیٰ کی اطاعت و محبت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو بہت ہی ارفع و اعلی ہے۔ ولی اور ولیہ کا مقام اس قدر بلند و بالا ہے کہ ان کی ادا بھی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

(۱) ——— جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے معصوم بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اور ان کی والدہ کو مکّہ شریف چھوڑ کر گئے۔ تو جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پیاس کی شدت ہوئی تو ان کی والدہ نے مقام صفا اور مروہ کے درمیان سات بار سعی فرمائی جو شخص حج یا عمرہ کرنے جاتا ہے اس کو صفا اور مروہ کے درمیان سات بار سعی کرنی پڑتی ہے یہ سنت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کی ہے جو کہ ولیہ ہیں اور کوئی شخص بھی اس

(۲) ——— جب ایک جنگ کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام سے کہا کہ سب لوگ عطیات دیں تاکہ سامان جنگ کی جو ضروریات ہیں وہ مجاہدین کے لیے مہیا کی جائیں ہر صحابی نے اپنے اپنے وسائل کے تحت جو ہوسکا سب لائے لیکن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کا سارا سامان اٹھا لائے اور ان کے لباس میں جو بٹن لگے ہوئے تھے اس کو بھی نکال کر اسی مال میں شامل کر دیا اور اپنے کپڑے میں بٹن کی جگہ ببول کے کانٹے لگالیے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ادا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی حضرت جبرائیل علیہ السلام جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں حاضر ہوئے تو حضرت جبرائیل بھی وہی لباس زیب تن کیے ہوئے تھے جو کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زیب تن کیا ہوا تھا اور بٹن کی جگہ ببول کے کانٹے لگائے ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیلؑ سے **پوچھا** کہ آج آپ کیسا لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی یہ ادا بہت ہی پسند آئی کہ سارے فرشتوں کو حکم دیا کہ آج حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اتباع کی جائے۔ جب ولیؒ اور ولیّہ کی پیروی اس قدر اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اتباع کو پسند کیا تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ اس کے بغیر چارہ کار نہیں۔

(۳) ——— زمانے کا دستور ہے کہ فوجیوں کا اپنا ایک مخصوص لباس ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ پہچانے جاتے ہیں کہ یہ فوجی ہے اگر وہ لباس نہ پہنے تو شناخت ہونا ممکن نہیں کہ یہ فوجی ہے یا غیر فوجی اسی لیے ان کو فوجی لباس

پہننا ضروری ہے جب فوجی پریڈ کرتے ہیں تو وردی پہن کر کرتے ہیں اگر کوئی سپاہی بالاتفاق شلوار پہن کر یا اور کوئی لباس پہن کر پریڈ میں شامل ہوگا تو یہ فوجی قانون کی خلاف ورزی ہے جب کمانڈر کی نظر اس پر پڑے گی تو اس کو پریڈ سے الگ کردے گا اور پریڈ ختم ہونے کے بعد اس قانون کی نافرمانی کرنے کی اس کو سزا ملے گی اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی ہیں اللہ تعالیٰ کی برہان ہیں دلیل ہیں اب اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے محبوب، برہان اور جو دلیل ہیں یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع بعینہ کرنا ہوگی۔

اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہونا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا ہے اور اگر خواہش کی پیروی کرنی ہے تو جیسا چاہے کرے جیسا کہ دنیا میں اور قومیں آباد ہیں جیسا چاہیں کرتی ہیں۔ لیکن یاد رکھو جب کہ اہل کتاب بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نجات نہیں پاسکتے تو غیر اہل کتاب کیسے نجات پائیں گے پھر جو لوگ غیر مسلموں کی پیروی کرتے ہیں ان کے انجام کا فیصلہ ربّ نے کر دیا ہے کہ جو جس کی پیروی کرے گا بر روز حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔ جیسا کہ اصحاب کہف کا کتا اپنے مالک کی محبت میں مالک کے ساتھ ہے اور مالک جہاں جائیں گے وہاں جائے گا۔

جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو ہر نماز میں اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کرتے ہیں۔ دعا:۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ہم اس بات کی مدد مانگتے ہیں کہ ہم کو ان ہدایت یافتہ لوگوں کے سیدھے راستے پر چلا کہ جن لوگوں پر تونے انعام کیا ہے اور ان لوگوں کے

راستے پر نہ چلا جن پر تیرا غضب ہوا (یہودی) اور نہ ان کے راستے پر چلا جو گمراہ ہیں (عیسائی) پھر ہم کہتے ہیں آمین یعنی اے اللہ ایسا ہی کر دے۔ اس کے باوجود ہم اللہ سے دعا بھی مانگتے ہیں اور پھر باہر نکل کر ہم نے جو اللہ سے عہد کیا یعنی دعا کی اس کے برخلاف یہود و نصاریٰ اور غیر مسلموں کی پیروی کرتے ہیں (حوالہ کے لیے سورہ فاتحہ کا ترجمہ دیکھیں) حاصل یہ کہ سب سے بہترین پیروی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یہی حکم الٰہی ہے اور یہ ہی اللہ تعالیٰ کی رضا یعنی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔

صفحہ نمبر ۲۳۸ کا باقی مضمون

،۔جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ جو آپ کو دیا گیا ہے اس پر شکر کرو اور زندگی کے آخری لمحات تک توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر قائم رہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔

یا اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تیری توحید کے ساتھ ضروری ہے؟

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت نہ ہوتی تو میں جنت، دوزخ، سورج، چاند، رات، دن، فرشتے، انبیاء کسی کو پیدا نہ کرتا اور اے موسیٰ تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ (حوالہ کتاب بارہ تقریریں۔ ماہ ربیع الاول کی تقریر ص ۱۲۸)

مسلمانوں پر رب العالمین کا احسان عظیم

آیت کا ترجمہ :۔ اے محبوب وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہوگئے۔ آپ فرمائیں کہ اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو۔ بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمھیں اسلام کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو۔ (پارہ ۲۶، سورہ الحجرات، آیت ۱۷)۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ ہدایت بخشی تو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی مہربانی و عنایت ہے جو سچے لوگوں کو دل سے مان لینا چاہیے اور احکام الٰہی کو دل و جان سے مان لینا ہی کامیابی و کامرانی اور محبّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل ہے

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج

ترجمہ :۔ بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انھی میں سے ایک رسول بھیجا۔ جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے (پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۶۴) اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد بیان فرمایا ہے کہ ہم نے اپنا رسول بھیج کر " اے مسلمانوں " تم پر احسان عظیم کیا اور اپنی کرم نوازی کی۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمھاری ہدایت و رہبری کے لیے مبعوث فرمایا اور جس بات کا اللہ تعالیٰ خود احسان جتلائے وہ کتنی عظیم بات ہے اور کس قدر احسان و مہربانی اللہ تعالیٰ کی مسلمانوں پر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب رسول مسلمانوں کی ہدایت و رہبری کے لیے بھیجا۔ جو اللہ کی برہان ہیں۔ جو اللہ کی رحمت ہیں۔ جو اللہ کے نور ہیں۔ ان کی محبّت اللہ کی محبّت۔ ان کا عرفان اللہ کا عرفان۔ ان کی اطاعت و پیروی اللہ کی اطاعت و

پیروی۔ ان کا قرب اللہ کا قرب۔ ان کی عطا۔ اللہ کی عطا ہے۔ اللہ تعالیٰ رؤف رحیم ہے اسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی رؤف ورحیم بنایا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں بالخصوص مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ میری محبت، میری رضا، میرا قرب، میرا عرفان چاہنے کے لیے شرط اول یعنی فرض عین ہے کہ میرے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے یعنی فرمانبرداری کی جائے۔ میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، ان کی پیروی، ان کی محبت، میری اطاعت، میری پیروی میری محبت ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ بے شک سب سے بہترین پیروی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے (پارہ ۲۱ سورہ احزاب، آیت ۲۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چل کر ہی نجات حاصل ہوگی اور اسی راہ پر چل کر بندہ اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہوگا۔ آیت کا ترجمہ :۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجیے کہ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جو دل کی آنکھیں رکھتے ہیں (صاحب بصیرت ہیں) وہ میرے قدموں پر چلیں (یعنی دل و جان سے اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کریں۔ (پارہ ۱۳، سورہ یوسف آیت ۱۰۸)۔ مندرجہ بالا آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو حکم دیا کہ میرے محبوب کی پیروی کرو اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلو اسی میں تمھاری فلاح ہے جس کی عملی تفسیر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو والہانہ محبت اور عشق تھا (شدید محبت کو عشق کہتے ہیں) اس کی مثال دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق صحابہ کرام نے حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم سے محبت کی اسی لیے صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر صاحب بصیرت بنے۔ اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب ہوئے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلیٰ و ارفع خطاب سے نوازے گئے اور ان کی عظمت و بزرگی کی قرآنی آیات اور حدیث نبوی شاہد ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت سے بڑی کسی کی شہادت نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت اللہ تعالیٰ کی شہادت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے محبوب ہیں اور اولاد آدم علیہ السلام کے سردار ہیں اور افضل الانبیاء ہیں اور معراج شریف کے دن سارے انبیاء کرام نے عہد میثاق النبین کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل تسلیم کیا اور آپ کو امام بنا کر آپ کے پیچھے نماز ادا کی یہ واقعات قرآن شریف اور حدیث شریف میں موجود ہیں جو علماء کرام اور اہل علم سب جانتے ہیں اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور صحبت کی وجہ سے صحابہ کرام ہوگئے ان کا اس قدر بلند و بالا مقام ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تصدیق فرما رہے ہیں اور ہدایت یافتہ ہونے کی سند دے رہے ہیں۔ حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے صحابہ مثل ستاروں کے ہیں۔ تم جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے۔ حدیث شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحابوں کو تمام جہاں پر پسند کرلیا ہے سوائے نبیوں اور مرسلوں کے اور ان میں سے میرے لیے چار پسند فرمائے۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمان غنیؓ، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ پس ان کو میرے اصحاب میں سے بہتر پایا۔ اور میرے تمام اصحاب میں بہتری ہے (حوالہ کتاب الشفاء باب سوئم فصل ۵)۔ حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوط پکڑو اور دانت سے مضبوط پکڑو۔ (مشکواۃ شریف جلد اوّل باب الاعتصام) چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی محبت و اطاعت ہے۔ اسی لیے صحابہ کرام نے اپنی زندگیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق میں بسر کی۔ اور جب بھی کوئی اہم موقع آیا تو اپنی جان و مال دین و ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب کچھ قربان کر دیا۔ صحابہ کرام کی عظمت کا قرآن شریف بھی شاہد ہے۔

آیت کا ترجمہ :۔ اے حبیب آپ فرمائیے۔ اگر تمھارے ماں باپ۔ اولاد بھائی بہن بیویاں اور تمھارا کُنبہ (دیگر رشتہ دار) اور وہ مال جو تم نے کمایا ہے اور وہ تجارت جس میں نقصان سے تم ڈرتے ہو۔ اور تمھارے پسندیدہ مکان تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا انتظار کرو۔ اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا (یعنی نافرمان قوم کو ہدایت نہیں دیتا) پارہ ۱۰ سورہ توبہ آیت ۲۴ مندرجہ بالا آیت کے ترجمہ سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی صحابہ کرام نے جان و مال کیا دین و ایمان سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا۔ کیونکہ آپ کی محبت میں سب کچھ قربان کرنا اللہ تعالیٰ کی محبت میں قربان کرنا ہے حدیث شریف :۔ تم میں سے کوئی شخص مومن نہ ہو گا جب تک میں اس کو اس کی اولاد اور والدین اور تمام لوگوں سے بڑھ کر پیارا نہ ہو جاؤں حدیث شریف :۔ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا بیشک سوائے اس جان کے جو میرے دونوں پہلوؤں میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ پیارے ہیں

تب ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تک تم میں سے ہرگز کوئی ایماندار نہ ہو گا جب تک کہ میں اس کی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا مجھ کو اس پروردگار کی قسم ہے جس نے آپ پر کتاب اُتاری ہے بیشک آپ میرے نزدیک میری اس جان سے بھی جو میرے پہلوؤں میں ہے اس سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب تم کامل ایماندار ہوئے (کتاب الشفاء باب دوئم) اسی لیے سب سے زیادہ ایماندار یعنی مومن وہ شخص ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جنگ بدر میں حضرت ابوبکرؓ اپنے بیٹے۔ اور حضرت حزیفہؓ اپنے باپ کے خلاف تلوار کھینچ کر نکل آئے۔ اور حضرت عمرؓ نے اپنے ماموں کو قتل کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر صحابہ کرام اپنے وطن عزیز و اقربا مکانوں اور مال و دولت کو چھوڑ کر بے سروسامانی کی حالت میں ہجرت کرکے مدینہ منورہ آگئے۔ اور غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال لاکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا۔ تو آیت نازل ہوئی وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ترجمہ:۔ اگر ہم فرض کردیتے ان پر کہ قتل کرو اپنے آپ کو (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۶۶) تو حضرت صدیق اکبرؓ نے فوراً کہا کہ اگر حضور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں تو میں اپنی گردن کاٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کروں (حوالہ شرح صحیح مسلم شریف جلد اوّل باب ۱۵) اسی لیے اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دل و جان سے

چاہتے ہیں۔ اور آپ سے جس کو جس قدر زیادہ محبت ہوگی۔ اس کا اسی قدر زیادہ پختہ ایمان ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق عطاالٰہی ہے اللہ تعالیٰ جس کو جس قدر چاہتا ہے عطا فرماتا ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق۔ اللہ تعالیٰ کی محبت و عشق ہے اور وہ بہت ہی خوش نصیب ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق عطا کرتا ہے اسی لیے حکم الٰہی ہے کہ سب سے بہتر پیروی یعنی اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو "کوہ طور" پر نوازا تو آپ نے عرض کیا الٰہی تو نے مجھے ایسی نعمت عطا فرمائی ہے کہ مجھ سے پہلے کسی کو یہ مقام عطا نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اے موسیٰ" ہم نے تیرے دل کو متواضع پایا تو اس مقام سے نوازا جو آپ کو دیا گیا ہے اور اس پر شکر کرو اور زندگی کے آخری لمحات تک توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر رہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا "یا اللہ" کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تیری توحید کے ساتھ ضروری ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اُمّت نہ ہوتی تو میں جنّت و دوزخ، چاند اور سورج، رات و دن، فرشتے و انبیاء کرام کسی کو بھی پیدا نہ کرتا اور اے موسیٰ تجھے بھی پیدا نہ کرتا (حوالہ کتاب بارہ تقریریں ص ۱۲۸) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے موسیٰ اگر میرے قریب تر ہونا چاہتے ہو تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ

علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔ (حوالہ کتاب جذب القلوب باب ۱۷، ص ۲۶۶) حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام لوگ میری شفاعت کے محتاج ہیں یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی (حوالہ تفسیر روح البیان پارہ ۲۲، ص ۳۸۶) حدیث شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور میں اس پر فخر نہیں کرتا۔ قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا اور اس دن تمام انبیاء میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہوں گے میں تمام رسولوں کا قائد ہوں میں اس پر فخر نہیں کرتا۔ (شرح مسلم شریف جلد اوّل کتاب الایمان ص ۳۵۰)

اللہ تعالیٰ کی رضا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دل و جان سے زیادہ چاہنا ان کی محبّت کو مقدم رکھنا ہے ان ہی کے بتائے ہوئے طریقے پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے اور اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ اپنی محبّت اورعرفان کو اہمیت دی ہے کیوں کہ شیطان بندوں کو بہکانے یعنی گمراہ کرنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ سے کرچکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بچانے کا وعدہ کیا۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین کو عطا فرمایا اس علم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا اللہ تعالیٰ کا قرب اور اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل ہوتا ہے اور اس کے ذریعے بندہ شیطانی مکر و فریب اور تمام اُلجھنوں سے محفوظ رہتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ماں باپ سے بھی بہت زیادہ مہربان ہے اسی لیے ہر ملک اور ہر قوم اور ہر زبان کے جاننے والوں کے پاس انبیاء کرام کو رُشد و ہدایت کے لیے بھیجا تاکہ

ہر دور میں ہر انسان شیطان سے بچ کر رحمٰن کی عبادت انبیاء کرام کے بتائے ہوئے طریقے پر کرے۔ تاکہ دوزخ سے نجات ملے اور جنتی ہوجائے۔ اور یہ انبیاء کرام اپنے اپنے دور میں اپنے قوم اور اپنی اُمّت کے لیے ہوئے۔ اسی لیے سب انبیاء اکرام قابل احترام اور قابل تعظیم ہیں جیسا کہ اس سے قبل تحریر ہوچکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ اعظم، مرشد اعظم اور رہبر اعظم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی سابقہ دین و مذہب تھے سب کو منسوخ کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ راہ سلامتی یعنی اسلام کے علاوہ کوئی اور بہتر طریقہ بندوں کی سلامتی اور بھلائی کا نہیں ہے اور یہ دین کامل ہے اور ہر نعمت اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پوری کر دی ہیں۔ جس کا ذکر قرآن شریف کی آیت کے ترجمہ سے واضح ہوجاتا ہے۔ آیت کا ترجمہ :۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام ہی ہے (پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۲) اور دین اسلام کے علاوہ اور کوئی دین مذہب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابل قبول نہیں ہے آیت کا ترجمہ :۔ اسلام کے علاوہ اگر کوئی اور دین تلاش کریگا تو اس سے وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ (پارہ ۳ سورہ آل عمران، آیت ۸۵) کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ساری نعمتیں پوری کر دیں ہیں قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) کہ آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا ہے۔ اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کردیں ہیں۔ اور تمھارے لئے دین اسلام کو پسند کرلیا ہے (پارہ ۶ سورہ المائدہ آیت ۳) اہل ایمان کو خوشخبری اللہ تعالیٰ دے رہا ہے کہ میرے پسندیدہ دین کامل پر عمل کرکے میری رضا حاصل کرکے میرے مقبول و محبوب ہوجاؤ

دو عالم رضا چاہتے ہیں خدا کی
خدا چاہتا ہے رضا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

غرض یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اس کا ثبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں قرآن و حدیث اس حقیقت کے شاہد ہیں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر کے راضی کرلیا۔ اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام انسانی عقل و شعور سے بالاتر ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان جیسا کہ اس سے قبل حدیث شریف میں موجود ہے کہ میں ایک مخفی خزانہ حُسن و جمال و کمال تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کے لیے سب سے پہلے اپنے ہی نُور سے حضرت محمد رسول اللہ کے نُور کو وجود بخشا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے حُسن و جمال کو دیکھا اور دیکھ کر خود ہی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق ہوگیا۔ کیوں کہ اپنے محبوب رسول کو اپنی ہی صورت و صفت اپنے ہی حُسن و جمال و کمال کا مظہر پرَتو بنایا اوز جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ کے نُور و ظہور کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عاشق ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم محب اور و محبوب ہیں، طالب و مطلوب ہیں، اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے " عارف باللہ " یعنی اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والے ہیں۔ اسی لیے عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے

رُوحوں کو پیدا کرنے کے بعد ان سے سوال کیا " اَلَستُ بِرَبِّکُم " کیا میں تمھارا ربّ ہوں۔ سب رُوحیں خاموش و حیرت میں تھیں کہ کیا جواب دیں۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے عالم ارواح میں " قَالُو بلٰی " کہا کہ بے شک تو ہمارا ربّ ہے اسی لیے حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلا مسلمان میں ہوں۔ اس کا ذکر اس سے پہلے بھی ہوچکا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عالم رُوحانیت میں سارے انبیاء کرام کی رُوحوں کو اپنے سامنے حاضر کیا اور سب کو مخاطب کرکے فرمایا کہ جب میں تم کو کتاب و حکمت دوُں اور وہ رسول تمھارے پاس تشریف لائیں اور جو تمھاری کتابوں کی تصدیق فرمائیں تو تم ان پر ایمان ضرور بہ ضرور لانا اس کی پوری تفصیل اس سے قبل درج ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا انسانی جسم اپنے ہاتھوں سے بنایا اور اپنے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نُور کو ان کی پیشانی میں رکھا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت اور صفت پر بنایا۔ اور دنیا میں سنت الٰہی کا یہ طریقہ جاری کرنے کیلیے اپنے خلیفہ کی تعلیم و تربیت خود مکمل کی اور ہر طرح سے ان کی تکمیل کرنے کے بعد حکم دیا کہ میرے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ انبیاء کرام تو قابل تعظیم و توقیر ہیں لیکن جس نبی کی پیشانی میں نُور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا بارگاہ الٰہی میں ان نبی کی اور زیادہ قدر و منزلت ہوجاتی اور یہ نبی دونوں جہان میں اور زیادہ قابل تعظیم و توقیر ہوجاتے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے بتایا کہ بارگاہ الٰہی میں سجدہ کیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الٰہی سے اظہار نبوت فرمایا۔ اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

بات مان کر کلمہ طیبہ پڑھا یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وہ مسلمان ہوگیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسلمان سے محبّت الٰہی اور محبت و اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین پر ثابت قدم یعنی استقامت کی بیعت لی اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ مانی انکار کیا وہ انکار کرنے والا یعنی کافر ہوگیا۔ اور جس نے ایک اللہ کے علاوہ دوسرا معبود جانا وہ مشرک ہوگیا اور ہر جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں۔ نکاح میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھے بغیر نکاح نہیں۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے کانوں میں اذان و اقامت کی آواز پہلے سنائی جاتی ہے کسی بھی عبادت میں بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے قبولیت نہیں بغیر درود شریف کے نماز قبول نہیں اور نہ دعا قبول ہوگی کوئی مسلمان ہونا چاہے تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھے بغیر مسلمان نہیں ہوگا۔ اور وصال کے وقت کلمہ طیبہ پڑھنا ایمان کی تکمیل اور خاتمہ بالخیر کی علامت ہے اور باعث بخشش و نجات ہے۔ قبر میں جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار نہ کرے نجات نہیں حشر میں مقام محمود پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمتی کے لیے وسیلہ، ذریعہ اورشفاعت کرنے والے ہیں جو اس دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و توقیر کے منکر ہیں جب سب نیک لوگ اور اہل ایمان اپنے نیک اعمالوں کی وجہ سے بخش دیے جائیں گے تو یہ لوگ میدان حشر میں پریشان ہوں گے کہ کس کے پاس جائیں۔ پھر یہ سب آپس میں مشورہ کرکے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہاں سے

جواب ملے گا کہ کسی اور کے پاس جاؤ اسی طرح آخر میں یہ لوگ حضرت عیسی علیہ السلام کے پاس آئیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو مخاطب کرکے کہیں گے کہ آج سوائے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی بھی شفاعت نہیں کر سکتا پھر یہ سب آخر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں گے پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اس سے قبل پوری تفصیل بخاری شریف کے حوالے سے درج ہے تفصیل وہاں سے ملاحظہ کریں۔ اے لوگوں قیامت میں آخر مجبور ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوگے۔ کسی بھی مقام پر ان کے بغیر چارہ کار نہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت کی توفیق عطا کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت و اطاعت اللہ تعالیٰ کی محبت و اطاعت ہے۔ جس طرح بیٹا باپ کی خدمت دل و جان سے کرے تو اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی بیوی شوہر کی خدمت دل و جان سے کرے تو اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی اگر کوئی کسی کا مرید ہے تو یہ بات بہت اچھی ہے کیوں کہ جو مرید ہوتا ہے وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لیے ہوتا ہے۔ رضاء الٰہی حاصل کرنے کے لیے ہوتا ہے مرید کو طالب مولا کہتے ہیں۔ مسلمان تو پہلے ہی ہے دل میں اللہ تعالیٰ کے قرب کی جستجو اور طلب پیدا ہوتی ہے تب وہ رضا الٰہی اور محبت رسول اللہ کے لیے کسی شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے جیسا کہ اوپر لکھا ہے کہ بیٹا دل و جان سے باپ کی خدمت کرے تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی مرید جب پیر کی خدمت دل و جان سے اللہ و رسول کے لیے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ

اپنے فضل و کرم اور عنایت ربّی سے شیخ کی محبت کو بدل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اور پھر اللہ اپنے فضل و کرم سے اس محبّت کو بدل کر اپنی محبت میں تبدیل کر دیتا ہے۔ قرآن میں صاف اور واضح ہے کہ جس کو میری محبت کا دعویٰ ہے میرے رسول سے محبت کرے ان کی محبت۔ ان کی اطاعت میری محبت میری اطاعت ہے حضرت ابوالمالی قادری لاہوری اپنی کتاب ہشت محفل میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے بہت سے طریقے ہیں۔ لیکن سب سے آسان اور سہل طریقہ یہ ہے کہ مرید اللہ تعالیٰ سے اپنے پیر کی محبّت مانگے۔ پیر کی محبت بدل کر اللہ رسول کی محبّت قدرتی طور پر ہوجاتی ہے یہ سارے مشائخ عظام اور اولیاء کرام کا فیصلہ ہے کہ اس طریقے سے مرید جلد سے جلد اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہوجاتا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت۔ اطاعت یعنی پیروی دل و جان سے کیے بغیر جنّت تو بڑی چیز ہے جنّت کی خوشبو تک نہیں ملے گی اللہ تعالیٰ قادر ہے غفور رحیم ہے۔ حیّ وُ قیُوم ہے اَرحَم الرّاحمیٰن ہے لیکن بغیر اطاعت و محبّت رسول کے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس کی بھی شفاعت کریں اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّتی لوگوں کو بخشوائیں گے معصوم بچے، شہید، حافظ قرآن وغیرہ اور اُولیاء کرام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اطاعت و محبّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اس قدر مقبول و محبوب ہیں یہ جن کی شفاعت کریں گے اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ مجھے اپنی عزّت و جلال اور بزرگی کی قسم میں انھیں اپنا چہرہ دکھاؤں گا۔ یعنی انھیں بلا حجاب زیارت

کا شرف بخشوں گا۔ اور ان کے دل کو خوش کروں گا اور وہ جس کے لیے شفاعت چاہیں گے میں انھیں عام اجازت دوُں گا اگرچہ وہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو۔ مجھے اپنی عزّت کی قسم اُولیاء سے زیادہ اور کوئی عزیز نہیں۔ مجھے اپنے جلال کی قسم ان سے بزرگ و برتر میرے نزدیک اور کوئی نہیں۔ جہنم میں نے ان کے دشمنوں کے لیے بنائی ہے اور ان کے دشمنوں سے جہنم کو بھردوُں گا۔ (تفصیل کے لیے تفسیر رُوح البیان پارہ ۲۲، ص ۲۲۴ یا ہماری کتاب طریقہ عرفان الٰہی، ص ۶۷، ۶۶) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اُمّت کے اُولیاء اللہ کی یہ فضیلت اور قدر و منزلت اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے اُولیاء اللہ کا تو بہت ہی بڑا مقام ہے اسی لیے اُمّت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جاری کردہ سلسلہ بیعت جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کی محبّت اور قرب و عرفان کے لیے کسی بھی مرشد کامل یعنی شیخ کامل کے ہاتھ بیعت کرلو تاکہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والوں کی فہرست میں عملی طور پر نام لکھا جائے ویسے تو ہر مسلمان اللہ اور اللہ کے رسول کو دل و جان سے چاہتا ہے کون کتنا چاہتا ہے اس کے لیے یہ کسوٹی ہے کہ اگر دل و جان سے چاہتے ہو تو کسی مرشد کامل کے ہاتھ پر اللہ اور رسول کے لیے بیعت کرکے اپنی حقیقی محبت کا عملی ثبوت دیں شیخ کامل یعنی مرشدان کامل ہی اُولیاء اللہ ہیں۔ یہ جو کچھ کرتے ہیں اپنے مرشد کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرتے ہیں اور ان کا یہ طریقہ قرآن و حدیث کے عین مطابق ہوتا ہے اور خلوص دل سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت اور قرب عرفان کے لیے اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرکے اللہ تعالیٰ کی رضا۔ محبّت

اور قرب و عرفان حاصل کرتے ہیں جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے محبّت و عشق اور قرب و عرفان کے طریقے ہیں ان سب میں آسان اور عمدہ طریقہ بیعت ہے اس راہ پر چل کر لاتعداد اولیاء اللہ اور شیخ و مرشد بن کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہوگئے۔ جس طرح سورج اپنی تابانی سے چمک رہا ہے اور کوئی ثبوت مانگے کہ ثابت کرو یہ سورج ہے۔ ایسے آدمی کے علم اور عقل پر سوائے افسوس کے اور کیا۔ کیا جاسکتا ہے اسی طرح سلسلہ بیعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جاری کردہ ہے اور سورہ فتح میں بیعت کی اہمیت و فضیلت اللہ تعالیٰ خود بیان فرما رہا ہے اور سارے صحابہ کرام بیعت ہیں اور خلفاء راشدین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جاری کیے ہوئے طریقے کو پوری ذمّہ داری سے جاری رکھا اور بغیر مرشد کے کوئی بھی آج تک اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل نہیں کرسکا اگر پھر بھی کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو سمجھ کی توفیق عطا کرے (آمین) حدیث شریف میں ہے جو تم اپنے لیے اچھا چاہتے ہو یعنی پسند کرتے ہو وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی پسند کرو اس مسئلے میں کتاب "طریقہ عرفان الٰہی" کتاب "حقائق تصوف" اور زیر نظر کتاب میں کافی اس بات کے سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ بندہ کسی طرح جلد سے جلد اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہوجائے کیوں کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اور کچھ اسی قسم کے مضمون جن سے بندہ کی بھلائی مقصود ہے اور خاص کر مسلمانوں کی اس سلسلے میں بہت سے مضامین کو قصداً کتابوں میں لانا پڑا تاکہ کوئی بھی کتاب کسی بھی مسلمان کے ہاتھ لگے تو اس کی توجہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہو اور جو عمل کر رہے ہیں اس کے ذریعہ سے اور قریب ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہوجائیں۔

اللہ تعالیٰ نے "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم" کو مالک و مختار بنایا ہے

اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا مالک و مختار ہے اور سب حاکموں کا حاکم ہے دنیا میں بڑی سے بڑی حکومتیں وجود میں آئیں جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ان حکومتوں کو قائم رکھا۔ جب یہ حکومتیں ختم ہوگئیں تو کسی کے نشانات باقی نہیں رہے۔ کسی کے محلوں اور قلعوں کے کھنڈارت باقی نہیں کسی کا تو نام و نشان تک نہیں۔ اور کسی کا ذکر تاریخ کے اوراق پر تو ہے لیکن بعض حکومتیں ایسی گذری ہیں کہ ان سے کوئی واقف تک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں اپنا خلیفہ بنایا۔ اپنی صورت و صفت پر اپنے ہاتھوں سے بنایا (پارہ ۲۳ سورہ جن آیت ص ۵،) اور حدیث شریف تفسیر رُوح البیان اول ص ۲۰۱) اور اپنی رُوح پھُونکی پھر ان کی تعلیم و تربیت مکمل کی اور فرمایا کہ میرے خلیفہ کو سجدہ کرو۔ یہ نہیں کہا کہ مجھ کو سجدہ کرو کیوں کہ عظمت و بزرگی خلیفہ کی بتانا مقصود تھی کہ میرے خلیفہ کا مقام میری بارگاہ میں کس قدر ہے کیوں کہ میں نے ان کو اپنی صورت اور صفت سے متصف کیا یہ دنیا کا دستور ہے کہ جو کسی کا خلیفہ یا نائب ہوتا ہے اس میں اس جیسی صفات اور خوبیاں ہوتی ہیں جس کا وہ خلیفہ یعنی نائب ہوتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ اس زمین پر خود نکل کر نہیں آیا بلکہ مالک و مختار اپنے خلیفہ کو بنایا ہے اور خلیفہ کو جس نے سجدہ کیا وہ مقبول۔ جس نے انکار کیا وہ مردود اور ملعون ہوا۔ دنیا میں خلافت نبوّت اور رسالت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام دنیا میں

تشریف لائے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب و مطلوب نبی کو دنیا میں مبعوث فرما کر سلسلہ نبوت کا اختتام کر دیا اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا اور اب خلافت و نبوّت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جاری و ساری رہے گی۔ کوئی دوسرا نبی نہیں ہو گا۔ مندرجہ بالا تفصیلات سے بات واضح ہو گئی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو کس قدر شرف بزرگی بخشا اور ان کی کتنی قدر و منزلت فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو مقصود کائنات ہیں اقتباس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ہوں اور مومنین مجھ سے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے اپنے حبیب پاک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چہرے کے نور سے پیدا کیا اور چہرے سے مراد ذات مقدسہ باری تعالیٰ ہے جو ارحم الراحمین کی صفت میں جلوہ گر ہے گویا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ذاتی نُور سے پیدا کیا اور اپنی خاص صفت رحمت عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اور بلاشبہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی شان میں فرمایا کہ حبیب پاک ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے نیز فرمایا کہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نُور اور کتاب مبین آئی (نور سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات انور ہے اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے) حدیث قدسی میں فرمایا کہ اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا (حوالہ کتاب سرالاسرار نویں فصل، ص ۱۱۷) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نُور سے وجود بخشا۔ پہلی نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر پڑی اور ذات اقدس کی محبّت بھری نظر اپنے محبوب پر

پڑی۔ ایک محب ایک محبوب ایک طالب ایک مطلوب وہاں اور کوئی نہ تھا انبیاء اُولیاء مومنین غرض یہ کہ کائنات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نُور سے وجود میں آئی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نُور سے بنائے ہوئے انبیاء کرام کو کس قدر شرف و بزرگی عطا فرمائی ہیں کہ جو انسانی عقل و شعور سے بالاتر ہیں اور یہ قوتیں۔ صلاحیتیں اور مالک و مختار کی قوتیں اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائیں ان کے معجزات اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں سے ہیں جو کارہائے نمایاں ان کی ذات سے ظہور پذیر ہوئے قرآن شریف اور دینی کتابوں میں ان کا ذکر ہے اسی طرح اُولیاء اللہ سے جو کرامتیں صادر ہوئیں کچھ کا ذکر قرآن شریف میں بھی ہے اور اُولیاء اللہ کے تذکرے کی کتابوں میں درج ہیں اللہ تعالیٰ کو اپنا محبوب اسقدر پیارا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میں نے تم پر احسان کیا کہ اپنا پیارا محبوب تمھارے رشد و ہدایت کے لیے بھیجا تاکہ تم ان سے محبّت کرکے ان کی اطاعت و پیروی کرکے ان کو راضی کرکے میری رضا حاصل کرو تاکہ تم میرے مقرب و محبوب ہوجاؤ۔ اورتم کو میرا عرفان حاصل ہوجائے

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ

ترجمہ :۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان فرمایا مومنوں پر کہ اس نے ان ہی میں سے ان میں ایک رسول بھیجا جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے (پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۶۴) من اللہ میں لفظ من کا لفظ بہت ہی نعمت عظیم کا احسان جتانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

کا مقصد بیان فرما رہا ہے اور ساتھ ہی کتنے زوردار الفاظ میں احسان جتلایا جا رہا ہے کہ یہ بہت ہی بڑی اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ اور ہم نے گناہ گاروں پر احسان عظیم فرمایا اور جس بات کا احسان اللہ تعالیٰ خود جتلائے وہ کتنی عظیم بات ہے یعنی ہم سب کی ہدایت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی کہ ان سے اللہ تعالیٰ کا قرب و عرفان جیسی نعمت عطا ہوئی ہے۔ اسی لیے دل و جان سے خلوص و محبت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت یعنی پیروی کرو اور ان کی پیروی کرنے میں کسی بات کا انکار نہ کرو اسی لیے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اے میرے محبوب لوگوں کو بتلائیں آیت **قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ج فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ** ترجمہ :۔ اے محبوب آپ فرمادیں کہ حکم مانوں اللہ کا اور اس کے رسول کا پھر اگر وہ انکار کریں تو انکار کرنے والے اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں آتے کافر (پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۳۲) دراصل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل ہی بڑی کامیابی و کامرانی ہے آیت **وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا** ترجمہ :۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی اس نے بڑی کامیابی پائی (پارہ ۲۲ سورہ الاحزاب آیت ۷۱) چونکہ اللہ تعالیٰ نور ہے اگر وہ پوری تابانی سے جلوہ گری کرے تو کائنات جل جائے گی اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ سورج کی تپش گرمیوں میں کس قدر ہوتی ہے جو سب کو معلوم اور آگ کی تپش اور اس کی خاصیت کا سب کو علم ہے کہ یہ

جلا دیتی ہے اگر اللہ محبت کرنے والوں کے سامنے آجائے تو خوف کی وجہ سے چیخ نکل جائے گی یا بدیقینی پیدا ہوجائے گی کہ یہ اللہ تعالیٰ نہیں اگر قلب میں بولنا شروع کر دے تو پریشانی ہوگی یہ کون بول رہا ہے اور قلب میں بے چینی و اضطراب پیدا ہوجائے گا۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا اور خلافت و نبوت سے سرفراز فرمایا اور خلیفہ کو اس قدر شرف و بزرگی بخشا کہ یہ میرے خلیفہ یعنی نائب ہیں ان کو سجدہ کرو اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر میں کسی فرشتہ کو بھی نبی بناتا تو انسانی شکل میں دنیا میں مبعوث کرتا نبی کی ذات کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر شرف و بزرگی عطا فرمائی جو انسانی عقل شعور سے بالاتر ہیں یہ ایک جانب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر اور دوسری جانب اللہ تعالیٰ کے بندے ان کے حضور حاضر اور ان بندوں میں یہ فوقیت اور فضیلت مسلمانوں اور مومنوں کو حاصل ہے اور ان میں بزرگ و برتر صالحین، شہدائے کرام، اور صدیقین یعنی اُولیاء اللہ ہیں اور ان سب پر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو شرف و بزرگی بخشا ہے۔ اگر انبیاءؑ و رُسلؑ کے بعد کسی کا مقام ہے تو صحابہ کرام کا اور ان میں اصحاب صفہ اور اصحاب صفہ میں عشرہ مبشرہؓ اور ان میں خلفاء راشدین کو فضیلت و بزرگی حاصل ہے ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں صحابہ کرام کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور انھوں نے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرکے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ان سے راضی ہوں۔ بات صاف صاف واضح ہوگئی کہ محبّت و اطاعت و پیروی

سے اللہ تعالیٰ کے محبوب جس سے راضی ان سے اللہ تعالیٰ راضی۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی محبّت اللہ تعالی کی محبّت ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ آیت :۔ **مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ** ترجمہ:۔ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۸۰) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی عین اطاعت الٰہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت عین محبت الٰہی ہے۔ آیت :۔ **قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ** ترجمہ :۔ اے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو۔ تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ اللہ تعالی تمھیں دوست رکھے گا۔ اور تمھارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے۔ (پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۳۱)

اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی دوستی، محبت اور عشق کا دعویٰ ہے تو وہ پہلے اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت کرے تب جاکے اللہ تعالیٰ کا دوست۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کا عاشق۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں شمار ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہوگا اس لیے محبّت الٰہی اور رضاء الٰہی کے لیے ان کی دل و جان سے پیروی و اطاعت کے ساتھ ساتھ خلوص دل سے تعظیم و تکریم کرو۔ آیت :۔ **اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ** ط ترجمہ :۔ بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاہد بنا کر اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اے لوگو! ایمان لاؤ اللہ پر

اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور عزّت کرو اور توقیر کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۸) لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و توقیر کرنے والوں میں صحابہ کرام صف اوّل میں ہیں اور اس وقت سے لے کر آج تک اور قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں اور آپ کے عاشقوں کا دستور رہا ہے اور ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ رہے گا ان اہل محبت و عشق نے ہر موقع پر اور ہر دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت اور عزّت و توقیر دل و جان سے کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت و عشق میں کون کتنا چاہنے والا ہے اللہ تعالیٰ جانے اس لیے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا۔ آیت ہے۔ **وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ** ترجمہ۔ اور عزّت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین ہی کے لیے ہے مگر منافق اس کا علم نہیں رکھتے (پارہ ۲۸ سورہ منافقون آیت ۸) درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بارگاہ الٰہی میں اس قدر بلند و بالا مقام ہے جو انسانی عقل و شعور سے بالا تر ہے پھر اتنا عرصہ گذرنے کے بعد عقلی اور خیالی طور پر بلا سوچے سمجھے کوئی ایسی بات نہ کریں جس کی وجہ سے دین و دنیا دونوں برباد ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ " اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میری حقیقت کو میرے ربّ کے سوا کسی نے نہ پہچانا " اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جو بتلایا اس کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبّت و عشق ہو گیا جس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی ہے یہ سب کچھ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبّت و

عشق میں اس قدر فنا ہوچکے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا تھا۔ آیت کا ترجمہ:۔ اے محبوب جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے ہیں وہ صرف اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۰) آیت کا ترجمہ:۔ اے میرے محبوب وہ خاک مٹی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینکی تھی۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی (پارہ ۶ سورہ انفال آیت ۱۷) اللہ تعالیٰ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر خلوص محبت اور عشق ہے کہ اس کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نہیں جانتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلایا کہ دیکھو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے کس قدر خلوص محبت اور عشق ہے اگر کوئی میرا مقرب و محبوب ہونا چاہتا ہے تو جس طرح میرے محبوب مجھ کو چاہتے ہیں اسی طرح تم سب اُمّتی میرے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہو۔ آیت:۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ترجمہ:۔ اے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ بے شک میری نماز میری قربانیاں اور میرا جینا۔ میرا مرنا سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے (پارہ ۸ سورہ الانعام آیت ۱۶۲) آیت مندرجہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے جو خلوص محبت اور عشق ہے وہ انسانی عقل و شعور سے بالاتر ہے اسی لیے کوئی بھی بندہ اللہ تعالیٰ سے اس قدر محبت و عشق نہیں کرسکتا ہے۔ چونکہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّتی ہیں اس لیے اُمّتی ہونے کی وجہ سے جس قدر بھی اللہ اور اللہ کے رسول صلی

اللہ علیہ وسلم سے محبّت ہوسکے کرنا چاہیے۔ درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت ہی اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اپنا حاکم اور مالک و مختار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا۔ دراصل اللہ تعالیٰ کو مالک و مختار ماننا ہے اسی لیے اپنے مالک و مختار کی اطاعت و پیروی خلوص و محبّت سے کرنا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا ہم سب پر فرض عین ہے۔ قرآن شریف کی آیت :- **مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ** ترجمہ :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت عین اللہ ہی کی اطاعت ہے (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۸۰)......

آیت کا ترجمہ :- اے محبوب تمھارے ربّ کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاکم نہ بنائیں اور پھر جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں تو وہ اپنے دلوں میں رکاوٹ نہ پائیں اور دل سے مان لیں (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۶۵) جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی ہر معاملہ میں اپنا حاکم نہ مانے وہ ربّ کے نزدیک مسلمان نہ ہوں گے۔ اگر کوئی سوال کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تو وصال ہوگیا اب کس کے پاس جائیں اور کس کو حاکم بنائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں کم و بیش تریسٹھ سال کی حیات ظاہری عطا فرمائی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت اور صفت پر پیدا کیا۔ دیکھیے تفسیر رُوح البیان حصّہ اوّل ص ۲۰۱

چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نُور و ظہور ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر اعلیٰ ہیں۔ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف حیات ظاہری میں تھا۔ اسی طرح ان نظروں سے پردہ کرنے کے بعد بھی

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام اوصاف اور خوبیوں سے جو حیات ظاہری میں نوازا وہ بعینہ اسی طرح بعد از پردہ فرمانے کے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ حَیّ وَ قَیُّوم فرما دیتا کہ وصال کے بعد اب ان کے قریب نہ جاؤ۔ اسی لیے اس بات پر سارے صحابہ کرام کا ایمان ہے کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیات ظاہری میں مالک و صاحب تصرف رہے اب بھی ہیں اور رہیں گے۔ جیسا کہ ایک واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات ہونے کا مزید ثبوت کا جو مضمون ہے اس میں درج ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وصال سب صحابہ کرام کے سامنے ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر حاضر ہوئے اور بخشش طلب کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزار شریف سے آواز دی جاؤ بخشش ہوگئی۔ آیت کا ترجمہ :۔ اور جب یہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں (یعنی کوئی گناہ سرزد ہوجائے) اور اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں (جاء وک یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حکم الٰہی ہے کہ جاؤ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لیے شفاعت فرمائیں۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا بہت ہی مہربان پائیں گے (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۶۴) اللہ تعالی خالق و مالک ہے واحد یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ خود ہی بخشش کر دیتا کیوں کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حکم صادر کر دیا کہ جب گناہ کوئی ہوجائے تو میرے محبوب رسول کے پاس جاؤ اور ان کی بارگاہ میں حاضر ہوکر مجھ سے گناہوں کی مغفرت چاہو اور ساتھ ہی ساتھ میرے محبوب رسول سے کہو کہ وہ تمہارے لیے

گناہوں کی مغفرت مجھ سے چاہیں تب محبوب کے طلب بخشش پر تمہارے
گناہوں کو بخش دوں گا۔ حدیث شریف :۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی
اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی (کتاب الشفاء و کتاب جذب
القلوب)۔ حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ
میری قبر کی زیارت میرے وصال کے بعد میری صحبت کا اثر رکھتی ہے (کتاب
جذب القلوب باب ۱۴ ص ۲۰۵) مندرجہ بالا جو حدیث :۔ جو درج ہیں ان سے
بات صاف اور واضح ہوگئی بعد وصال بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح
مالک و مختار اور صاحب تصرف ہیں جس طرح حیات ظاہری میں تھے۔

آیت :۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ط ترجمہ :۔ یہ نبی
مسلمانوں کی جان کا ان سے زیادہ مالک ہیں (پارہ ۲۱ سورہ احزاب آیت ۶)
آیت مذکور سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کو مسلمانوں کی جان کا ان سے زیادہ مالک بنا دیا ہے اور کائنات انسانوں کے
لیے بنائی اور کائنات میں جس کو چاہتا ہے اپنی زمین کا مالک بنا دیتا ہے
مخلوق کے لحاظ سے سب انسان اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نور ہے
اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو زمین پر اپنا خلیفہ اور نبی بنایا۔ جس نے
اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور نبی کی بات مانی وہ مسلمان کہلائے۔ جس نے نبی کی
بات کا انکار کیا وہ انکار کرنے والے یعنی کافر کہلائے۔ اسی لیے سب انسان
اولاد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور انسانوں میں سب سے افضل نبی کی
اطاعت کرنے والے یعنی مسلمان ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور نبوت
میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری
نبی ہیں اب قیامت تک کوئی بھی نبی نہیں ہوگا حدیث شریف میں ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیس (۳۰) کاذب یعنی جھوٹے پیدا ہوں گے اور ہر کاذب یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے (بخاری شریف) اسی لیے سب انسانوں میں افضل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے یعنی مسلمان اور مسلمانوں میں افضل مومن اور مومنوں میں افضل صالحین شہداء اور صدیقین یعنی اُولیاء اللہ اور صدیقین یعنی اُولیاء اللہ میں سب سے افضل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور صحابہ کرام میں سب سے افضل اصحاب صفہ اور ان میں سب سے افضل عشرہ مبشرہ اور عشرہ مبشرہ میں سب سے افضل خلفاء راشدین اور ان خلفاء راشدین میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو تمام جہاں پر پسند کرلیا ہے۔ سوائے نبیوں اور مرسلوں کے اور ان میں سے میرے لیے چار پسند کرلیے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پس ان کو میرے اصحاب میں سے بہتر پایا اور میرے تمام صحابہ میں بہتری ہے اور جو عمر کو دوست رکھتا ہے وہ میرا دوست ہے اور جس نے عمر سے بغض رکھا اس نے مجھ سے دشمنی کی (کتاب الشفاء باب اول فصل ۵ صفحہ ۴۲۱،۴۲۲) اللہ تعالیٰ کی سنت تبدیل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں کبھی بھی نکل کر نہیں آیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو دنیا میں بندوں کی رہبری و رہنمائی کے لیے بھیجا یہی انبیاء کرام اللہ تعالی کے خلیفہ یعنی جانشین دنیا میں ہوئے اور خلیفہ یعنی جانشین جس کا ہوتا ہے اس میں ویسی ہی خصوصیات اور صفات لازمی طور پر ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں

اپنا خلیفہ یعنی نائب بنایا تو ہر قسم کے علوم عطا فرمائے اور اپنی صفت سے متصف کیا اور ہر طرح سے ان کی تکمیل کرلی اور نبوت سے سرفراز فرمایا حدیث شریف بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت اور صفت پر پیدا فرمایا۔ تفسیر رُوح البیان حصّہ اوّل اردو ترجمہ ۲۰۱)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تشکیل عالم سے پہلے جب کچھ بھی نہ تھا۔ تو اپنے نُور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی صورت و صفت پر بنایا اور ان کے نُور سے ساری کائنات تشکیل فرمائی۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی صورت و صفت کی تمام خوبیوں اور اوصاف سے اور زیادہ متصف کیا۔ یہی نہیں بلکہ اپنی ذات و صفات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں اور اول و آخر۔ ظاہر و باطن موجود ہوکر اپنا مظہر اعلیٰ۔ مظہر اعظم بنایا اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عرش پر اور دنیا میں " احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم " ہے اور باقی سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی نام ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا اللہ تعالیٰ نے کسی کو بنایا ہی نہیں چونکہ اس سے قبل ذکر ہوچکا ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک و مختار ہے اور جس کو چاہے اپنا کائنات کا مالک و مختار بنائے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے وہ واحد یکتا ہے چونکہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم۔ رسول مکرم و معظم محب و محبوب اور حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں رؤف رحیم اور رحمۃ للعالمین ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ ان کی اطاعت میری اطاعت ہے (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۸۰) ان کا دیکھنا میرا دیکھنا ہے (حدیث شریف) ان کی محبّت۔ ان کو چاہنا۔ اللہ تعالیٰ کی محبّت اور اللہ تعالیٰ

کا چاہنا ہے آیت کا ترجمہ ۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں کہ لوگو اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ۔ اللہ تعالی تم کو دوست رکھے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۳۱) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے میرے حبیب جو آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو صرف اللہ تعالی ہی سے بیعت کرتے ہیں اور ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۰) اللہ تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی صفت سے اس قدر متصف کیا کہ اللہ تعالی خود فرما رہا ہے کہ اے میرے محبوب وہ خاک جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ میں دشمنوں کی جانب پھینکی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔ (پارہ ۹ سورہ انفال آیت ۱۷) آیت کا ترجمہ۔ اور نہ کسی مسلمان مرد۔ نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ حکم فرما دیں تو انھیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تو بے شک وہ صریحاً گمراہی میں بہکا۔ (پارہ ۲۲ سورہ ۳۳ الاحزاب آیت ۳۶) اللہ تعالیٰ کی شان دیکھو کہ لاکھ بار اللہ اللہ کہے جب تک اللہ کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار نہ کرے مسلمان ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے لاکھ بار دعا مانگو جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش نہ کرو دعا قبول ہی نہیں ہوتی۔ یا وسیلہ پیش کرو یا دعا کے اوّل و آخر درود شریف پڑھو تب دعا قبول ہوگی۔ نماز جیسی اہم عبادت میں جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام نہ پڑھو نماز قبول نہ ہوگی۔ قبر میں جب مردے کو دفن کرکے آتے ہیں

پھر اس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں پوچھتے ہیں۔ تیرا ربّ کون ہے۔ تیرا دین کیا ہے۔ جب اس کا جواب دے چکا ہوتا ہے تو اشارہ کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب تو مردے کی قبر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر تک صاف اور نمایاں طور پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہہ مبارک مردے کی قبر سے نظر آتی ہے فرشتے پوچھتے ہیں کہ ان کو جانتے ہو۔ جب مردہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتا ہے تو اس جواب کو سن کر فرشتے پھر مردے کو عذاب نہیں دیتے اور جو کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ اس مُردہ پر عذاب قبر ہوتا ہے مشکواۃ شریف باب عذاب قبر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی ہے کہ جس پر مہربانی فرمائیں اس کی قبر میں بھی تشریف لاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں مالک و مختار بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے پوری اُمت کو یہ دعا سکھائی کہ اذان کے بعد یہ دعا مانگو کہ جب تمھارے اعمال کا حساب کتاب ہو رہا ہو اور اعمال تولے جا رہے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بلند و بالا درجات عطا فرمائے ہیں تو وہ مقام محمود پر اس وقت ہمارا وسیلہ اور ذریعہ شفاعت بنیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے وسیلہ سے ہماری شفاعت فرمائے۔ مثال۔ جب کورٹ میں کسی کا مقدمہ پیش ہو۔ تو اس وقت وکیل کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ جس کا وکیل ہے۔ اس کی پیروی کر کے اس کو مقدمہ سے بری کرائے۔ جیسا کہ اوپر تحریر ہے کہ ہر اُمتی کو اپنی شفاعت کے لیے اذان کے بعد دعا مانگنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمتی کے حساب و کتاب کے وقت شفاعت کے لیے مقام محمود پر اللہ تعالیٰ کی عنایت سے موجود رہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمتی کے لیے

وسیلہ و ذریعہ نجات و بخشش ہیں۔ آیت کا ترجمہ ہے۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں اے لوگو میں تم سب انسانوں کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ کہ آسمانوں اور زمینوں میں اسی کی بادشاہی ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں (پارہ ۹ سورہ اعراف آیت ۱۵۸) حدیث شریف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسرے نبی خاص قوموں کی جانب معبوث ہوئے ہیں اور میں تمام بنی نوع انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھے شفاعت کی اجازت دی گئی ہے (بخاری شریف جلد اوّل کتاب الصلواۃ باب ،۲۹ ص ۲۲۰)

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اپنے گناہوں کی مغفرت کیلیے میرے محبوب رسولؐ کے پاس جاؤ

اس سے قبل تحریر ہوچکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے اپنے نُور سے اپنی ذات و صفات کا مظہر اعلیٰ بنایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اس قدر بلند و بالا ہے کہ جو انسانی عقل و شعور سے بالاتر ہے جیسا کہ اس حدیث پاک سے بات واضح ہوجاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میری حقیقت کو میرے ربّ کے سوا کسی سے نہ پہچانا " عالم بالا ہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے رہبر و رہنما ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ذریعہ بخشش و نجات ہے جس کی تفصیل یہاں دینے سے کتاب کی ضخامت بڑھ جائے گی۔ جب اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں ساری رُوحوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ " اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ "کیا میں تمہارا

ربّ نہیں ہوں۔ سب رُوحوں کو فکر ہوئی کیا جواب دیں اس معاملہ میں کوئی جواب ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا جواب دیں تو سب سے پہلے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمایا " قَالُوْ بَلٰی " کہ بے شک تو ہمارا ربّ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہبری و رہنمائی اور اطاعت عالم اِرواح سے ہی ہو رہی ہے جب اللہ تعالی نے سب انبیاء کرام سے اس بات کا عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب و حکمت دوں اور یہ رسول تمھاری کتابوں کی تصدیق فرمائیں تو تم ان پر ایمان لانا اس بات سے صاف صاف واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے سارے انبیاء کرام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شرف و بزرگی بخشی اسی لیے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی بخشش کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم میں بھی رسول تھے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ مائی حوّا کے مہر کو ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ اے مولا مہر میں کیا دوں۔ میرے پاس کچھ نہیں " اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے نبی آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دس بار درود شریف پڑھیں۔ آپ عالم بالا میں موجود تھے تب ہی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ میرے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دورد شریف پڑھو اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میرا قرب چاہتے ہو تو میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو (جذب القلوب باب ۱۷ صفحہ ۲۶۶) ان سب تفصیلات سے بات واضح ہوگئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اس عالم میں حیات تھے پھر اس دنیا میں رہے اسی طرح اب بھی حیات ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ

جب تم سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو جاؤ رسول کے پاس قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ ہے۔ اور جب یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں (یعنی ان سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے) اور اے میرے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجائیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور رسول بھی (اے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی) ان کے لیے شفاعت فرمائیں۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۶۴) اس قرآن شریف کی آیت میں اللہ تعالیٰ حکم دے رہا کہ جب بھی تم سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو میرے نبی کے پاس جاؤ" یہ نہیں حکم دیا کہ میرے پاس آؤ" اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے اس کو معلوم ہے کہ میں نے اپنے محبوب کو تریسٹھ سال کی عمر تک دنیا میں رکھنا ہے اس کے بعد لوگ کہاں جائیں گے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح عالم ارواح اور دنیا میں رکھا۔ اسی طرح اب بھی حیات ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے کہ شہید زندہ ہیں اور روزی پاتے ہیں اور ان کی زندگیوں کا تمھیں شعور نہیں (دیکھے۔ پارہ ۲ سورہ بقرہ آیت ۱۵۴ اور پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۶۹) جب شہید کی زندگی کا شعور نہیں تو ان سے بڑا درجہ صدیقین یعنی اولیاء اللہ کا ہے پھر ان کی زندگی کا شعور کیسے آسکتا ہے صدیقین سے بڑا درجہ انبیاء کرام کا ہے ان کی زندگی کا شعور آنا محال ہے اور ان سب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو افضل الانبیاء ہیں انکی زندگی کا شعور کیسے کسی کو آسکتا ہے حدیث شریف اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں اور روزی دیے جاتے ہیں (مشکوٰۃ شریف جلد دوئم باب جمعہ) اسی لیے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت جب گناہ سرزد ہوجائے تو جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی ہے وہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضری دے اور گناہوں کی مغفرت طلب کرے یقیناً اس کے گناہوں کی معافی ہوجائے گی۔ اس میں شک و شبہہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں حدیث شریف ۱:۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری زیارت میرے وصال کے بعد کی گویا اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی۔ (کتاب الشفاء باب چہارم فصل ۵)۔ حدیث شریف ۲:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی (کتاب الشفاء باب چہارم فصل ۵)

واقعہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک صحابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی جان پر ظلم کرلیا ہے یعنی مجھ سے گناہ سرزد ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آپ کے مزار پر حاضر ہوا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب مغفرت کرتا ہوں۔ " حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے آواز آئی جا تیری مغفرت ہوگئی " (حوالہ کتاب شواہد نبوت ص ۱۸۹) اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی صحابہ کرام اسی طرح آپ سے محبت کرتے رہے اور ساری زندگی محبت و عشق اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم رہے اور اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہوکر اس دنیا سے تشریف لے گئے صحابہ کرام کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق تھا اس کی مثال دنیا کی کوئی تاریخ آج تک پیش نہیں کرسکی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو بہت ہی ارفع و اعلیٰ ہے جب حاجی صاحبان حج کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور عنایت خاص سے حاجی صاحبان کے گناہوں کی مغفرت فرما دیتا ہے ارکان

حج جو ہیں ان سب میں کعبہ شریف کا طواف، اور حجراسود کا بوسہ اور مقام ابراہیم پر نماز اور صفا و مروہ کے درمیان سعی بھی شامل ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور مائی حوا کے ساتھ اسی مقام خانہ کعبہ میں تشریف لائے اور شکر کے طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تو دنیا میں سب سے پہلی عبادت گاہ یہ قرار پائی یہی حضرت آدم علیہ السلام کی قیام گاہ اور عبادت گاہ رہی۔ حجراسود یہ پتھر حضرت آدم علیہ السلام اپنے ساتھ جنّت سے لائے تھے تو اس وقت سے اس پتھر کو سب بوسہ دیتے آرہے ہیں کہ اس پتھر میں حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں کی برکت ہے اس کو بوسہ دینے سے گناہوں کی مغفرت ہوجاتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بوسہ دے کر ثابت کر دیا کہ طریقہ صحیح اور درست ہے اور حجرا سود کا بوسہ ارکان حج و عمرہ میں شامل ہوگیا اور حاجیوں اور طواف کرنے والوں کا اگر ہجوم بہت ہے تو کسی لکڑی، چھڑی وغیرہ کو حجرہ اسود سے مس کرکے اس کا بوسہ دینے سے بوسہ دینے والی برکت اس کو بھی حاصل ہوجاتی ہے اور اگر ہجوم بہت زیادہ ہے تو حجر اسود کی سیدھ میں کھڑے ہوکر ہاتھ حجراسود کی طرف کرکے بوسہ کی نیت کرنے سے بھی بوسہ دینے کا ثواب مل جاتا ہے اور برکت حاصل ہوجاتی ہے اور ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ صفا حضرت آدم صفی اللہ کبھی کبھی یہاں تشریف فرما ہوتے تھے۔ تو ان کی نسبت سے یہ صفا کہلایا۔ مروہ اور مائی حوا جس مقام پر تشریف فرما ہوتی تھیں تو ان کی نسبت سے یہ جگہ مروہ کہلائی۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اور ان کی والدہ کو صفا اور مروہ کے درمیان حکم الٰہی سے چھوڑ کر گئے چونکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بچے تھے جب ان کو شدت کی پیاس لگی تو آپ کی والدہ پانی کی

تلاش میں کبھی صفا کی جانب کبھی مروہ کی جانب پانی کی جستجو میں سعی کرتی رہیں باوجود کوشش کے جب پانی نہ ملا تو آپ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس واپس آئیں تو دیکھا کہ ان کے ایڑیوں کی رگڑنے کی جگہ چشمہ ابل رہا ہے۔ یہ چشمہ اب آب زم زم کہلاتا ہے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کی برکت آج بھی اس پانی میں موجود ہے اور اس پانی کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی اور پانی کو حاصل نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ اے میرے نبی طوفان حضرت نوح علیہ السلام میں کعبہ شریف پانی اور مٹی میں چُھپ گیا ہے۔ لہٰذا اس کی تعمیر نو پھر سے کریں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حکم الٰہی سے کعبہ شریف کی نشاندہی فرمائی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے مل کر کعبہ شریف کی تعمیر نو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے شروع کی۔ کعبہ شریف یعنی بیت اللہ شریف کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس پتھر پر کھڑے ہوکر کعبہ شریف کی تعمیر کی اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیروں کے نشان بن گئے۔ وہ ایسی برکت والی متبرک جگہ ہوگئی کہ اس کا ذکر قرآن شریف میں آگیا " ابراہیم و مصلی " یعنی اس مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔ یعنی اس مقام پر نماز پڑھو۔ کعبہ شریف، حجراسود، صفا و مروہ، مقام ابراہیم، آب زم زم ان سب میں انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کے ہاتھوں۔ پیروں اور اس جسم سے مس ہوجانے کی برکتیں ہیں اور اس وقت سے آج تک اور تاقیامت جاری رہیں گی حکم الٰہی سے اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی (عورت نبی نہیں ہوتی ولی ہوتی ہے حضرت بی بی حوا، مریم اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ولیہ ہیں) سوچو۔ خود فیصلہ کرو۔ جن کی

وجہ سے کائنات تشکیل ہوئی جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صورت و صفت پر بنایا۔ اپنی ذات و صفات کا مظہر بنایا ان کے اول و آخر ظاہر و باطن میں خود اللہ تعالیٰ موجود ہے اور اللہ تعالیٰ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ گمان سے بھی زیادہ قریب ہے حدیث شریف ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت اللہ تعالیٰ کے اس قدر قریب ہوتا ہوں کہ وہاں کسی نبی مرسل یا مقرب فرشتہ تک کی رسائی نہیں اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے راضی ہوجاتا ہے تو اس کی سماعت بن جاتاہے جس سے یہ بندہ سنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی بصارت بن جاتا ہے جس سے یہ دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہے جس سے یہ چلتا ہے (بخاری شریف تیسری جلد کتاب الرقاق) اور ایک جگہ حدیث میں ہے کہ اس بندے کی زبان بن جاتا ہے جس سے یہ بولتا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والے بندوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یہ نوازش و کرم ہے پھر ان بندوں میں اولیاء اللہ کا بڑا مقام ہے صدیقین یعنی اولیاء اللہ سے بڑا مقام انبیاء کرام کا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب و مطلوب خلیفہ اعظم۔ رہبر اعظم۔ نور مجسم افضل الانبیاء اور امام الانبیاء ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حی و قیوم کی صفات سے بھی متصف کیا ہے کیا کوئی عقل ان کے مرتبہ ان کی عظمت کا شعور کرسکتی ہے اللہ تعالیٰ اور اللہ کے محبوب کے درمیان کیا راز و نیاز ہیں کسی عقل و شعور کی رسائی وہاں نہیں اسی لیے حکم ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب و مطلوب ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ان کی دل و جان سے پیروی کرو۔ ان کی محبت اور اطاعت ہی ذریعہ

" نجات و بخشش ہے " آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر مدینہ منورہ میں قبر انور میں موجود ہے۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کی برکت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور عرش و فرش اور کعبۃ اللہ سے بھی زیادہ افضل ہے۔ کعبہ شریف کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عزت ملی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم دینے سے ہی سارے مسلمان اس وقت سے تعظیم کرتے رہے ہیں اور تاقیامت تعظیم کرتے رہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا بہت ہی ارفع و اعلیٰ مقام ہے اور صحابہ کرام کے بعد اولیاء اللہ کا مقام بہت ہی بلند و بالا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مومنین بھی قابل تعظیم ہیں۔ ایک آیت کا ترجمہ ہے عزت اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور مومنین کے لیے ہے مگر مُنافق اس کا علم نہیں رکھتے (پارہ ۲۸ سورہ منافقون آیت ۸) حدیث شریف:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ سے مخاطب ہوکر فرمایا " اے کعبہ " بے شک تو اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت عظمت والا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں مومن (کامل) تجھ سے زیادہ عظمت و قدر و منزلت رکھتا ہے (تفسیر روح البیان پارہ ۲۲ صفحہ ۲۲۳ اردو ترجمہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر قبر انور میں موجود ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نُورانیت اور روحانیت سارے عالم میں موجود ہے اللہ تعالیٰ کا یہ حتمی فیصلہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار نبوّت سے لے کر قیامت تک جو بھی انسان ہیں کسی بھی نبی کے ماننے والے ہوں اور کسی بھی مذہب اور ملت سے تعلق رکھتے ہوں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بغیر ایمان لائے یعنی بغیر مسلمان ہوئے ان کی کوئی نجات و

بخشش نہیں اور مسلمان ہونے کے بعد یا پیدائشی مسلمان ہو سب کے لیے محبت اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض عین ہے اس لیے دور حاضر میں گناہوں کی مغفرت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

(۱) ——— غیر مسلم کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر مسلمان ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہوں کو معاف کر دے گا

(۲) ——— جو بھی مسلمان ہیں اگر اللہ تعالیٰ نے وسائل دیں تو پہلے مدینہ منورہ حضور صلی اللہ کے در اقدس پر حاضری دیں حج یا عمرہ کے بعد سرکار دو عالم کے در پر حاضری دیں۔ سرکار دوعالم شفاعت فرمائیں گے حج اور عمرہ کرنے والے کے گناہوں کی مغفرت اللہ تعالی کر دیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضری محبّت اور ایمان کی دلیل ہے

(۳) ——— جب آدمی اللہ تعالی کی محبت اور رضا حاصل کرنے کے لیے اور محبت و عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کسی شیخ یعنی مرشد کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے (یعنی اللہ اور رسول کی محبّت میں اپنے کو فروخت کردیتا ہے تو قیامت میں شیخ شاہد ہوگا کہ میرے ہاتھ پر اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور رضا کے لیے بیعت کی ہے تو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کرنے والا کہاں جائے گا۔ یہ تو فیصلہ ہے کہ جو جس سے محبّت کرتا ہے وہ اسی کے ساتھ جائے گا۔ اطاعت اور محبّت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذریعہ نجات و بخشش اور راہ ہدایت ہے اور یہی صراط مستقیم ہے جو موجودہ دور میں اُولیاء اللہ اور مشائخ عظام کی بیعت کرنے اور ان کی اطاعت اور محبّت سے نصیب ہوتی ہے۔

انسانوں کی نجات و بخشش

اللہ تعالیٰ نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو اپنے بندوں کی ہدایت و رہبری کے لیے دنیا میں بھیجا۔ چوں کہ اللہ تعالیٰ کو بندوں سے بے پناہ محبت ہے۔ یعنی اپنے بندوں کو ان کے ماں باپ سے زیادہ چاہتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرے بندے دوزخ سے نجات پائیں اور میں ان کی بخشش کروں اور بخشنے کے بعد ان کو جنّت میں داخل کردوں اور جنّت میں اعلیٰ مقام عطا کروں انبیاء کرام کی محبت اور اطاعت کے ذریعے نجات و بخشش ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میری محبت کے لیے میرے نبیوں کی اطاعت کرو جس نے نبی کی اطاعت کی یعنی ان پر ایمان لایا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اور جس نے نبی کا حکم نہیں مانا۔ تو وہ انکار کرنے والا یعنی کافر کہلایا۔ کافر کی دین و دنیا برباد ہیں نبی پر ایمان نہ لانے اور ان کی اطاعت کا انکار اللہ تعالیٰ کا انکار ہے۔ سب سے اعلیٰ اور افضل " اللہ تعالیٰ کی محبّت ہے " اور اللہ تعالیٰ کی محبّت و اطاعت کا بہترین ذریعہ یعنی وسیلہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت و پیروی اور سب سے بہترین پیروی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی ہے جس کی شہادت ایک دو نہیں بلکہ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام ہیں جنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت و عشق کیا اور آپ کی اطاعت خلوص کے ساتھ دل و جان سے کی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو وہ مقام عطا کیا جو کسی کو نہیں ملا۔ اگر نبی و رُسل کے بعد کسی کا مقام ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب

کا ہے۔ یہ راہ سلامتی اور ہدایت کی وہی راہ ہے جس پر بندہ عمل کرکے اللہ تعالیٰ کا مقبول اور محبوب ہوجاتا ہے۔ جس کو دین اسلام کہتے ہیں اس کی ابتداء اللہ تعالیٰ نے دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام سے کی اور اس کی تکمیل اور اختتام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا۔ تمام نعمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کرکے دین مکمل کر دیا اب کوئی نبی نہیں آئے گا اور قیامت تک حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی ایمان لانا ہے اور ان کی ہی پیروی کرنا ہے۔ کیوں کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے ہر ملک، ہر قوم اور ہر زبان کے جاننے والوں کے پاس، ہر زمانہ میں ہدایت کے لیے انبیاء کرام کو بھیجا اور ان پر ایمان لانا اسی دور تک کے لیے رہا۔ جب تک ان کی نبوت کا زمانہ رہا۔ جب ان کی نبوت کا دور ختم ہوجاتا تو اللہ تعالیٰ ان کی جگہ دوسرا نبی مبعوث فرما دیتا۔ اس لیے دنیا کے تمام انسانوں کی نجات و بخشش کے لیے اللہ تعالی نے انبیاء کرام کو دنیا میں بھیجا جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہوچکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر مہربانی فرمائی اور اپنے محبوب نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا تاکہ نسل انسانی کو راہ ہدایت ملے اور دوزخ سے نجات ہو اور جنت میں داخل کیے جائیں تمام انبیاء کرام جو دنیا میں تشریف لائے انھوں نے بندوں کو عبادت الٰہی کا صحیح طریقہ بتلایا کہ یہ بندہ گناہوں سے نجات حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ ہوجائے اور اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے یعنی اس بندے کو جنت میں اللہ تعالیٰ داخل کر دے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سب سے ارفع و اعلیٰ ہے نیکی کی وجہ سے بندہ بخشا جائے گا اور اس کو جنت میں اعمال کے حساب سے بلند درجات بھی ملیں گے۔

لیکن سرکار دو عالم نور مجسم محبوب و مطلوب ذات الٰہی کو اللہ تعالیٰ

نے بیشمار علوم و معارف عطا فرمائے۔ جن کو اللہ تعالیٰ اور اللہ کے محبوب صلی اللہ وسلم جانیں۔ انھیں علوموں میں سے ایک بہت ہی ارفع و اعلیٰ علم۔ اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان کا بھی لائے اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان یعنی اللہ تعالیٰ کے قرب اور پہچان کا طریقہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بتلایا اور صحابہ کرام کے ذریعے یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا علم آج بھی مشائخ عظام اور اُولیاء کرام کے پاس بعینہ موجود ہے اور یہ خصوصیت صرف مذہب اسلام کو حاصل ہے۔ آج دنیا کا کوئی مذہب اس بات کا دعویٰ نہیں کرسکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا کر اللہ تعالیٰ کی معرفت کراسکتا ہے وہ صرف نجات دلا کر جنّت کا وعدہ کرتے ہیں اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی بھوکے آدمی سے کھانا مانگے جو خود بھوکا ہو وہ دوسرے کو کیا کھلائے گا۔ آج دنیا میں کتنے ہی مذہب ہیں اور اہل کتاب یہود و نصاریٰ بھی ہیں۔ کیا کوئی مذہب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک رسائی کرا کر اللہ تعالیٰ کی معرفت یعنی پہچان کراسکتا ہے۔ اسلام کی تعلیم ہی یہاں سے شروع ہوتی ہے کہ تم اپنے خالق و مالک یعنی اللہ تعالیٰ کو جانو اور پہچانو پھر اس کی عبادت کرو جب تم اپنے ربّ کو جانتے ہی نہیں تو عبادت کس کی کر رہے ہو۔ اسلام سختی کے ساتھ بت پرستی کی مخالفت کرتا ہے اور اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہونی چاہیے جو اپنی ذات و صفات میں واحد و یکتا ہے اور جو بھی اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے اور اس کی معرفت میں پہچان چاہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں یہ سب کچھ مل جاتا ہے اگر کوئی خلوص نیت سے اس پر عمل کرے۔ اسی لیے دین اسلام میں کلمہ طیبہ بنیاد دین اور ایمان رکھا ہے۔ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی

معبود نہیں اور محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اس کے بعد نماز کا حکم ہے اور حکم ہے کہ تم نماز ایسی پڑھو کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ جب تک یہ مقام حاصل نہ ہو اس وقت تک یہ خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔ حدیث شریف :۔ جس نے پہچانا اپنے نفس کو اس نے پہچانا اپنے ربّ کو۔ کلمہ میں اس بات کی تلقین کی ہے کہ ایک اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی دوسرا اللہ نہیں۔ یہ بات محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی ہے جو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اسی لیے اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے اس پر عمل کرنے اور رہبر کی رہنمائی کے ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب ہوکر اللہ تعالیٰ کو اس کے فضل و کرم سے پہچان لیتا ہے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ کو نہ پہچاننے کی وجہ سے جو اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ اور بڑا گُم کردہ راہ ہوگا۔ (پارہ ۱۵ سورہ اسرائیل آیت ۲،) قرآن اور حدیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دین اسلام سلامتی اور امن و عافیت کا دین ہے اور سارے انبیاء کرام کا بھی یہی دین رہا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور جس نبی کا زمانہ رہا ان کے اُمتیوں نے اپنے اپنے دور کے نبیوں کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوگئے اور جو انکار کرتا وہ کافر ہوجاتا سوچو اور غور و فکر کرو اور خود فیصلہ کرو دنیا کے جتنے مذاہب ہیں شروع میں کسی نبی کی پیروی سے ابتدا ہوتی یا کسی نبی کے ماننے والے نیک اور صالح بزرگ کی پیروی سے اس کی بنیاد پڑی اور شیطان کے مکرّ و فریب اور دھوکہ کی وجہ سے بُت پرستی جاری ہوگئی اور بہت سے ملکوں میں یہ رائج ہے بعض جگہ دیوی، دیوتاؤں کی روحوں کی بھی پُوجا ہوتی ہے بعض جگہ جو ان کے رُوحانی پیشوا ہوتے ہیں ان کی بھی پوجا ہوتی ہے۔ جس مالک و خالق نے کائنات

بنائی اور ساری مخلوق میں انسانوں کو افضل و اعلیٰ بنایا اور انسانوں کو صحیح راہ پر چلنے کے لیے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے کہ ان کی اطاعت کرو ان پر ایمان لاؤ ان کے بتلائے ہوئے طریقے پر عمل کرو تاکہ تم کو دوزخ سے نجات حاصل ہو یعنی تمہاری بخشش ہو جائے اللہ تعالیٰ نے ہی سارے انبیاء کرام کو دنیا میں بھیجا اور سارے انبیاء کرام کی تبلیغ دین ایک ہی رہی کہ اللہ کی عبادت کرو وہ اپنی شان میں واحد یکتا ہے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی واحد و یکتا اللہ تعالیٰ نے سارے دینوں و مذہب کو منسوخ کر دیا اس دنیا میں جتنے بھی نبی آئے اور جو بھی شریعت لائے وہ اسی وقت تک کے لیے رہی جس وقت تک کے لیے وہ نبی رہے۔ اور بندوں کی بھلائی سلامتی اور امن و سکون راحت کے لیے جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا تاکہ میرے بندے اس پر عمل کر کے اپنی دین و دنیا دونوں درست کرلیں اور دوزخ سے نجات حاصل کریں اور جنّت میں اعلیٰ مقام حاصل کریں اور جس کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبّت ہے اور اللہ تعالیٰ سے عشق ہے اس کے لیے اپنے قریب سے قریب تر آنے کا طریقہ بھی بتلایا ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ عشق ہے وہ اگر اللہ تعالیٰ کے دیدار کے آرزو مند ہیں تو وہ طریقہ بھی اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اس پسندیدہ طریقے یعنی صراط مستقیم کا نام اسلام رکھا ہے جو اس پر عمل کرے گا اس کو نجات ضرور بالضرور ہوگی اس میں کوئی شک و شبہ نہیں اور جو اس راہ پر چلنے سے انکار کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کا نا فرمان ہوگا اور انکار والا کہلائے گا۔ یعنی کافر کہلائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لیے سارے انسانوں کو بتلایا کہ سارے انبیاء کرام میری اطاعت کرتے ہیں اور میرا حکم ماننے والے ہوئے ہیں تم ان کی نسلوں سے ہو۔ ان کے

ماننے والے ہو (بہر حال پوری نسل انسانی جو بھی قیامت تک ہوگی) ان سب کے لیے حکم ہے کہ اب تمام دین اور شریعتیں منسوخ ہوچکی ہیں فلاح پانے کے لیے صرف اور صرف دین اسلام میں داخل ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کرو کیوں کہ یہ کائنات خود بخود عالم وجود میں نہیں آئی اور ہر چیز کا ایک موجد ہوتا ہے پھر اتنی بڑی کائنات کا بنانے والا میں ہوں تم اپنی اپنی زبان میں کسی نام سے پکارو میں تمھاری خلوص نیت اور سارے ارادوں سے واقف ہوں۔ اسی لیے ساری کائنات کے مالک و خالق کو اللہ کے نام سے یاد کرتے ہیں کہ یہ اس کا پسندیدہ نام ہے اور اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کی بھلائی کے لیے اور ان کی رہبری و رہنمائی کے لیے اور ان کو گمراہی سے نکال کر راہ مستقیم پر عمل کرنے کے لیے اپنے قرب و عرفان کے لیے کہ میرا بندہ مجھ کو جانے اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے بندوں پر احسان عظیم کیا کہ ساری دنیا یعنی سارے انسانوں کی ہدایت کے لیے اپنے محبوب رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے انسانوں کی رہبری و رہنمائی کے لیے بھیجا ہے اور اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا یہ خاتم الانبیاء ہیں۔

(۱) ـــــ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ط

ترجمہ :۔ اے محبوب آپ لوگوں سے فرمائیں میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں (پارہ ۹ سورہ اعراف آیت ۱۵۸)

(۲) ـــــ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ط

ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا گواہ ہے (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۷۹)۔ اللہ تعالیٰ نے سارے

انسانوں کو مخاطب کر کے فرمایا خاص کر مسلمانوں کو مخاطب کیا ہے کہ جس کو بھی میری محبّت کا دعویٰ ہے وہ میری محبّت اور رضا حاصل کرنے کے لیے اپنی محبّت کا ثبوت دیں یعنی میرے پیارے حبیب حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دل و جان سے چاہیں۔ ان کی محبت و عشق ایمان ہے خلوص نیّت سے ان کی اطاعت و پیروی کریں جو دل و جان سے ان کی پیروی نہیں کرتا۔ ان سے محبت نہیں کرتا تو میری محبت کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے۔ اگر اپنی صداقت کا ثبوت پیش کرتا ہے تو بلا حیل و حجّت حکم الٰہی مان کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری فرمانبداری کر۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ ترجمہ:۔ اے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے فرمائیں۔ کہ لوگو اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو۔ تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمھیں دوست رکھے گا۔ اور تمھارے گناہ بخشدے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۳۱) اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار نبوّت سے لے کر قیامت تک کوئی بھی انسان جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے گا اس کی نجات نہیں ہو گی وہ دوزخ میں جائے گا اگر دوزخ سے نجات حاصل کر کے جنت میں جانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا حکم مان کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور مسلمان ہونے کے بعد دل و جان سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہے اور مسلمان ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے مسلمان بنایا اور اب خلوص و محبّت سے اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بغیر کسی کی نجات نہیں خواہ وہ اپنے کو کتنا ہی عبادت کرنے

والا اور اللہ تعالیٰ کا مقرب خیال کرے یہ خوش فہمی ہے حکم الہٰی سب پر فوقیت رکھتا ہے سارے دنیا کے دین منسوخ سارے عبادت کے طور طریقے منسوخ اب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی قابل قبول طریقہ ہے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر دل و جان سے ان کی پیروی کرنا اور ان کے بتلائے ہوئے طریقے پر اللہ تعالی کی عبادت کرنا ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چاہت

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے نبی کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم سے قریب تر ہو جاؤں جیسا کہ تمھارا کلام تمھاری زبان سے قریب تر ہے یا جس طرح تمھارے دل کے خیالات تمھارے دل سے یا تمھاری رُوح تمھارے بدن سے یا جس طرح تمھاری روشنیٔ چشم تمھاری آنکھوں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے ربّ میں یہی چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔ تب تمھیں یہی نسبت حاصل ہوجائے گی۔ (حوالہ کتاب راحت القلوب سترھواں باب ص ۲۶۶)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام حیات ظاہری کے ساتھ زندہ ہوتے تو ان کے لیے بھی میری پیروی کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا (شرح مسلم شریف حصّہ اوّل کتاب الایمان ص ۳۵۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا ــــ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نکاح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ جنت میں سب کے باپ ہوں گے میرا باپ کون ہے ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جنّت میں تمھاری والدہ کا نکاح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کردوں گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا " اے اللہ بیٹا باپ کا وارث ہوتا ہے اس لیے مجھ کو بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ملنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ باپ کے وصال سے پہلے میراث جائز نہیں اس لیے میں تم کو آسمان پر اُٹھالوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ یہاں تک ان کا وصال ہوجائے پھر آخر زمانے میں جب کہ دجال خروج کرے گا اور تمھارے باپ کے طریقے کو لوگ چھوڑ دیں گے اس وقت میں تم کو زمین پر بھیج دوں گا تاکہ تم دجال کو قتل کرو اور اس کے پاس تمھارے باپ کی اُمّت کا مال ہوگا وہ مال تم اس سے لے لینا کہ وہ تمھاری میراث ہے اور ان کے فرائض و سنن جمع کرنا اس طرح جو میراث تم چاہتے ہو وہ تم کو مل جائے گی۔ (حوالہ کتاب انیس الجلیس، حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی دین کے فرائض و سنن کو جمع کریں گے حضور ہی کے دین پر عمل کریں گے اور لوگوں سے بھی عمل کرائیں گے اور کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ہی پڑھیں گے اور پڑھائیں گے اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی

اشاعت کریں گے اور تبلیغ ہوگی جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد کے دین کی اشاعت کی بعینہ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں گے اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرہ مبارک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دفن کرنے کے لیے آگاہ فرمایا ہے کہ وہ میرے پاس دفن ہوں گے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ ان کو سُولی چڑھا سکے (پارہ ۶ سورہ النساء آیت ۱۵۷) اسی لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی بن کر دین پر عمل کریں گے۔ حدیث شریف :۔ حضرت الزبیر بن بکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے خدیجہ تمھیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت میں میرا نکاح مریم بنت عمران یعنی والدہ حضرت عیسی علیہ السلام۔ اُم کلثوم ہمشیرہ موسیٰ علیہ السلام اور آسیہ زوجہ فرعون سے کر دیا ہے اور تم بھی ان کے ساتھ ہوگی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "کیا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر کر دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر کردی ہے "حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مبارک ہو۔ (تفسیر رُوح البیان پارہ بیس ص ۸۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نُور اقدس سے بنایا اور عالم اِرواح ہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں اور سارے انبیاء کرام کے سردار ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سے زیادہ بہتر اور افضل و اعلیٰ کوئی نہیں ہے آپ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر اعلیٰ ہیں۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح سے زیادہ پاک رُوح کسی فرشتے جن اور انسان کی نہیں۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رُوح القدس یعنی پاک رُوح ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح خود ان نیک اور برگزیدہ و بزرگ خواتین کے ساتھ کر دیا ہے۔ (جس کا حوالہ اس سے قبل درج ہوچکا ہے)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر بغیر ایمان لائے جو مرے وہ دوزخی ہے

حدیث شریف :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس کی قسم کوئی زندہ یہودی، یا عیسائی میرا نام سن لے اور پھر مجھ پر ایمان لائے بغیر مرجائے وہ دوزخی ہوگا۔ (مشکوہ شریف باب کتاب الایمان) جب یہودی و نصاریٰ یعنی عیسائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سُن کر آپ پر ایمان نہ لائیں اور مرجائیں تو دوزخی ہیں۔ جب کہ یہود و نصاریٰ اہل کتاب ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہودیوں اور عیسائیوں کو ایمان لانا فرض عین ہے تو دوسرے دین و مذاہب کے لوگ تو ان سے کم درجہ کے ہیں کیوں کہ یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم ہیں یعنی بنی اسرائیل جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت نبی ہیں اور جلیل القدر نبی ہیں ان کی قوم کے لیے بھی حکم ہے اور عیسائی جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے نبی کی اُمّت ہیں ان کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پائیں تو ان پر ایمان لائیں اور ان کا حکم مانیں تو پھر دیگر مذاہب کے

لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر بغیر ایمان لائے مر جائیں تو وہ بھی دوزخی ہوں گے تو جو اہل کتاب نہیں ان کی نجات ہی نہیں۔ ان کو اپنی بخشش و نجات کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنتے ہی ایمان لانا چاہیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار نبوّت کے بعد جتنے یہودی عیسائی یا کوئی بھی غیر مسلم ہو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے یہ حکم الٰہی ہے۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کچھ بات نہیں کرتے تھے جب تک وحی یا القا منجانب اللہ تعالیٰ نہ ہو اور جو یہودی و عیسائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار نبوت سے لے کر قیامت تک ہوں گے ان کی کوئی نجات و بخشش نہیں ان کی نیکیوں کا صلہ اللہ تعالیٰ اسی دنیا میں دیدیگا اور یہ اس دنیا میں نیکیوں کا بدلہ لے کر آرام و آسائشیں کرلیں آخرت میں ان کا کوئی حصّہ نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی فضیلت

(۱) حدیث شریف :۔ حضرت ابی بردہ سے روایت ہے کہ اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب لوگ سجدے کے لیے بلائے جائیں گے اور کفار سجدہ کرنے کی طاقت نہ رکھ سکیں گے اور میری اُمّت تمام اُمتیوں سے پہلے ہی دو لمبے سجدے کرے گی۔ پھر میری اُمت سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اپنے سر اٹھاؤ البتہ تمہارے دشمن یہود و نصاریٰ کو آگ کے لیے تمہارا بدل بنا دیا۔

(۲) حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو مسلمانوں میں سے ہر ایک کو یہود و نصاریٰ میں سے ایک شخص دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ آگ کے لیے تمہاری طرف سے فدیہ ہے

(مسند امام اعظم حدیث ا ح ۳۸۸، ۲ ح ۳۸۹ صفحہ نمبر ۳۱۱، ۳۱۲)

(۳) حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بروز قیامت اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی ان میں سے ۸۰ صفیں میری اُمت کی (چالیس باقی دیگر انبیاء کرام کی اُمتیں ہوں گیں مسند امام اعظم ح ۳ صفحہ ۳۱۲۔ ۳۱۳)

بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہونا

جنت میں ستر ہزار آدمی بغیر حساب و کتاب کے داخل ہوں گے

(۱) حدیث شریف :۔ حضرت ابی امامہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری اُمت سے ستر ہزار افراد کو جنت میں بغیر حساب (حساب و کتاب) کے داخل فرمائے گا اور ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار کو داخل کرے گا۔ نیز اللہ تعالیٰ اپنی مٹھیوں میں سے تین مٹھیاں اور بھی جنت میں ڈال دے گا (حوالہ شرح صحیح مسلم شریف جلد دوئم۔ کتاب المساجد ص ا۵)

(۲) حدیث شریف :۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس میں ستر ہزار کے بخشش کے بعد یہ الفاظ اور ہیں اور جو ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہوں گے یہاں تک کہ ان کے پہلے سے آخر تک سب جنت میں داخل ہوجائیں گے اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے (بخاری شریف کتاب الرقاق صف ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۹)

حساب قبر ان شخصوں سے بھی نہیں ہوتا ہے

(۱) ـــــ نبی، شہید، جہاد کی تیاری کرنے والا، طاعون میں مرنے والا طاعون

میں صبر کرنے والا یعنی صابر، ہر رات سورہ ملک پڑھنے والا، چھوٹے بچے، جمعہ کے دن یا رات میں مرنے ولا، مرض موت میں قل ھواللہ پڑھنے والا (شرح مشکوٰۃ شریف جلد اوّل ص ۱۲۵ عذاب القبر)

صدیقین یعنی اولیاء اللہ سے بھی سوال نہ ہوگا

آیت کا ترجمہ:۔ جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے۔ تو انھیں ان کا ساتھ ملے گا۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے انبیاء کرام صدیقین یعنی اولیاء کرام شہداء اور صالحین یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۶۹) اس آیت سے بات صاف اور واضح ہوگئی کہ صدیقین یعنی اولیاء اللہ کا مقام شہداء سے بڑا ہے قرطبی کہتے ہیں جب شہیدوں سے سوال نہیں ہوگا تو صدیقین ان سے مرتبے میں اعلیٰ ہیں بلکہ ایک وہ شخص جس نے جہاد بھی نہ کیا ہو بلکہ محض اپنے گھر بار کو چھوڑ کر سرحد کی حفاظت کو آیا۔ تو وہ بھی سوال سے محفوظ رہے گا۔ حکیم ترمذی نے صراحت کردی کہ صدیقین سے سوال نہ ہوگا اللہ تعالیٰ کی مشیّت یہ ہے کہ کچھ لوگوں کا وہ مرتبہ اتنا بلند فرما دے کہ ان کو سوال قبر سے مستثنیٰ کر دے۔ جیسے صدیقین یعنی اولیاء اللہ اور شہداء کرام (حوالہ کتاب شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور صفحہ ۱۴۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کار

اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکّہ شریف میں سب لوگوں کو دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ جو دعوت دین قبول کر کے مسلمان ہوجاتا تھا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیعت لیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا محبّت و عرفان حاصل کرنے کے لیے میری (حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کی اطاعت خلوص و محبت کے ساتھ دل و جان سے اور میرے ہی طریقے پر اللہ تعالیٰ کی عبادت خلوص و محبت سے اور دین پر ثابت قدم رہو گے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اور محبوب ہو جاؤ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بیعت ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ اے میرے محبوب جو تمھاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے ہی بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۰) اور جن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام حدیبہ میں بیعت کی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ یقیناً راضی ہوگیا اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے جب وہ بیعت کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس درخت کے نیچے (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۸) حدیث شریف حضرت ولید بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے بیعت کی۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات سنیں گے۔ خواہ خوشی کی ہو یا غمی کی۔ اور حاکم سے حکومت کے لیے نہیں لڑیں گے اور حق پر قائم رہیں گے اور حق بات کہیں گے۔ خواہ کسی جگہ پر ہوں اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے (بخاری شریف جلد سوئم کتاب الاحکام)

حدیث شریف :۔ حضرت عوف بن مالک فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ نو آدمی یا آٹھ آدمی، یا سات آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بیعت نہیں کرتے۔ ہم نے بیعت کے لیے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور فرمایا کہ کس امر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کریں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان امور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔ اور پانچوں نمازیں پڑھو۔ احکام سنو اور مانو (مسلم، ابو داؤد، اور نسائی نے روایت کیا ہے) حدیث شریف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوط پکڑو اور دانت سے مضبوط پکڑو (مشکواۃ شریف جلد اوّل باب الاعتصام۔) حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر خلفاء راشدین نے سلسلہ بیعت کو اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس طریقہ کار کو فروغ دیا ملّت اسلامیہ میں بیعت طریقت کے نام سے موجود ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کا شہداء اُحد کی قبروں پر جانا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع شروع میں صحابہ کرام کو قبروں پر جانے سے منع کیا تھا کیوں کہ جو قبریں اس وقت تک تھیں وہ یہود و نصاریٰ کی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا جب وصال ہوا تو صحابہ کے مزاروں پر جانے کی اجازت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اور پھر صحابہ کرام کے مزاروں پر صحابہ کرام جاتے رہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں صحابہ کرام کے مزاروں پر گئے اور ہر سال شُہداء اُحد کے مزاروں پر جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہر سال شُہداء اُحد کے مزاروں پر جاتے رہے اور مزارات پر جب حاضر ہوتے تو پہلے سلام کرتے۔

آیت کریمہ :۔ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ط

ترجمہ :۔ سلام ہو تم پر (اہل قبور پر) تم نے صبر کیا پس اچھا گھر آخرت کا ہے

(پارہ ۱۳ سورہ الرعد آیت ۲۴) (حوالہ کے لیے دیکھیے تفسیر الجامع الاحکام القرآن قرطبی مطبوعہ مصر قاہرہ جلد ۹ صفحہ ۳۱۳ مولفہ عبد اللہ بن محمد بن احمد الانصاریؒ القرطبی نیز تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد پنجم ۵ ص ۲۰۰ مؤلفہ امام فخر الدین رازی مندرجہ بالا حوالے کتاب " گیارہویں شریف " مصنف حضرت علامہ الحاج صائم چشتی سے اخذ کیے گئے ہیں)

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے انبیاء کرام کو حیات ابدی عطا فرمائی ہے جس کو علماء کرام مشائخ عظام اور سب اہل علم جانتے ہیں اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں لاتعداد کتابیں موجود ہیں یہ علم تشنہ نہیں ہے جب صدیقین یعنی اولیاء اللہ اور شہید زندہ ہیں تو پھر انبیاء کرام کی حیات نہ ماننا کوئی دانشمندی نہیں روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ سیّد کی اولاد سیّد، پٹھان کی اولاد پٹھان، شیخ کی اولاد شیخ ہوتی ہے۔ گندم بونے سے گندم پیدا ہوتا ہے۔ آم کی گٹھلی سے آم پیدا ہوتا ہے۔ چراغ سے چراغ جلتا ہے۔ آگ سے لوہا لال ہوجاتا ہے یا کم آگ سے گرم ہوجاتا ہے۔ برف سے پانی ٹھنڈا ہوجاتا ہے۔ اسی طرح کی ہزاروں مثالیں ہیں۔ جیسے مٹی کی اینٹ و مٹی کے برتن کچی مٹی سے بنتے ہیں اور آگ میں پک کر آگ کی صفت قبول کرلیتے ہیں اور لال ہونے پر سرد ہوکر سخت ہوجاتے ہیں اب پانی ان کو گلا نہیں پاتا ہے۔ کیوں کہ آگ کی صحبت کی وجہ سے پختہ ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تھا اور کوئی نہ تھا اور کچھ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کے لیے اپنی

پہچان کے لیے تاکہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نُور سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا۔ یا اپنے نور سے ان کی تخلیق فرمائی غرض یہ کہ نُور اول ظہور اول عالم اِرواح سے ہی آپ کی ذات والا صفات ہے۔ اللہ تعالیٰ حی و قیوم ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ کا نُور بھی حیّ و قیوم ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب و حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی صفات حیّ و قیوم سے اس قدر متصف کیا کہ جو انسانی عقل و شعور سے بالاتر ہے۔ اس لیے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو لامحدود اوصاف اور خوبیوں سے نوازا یعنی متصف کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم اِرواح میں جب کہ کائنات کا وجود بھی نہ تھا اللہ تعالی کے قرب و حضور میں رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ساری کائنات وجود میں آئی اس وقت بھی عالم اِرواح میں اللہ تعالیٰ کے قرب و حضور میں رہے۔ اور جب معراج شریف میں اللہ تعالی کی بارگاہ میں شرف ملاقات حاصل ہوئی تو اللہ تعالی کے بالکل قریب ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **قاب قوسین او ادنیٰ** یعنی بالکل قریب ہوگئے۔ حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مدارج النبوت میں ذکر معراج شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے بالکل قریب ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مبارک پر رکھا جس کی ٹھنڈک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قلب اطہر میں محسوس فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ رکھنے کی برکت سے علم اوّلین و آخرین (یعنی جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ ہونے والا ہے یا ہوگا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوگیا (حوالہ کتاب مدارج النبوت حصّہ اوّل ص ۲۰۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ کے نُور ہیں جب

ظہور میں آئے تو نُور اور جب معراج میں پہنچے تو نُور علی نُور ہو گئے غرض کہ اللہ تعالیٰ کا یہ نُور جس طرح پہلے جلوہ افروز رہا اسی طرح ظہور کے وقت رہا اور اسی طرح اب بھی ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ تاباں رہے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات ہونے کا مزید ثبوت

پوری ملّت اسلامیہ اس بات کو جانتی ہے کہ انبیاء کرام کے بعد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ بزرگ کوئی نہیں ہے ان کی بزرگی برتری عظمت و فضیلت پوری ملّت میں سب سے زیادہ ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر قرب ان کو حاصل ہے کسی اور کو نہیں ان کی عظیم شخصیت ملّت اسلامیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری سے لے کر آج تک سب کے لیے قابل احترام و قابل تعظیم و توقیر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ ہیں ان کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عالم سے اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملے اور اہل جہاں کی چشم ظاہر سے پردہ فرمایا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اللہ حی و قیوم کی عبادت کرتے تھے اسی طرح اللہ حی و قیوم کی عبادت کریں گے تاکہ اطاعت و محبّت سے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل ہو۔ اب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد

آپ کو حیات اور مالک و مختار مان کر اپنے وصال سے قبل اکابرین صحابہ کرام کو بلا کر وصیت فرمائی کہ جب میرا وصال ہوجائے۔ تو میرے جنازے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ عالیہ پر لے جانا۔ اور مزار کے سامنے جنازہ رکھ کر عرض کرنا کہ السلام علیکم یا رسول اللہ اور کہنا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا ہے اگر اجازت ہوگئی تو دروازہ کھل جائے گا اور مجھ کو اندر لے جا کر دفن کر دینا ورنہ جنّت البقیع میں دفن کردینا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت پر عمل کیا گیا اور ابھی وہ کلمات پایہ تکمیل کو بھی نہ پہنچے تھے کہ دروازہ کھل گیا اور پردہ ہٹ گیا اور اندر سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کے پاس لاؤ۔ (سبحان اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا اس سے بڑا کیا ثبوت چاہیے (حوالہ کتاب شواہد النبوت اور سفینۃ اولیاء)۔ قارئین کرام حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خیال ہی نہیں بلکہ عمل آپ کے سامنے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں۔ کیوں کہ اجازت زندہ سے لی جاتی ہے مردہ سے نہیں لی جاتی ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تو سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ میں صحابہ کرام کی کثیر تعداد شامل رہی ہوگی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز لوگوں نے سنی جس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز عشرہ مبشرہ اصحاب صفہ نیز صحابہ کرام سب شامل تھے اگر صحابہ کرام کی کثیر شہادت کو کوئی نہ مانے اور انکار کرے تو یہ اس کا اپنا فعل ہے اور صحابہ کرام سے زیادہ ملّت میں کوئی بزرگ نہیں۔ اس کو اپنے گناہوں سے توبہ کرنی

چاہیے۔ اگر سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ یہ وصیت کرتے کہ مجھ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دفن کرنا تو لوگ اس ہدایت پر عمل کرتے لیکن آپ نے دنیا کو بتادیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح حیات ظاہری میں ملک و مختار رہے وہ اسی طرح آج بھی ہیں۔ جس طرح ان سے حیات ظاہری میں ملتے تھے۔ اس طرح وصال کے بعد ملنا چاہیے۔ جس طرح آپ حیات ظاہری میں نبی رہے اس طرح آج بھی نبی ہیں

(۲) ——— جب سرکار کائنات مختار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ کرام نے کہا کہ ان کی نماز جنازہ کون پڑھائے گا۔ تو امیر المومنین حضرت سیّدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ پر امامت کسی نے نہ کی اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح حیات ظاہری میں امام رہے اسی طرح بعد از وصال تمہارے امام ہیں اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے (حوالہ مدارج النبوت حصہ دوئم ص ۴۸۰)

(۳) ——— جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ وسلم کی قبر انور میں رکھا گیا تو دیکھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ مبارک جنبش کر رہے ہیں۔ تو صحابی نے کان لگا کر سنا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمتی اُمتی کہہ رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں معراج میں شب و روز نماز میں قبر انور میں۔ اس وقت سے حشر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کی بھلائی کے لیے بارگاہ ربّ العزت میں ہمیشہ دُعا کرتے رہے اور بخشش اُمّت کی دعا کر رہے ہیں۔ کیا کوئی مردہ دُعا کرتا ہے (حوالہ کتاب معارج النبوت اور مدارج النبوت)

(۴) ـــــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر حاضر ہوئے عرض کی " یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب تم اپنے نفسوں پر ظلم کر لو (اپنی جانوں پر ظلم کر لو یعنی تم سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے) تو جاؤ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجائیں اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور اے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے شفاعت فرمائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۶۴ دیکھیے) تو صحابی نے عرض کیا کہ میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے یعنی مجھ سے گناہ سرزد ہوگیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے آواز آئی جا تیری مغفرت ہو گئی (حوالہ کتاب شواہد النبوت ص ۱۸۹)

(۵) ـــــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے اور رات کو مزار کے قریب ہی آرام فرمانے لگے رات کو بھوک محسوس ہوئی۔ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کو روٹی عنایت فرمائی۔ تو آدھی روٹی کھا چکے تھے کہ آنکھ کھل گئی آنکھ کھلنے بعد آدھی روٹی بچی ہوئی تھی۔ وہ ان کے ہاتھ میں تھی (جذب القلوب ص ۲۴۰ اور حوالہ کتاب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم نور بخش توکلی)

(۶) ـــــ طبقات مناوی میں ہے کہ انھوں نے یہ واقعہ ابن باطیش مرحوم کی کتاب اثبات الکرامات سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دوران محصوری حضرت سیدنا عثمان

غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کرنے آیا۔ انھوں نے بھائی کہہ کر مجھے خوش آمدید کہا اور ارشاد فرمایا کہ میں نے امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کھڑکی میں دیکھا ہے اور آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ عثمانؓ ان لوگوں نے تجھے محصور کرلیا ہے اور میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف ایک ڈول بڑھایا جس میں پانی تھا۔ میں نے سیر ہوکر پیا۔ پھر ارشاد ہوا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کو مدد دی جائے۔ اور چاہیں تو افطاری ہمارے پاس کریں میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے پاس افطاری کرنے کو اختیار کرلیا۔ آپ پھر اسی دن شہید ہوگئے (حوالہ کتاب جامع کرامات الاولیاء عنوان حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کو جمال جہاں آراء بیداری میں دکھاتے ہیں ص ۴۳۳)

(۷)——حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ایک عظیم واقعہ ہے کہ جو ۵۵۷ھ میں وقوع پذیر ہوا ہے جس کی دنیا میں ایسی مثال نہیں ملتی اور دوست تو دوست غیر مسلموں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزے کا اعتراف کیا ہے یہ بادشاہ نورالدین زنگی کی دور حکومت کا ہے۔ اس کا پورا نام سلطان نور الدین محمود بن عماد الدین زنگی ہے۔ سلطان حسب معمول کھانا کھانے کے بعد خواب گاہ میں چلا گیا اور بستر پر لیٹنے کے بعد گہری نیند سوگیا۔ خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں کہ جلد مدینہ پہونچو اشارہ فرما رہے ہیں کہ دو آدمیوں کی طرف کہ جو کھڑے ہوئے ہیں ان کے شر کو ختم کرو۔ سلطان فوراً بیدار ہوگیا اور اس کے دل و دماغ پر ان دونوں شریر آدمیوں کی شکلیں نقش ہوگئیں اور ایسے محسوس کر رہا تھا کہ جیسے

ان کی آنکھوں کے سامنے ہوں سطان کا محل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی وجہ سے خوشبو سے مُعطر ہوگیا مگر سلطان بے چین تھا۔ اسی وقت سے تیاری کرنے لگا اور آخر رات تیز رفتار گھوڑے پر بیس خاص خدمت گاروں کے ساتھ کثیر مال و زر لے کر عازم مدینہ ہوا۔ یہ سفر بائیس دنوں کا تھا مگر سلطان اس تیز رفتاری کے ساتھ سفر کر رہا تھا کہ صرف سولہ دن میں شام کے وقت مدینہ منورہ پہونچ گیا سلطان نے فوری طور پر حکم جاری کر دیا کہ مدینہ کا ہر چھوٹا بڑا شہری حاضر ہوجائے سلطانی سخاوت سے اپنا حصّہ لے کر جائے۔ ہر شخص حاضر ہوا اور سلطان سے مل کر روانہ ہوگیا لیکن وہ دونوں شکلیں سلطان کو دکھائی نہ دیں۔ سلطان نے افسروں سے دریافت کیا کیا کوئی اہل مدینہ سے ایسا بھی ہے جو حاضر نہیں ہوا ہے۔ افسروں نے کہا ایسا کوئی نہیں بچا۔ لیکن دو عابد و زاہد ہیں جو چوبیس گھنٹے عبادت میں مصروف رہتے ہیں کسی سے بات نہیں کرتے کبھی اپنی آنکھ تک اوپر نہیں اٹھاتے۔ سلطان نے حکم دیا کہ ان دونوں کو فوراً حاضر کرو۔ جب وہ دونوں سامنے آئے تو بادشاہ نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا کہ یہ وہی شیطان ہیں جن کی شکل آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دکھائی تھی سلطان نُور الدین زنگی جو خود بھی بڑا عابد و زاہد تھا پوچھنے لگا کہ تم دونوں کہاں مقیم ہو وہ نظریں جھکا کر بڑے شیریں لہجے میں کہنے لگا کہ حجرہ شریف کی مغربی دیوار کی جانب سلطان نے ان دونوں کو اپنے افسروں کی تحویل میں دے کر خود بہ نفس نفیس اس مقام کی طرف روانہ ہوگیا۔ دیکھا کہ ایک طاق میں دو قرآن مجید اور اسلامی فقہ کی چند کتابیں رکھی ہوئی ہیں کچھ غلّہ اور ایک چٹائی پڑی ہوئی تھی۔ چٹائی پُرانی اور گندی اور ایسی بوسیدہ تھی کوئی بھی اس میں شک و شبہہ نہیں کرسکتا تھا۔ مگر نُورالدین

زنگی جو سلطان ہونے کے ساتھ ساتھ ولیؔ کامل بھی تھا۔ اپنے ہاتھ سے چٹائی ہٹا کر ایک طرف کیا تو وہاں ایک گہرا گڑھا برآمد ہوا جو خواب گاہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کُھلا ہوا تھا دوسری طرف خشک کنواں تھا جس میں گڑھے کی مٹی ڈالی جاتی تھی ان دونوں شیطانوں نے یہ سرنگ کھودی تھی جو سیدھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک تک جا پہونچی تھی۔ جس وقت سلطان نے اس سرنگ کا پتہ لگایا اگر اس رات باقی کھدائی جاری رہتی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں تک پہونچ چکے ہوتے لیکن اللہ تعالی کی قدرت عجیب ہے سارا راز کُھل گیا اور سلطان کی رگ رگ میں آگ لگ گئی وہ یہ بھی دیکھ رہے تھے جس روز سلطان شام کے وقت مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اس روز سلطان کے آنے سے پہلے ابر آیا، بارش ہونے لگی گرج و چمک نے وہ زور باندھا کہ زلزلہ عظیم پیدا ہوگیا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے مدینے کا کوئی بھی مکیںؔ نہیں بچے گا، اسی کیفیت میں سلطان شام کو پہونچ گیا اور سلطان نے دونوں کو بلایا اور پوچھا کہ کیا کر رہے تھے جب ان پر جبرؔ و تشدد ہوا تو بولنے لگے اور اقرار کیا کہ وہ عیسائی ہیں اور مغربی حاجیوں کے لباس میں یہاں داخل ہوئے ہیں۔ زر کثیر لے کر آئے تھے اور کسی حیلہ سے سرور کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کے جسم اطہر نکالنے کا کام سر انجام دے رہے تھے۔ سلطان نے ان کو قتل کرا دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے چاروں طرف گہری خندق کھدوا کر سیسہ پگھلا کر بھر دیا۔ (حوالہ کتاب جامع کرامات اولیاء کتاب آدم سے پہلے آدم کے بعد)

حیات بعد از وصال

(۱) ـــــ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ترجمہ:۔ اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے فضل کیا ہے نبین یعنی انبیاء کرام، صدیقین یعنی اولیاء کرام اور شہید یعنی شہداء کرام اور صالحین کا یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۶۹)

(۲) ـــــ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ترجمہ:۔ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے جائیں۔ انھیں مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمھیں شعور نہیں (پارہ ۲ سورہ البقرہ ۱۵۴) اسی سلسلے میں آیت ذیل بھی ہے

(۳) ـــــ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ o ترجمہ:۔ جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انھیں مردہ ہرگز خیال نہ کرو۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور روزی پاتے ہیں (پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۶۹) پارہ ۵ سورہ النساء کی جو آیت ۱۶۹ درج ہے اس میں اس بات کی صاف صاف تشریح موجود ہے کہ سب سے بڑا مقام انبیاء کرام کا ہے اور انبیاء کرام کے بعد صدیقین یعنی اُولیاء کرام کا مقام ہے اور ان کے بعد شہداء کرام کا مقام ہے اور ان کے بعد صالحین کا مقام ہے۔ سورہ البقرہ کی آیت ۱۵۴ میں اس بات کی طرف اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توجہ مبذول کرا رہا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیے جائیں ان کو مردہ نہ کہو۔ وہ زندہ ہیں جس کا شعور ہم لوگوں کو نہیں دیا گیا۔ جب شہداء

کرام کی زندگی کا شعور ہم لوگوں کو نہیں تو پھر اُولیاء اللہ کی زندگی کا شعور کیسے ہوسکتا ہے اور انبیاء کرام کا تو بہت مُبلند و بالا مقام ہے اور پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۶۹ اور انبیاء کرام کے بعد صدیقین یعنی اُولیاء اکرام کا مقام ہے اور ان کے بعد شہداء کرام کا مقام ہے اور ان کے بعد صالحین کا مقام ہے سورہ البقرہ آیت ۱۵۱ اس بات کی طرف اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توجہ کو مبذول کرا رہا ہے جو اللہ کی راہ میں شہید کیے جائیں ان کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں جس کا شعور ہم لوگوں کو نہیں دیا گیا جب شہداء کرام کی زندگی کا شعور ہم لوگوں کو نہیں تو پھر اُولیاء اللہ کی زندگی کا شعور کیسے ہو سکتا ہے اور انبیاء کرام کا تو بہت مُبلند و بالا مقام ہے اور پارہ ۶ سورہ آل عمران ۱۳۹ میں تو یہ بھی اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ وہ رب کے پاس زندہ ہیں اور روزی پاتے ہیں اس بات سے صاف واضح ہو گیا کہ روزی مردوں کو نہیں ملتی ہے بلکہ روزی زندوں کو ملتی ہے جب شہید زندہ ہیں تو اُولیاء اللہ زندہ ہیں اور نبیوں کا تو بہت بلند و بالا مقام ہے جیسا کہ پہلے بھی تحریر ہو چکا ہے۔ کہ انبیاء کرام زندہ ہیں حدیث شریف اللہ کے نبی زندہ ہیں اور روزی دیئے جاتے ہیں (مشکوٰۃ شریف جلد دوئم۔ باب جمعہ) اب بات صاف واضح ہو گئی کہ انبیاء کرام زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو روزی دیتا ہے جس طرح شہداء کرام اُولیاء کرام کی زندگی کا ہمیں شعور نہیں دیا گیا تو پھر انبیاء کرام کی زندگی کا شعور ہمیں کیسے آسکتا ہے حدیث شریف :۔ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں (جذب القلوب باب ۱۴، ۲۰۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج شریف میں تشریف لے گئے تو سارے انبیاء کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا امام بنایا اور وہ سب مقتدی بنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔

اس بات سے بھی صاف ظاہر ہوگیا ہے کہ نبی زندہ ہیں اسی لیے نماز پڑھی۔ مُردہ نماز نہیں پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ انبیاء کرام کو جو حیات ظاہری میں قوتیں و صلاحیتیں عطا کرتا ہے وہ دنیا سے پردہ کرنے کے بعد بھی انبیاء کرام کے پاس ہوتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان پر گئے تو انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں اور صلاحیتوں کی وجہ سے آسمان پر اپنے اپنے مقام پر موجود ہوگئے اور یہاں بھی انبیاء کرام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اسی ضمن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُمّت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس وقت کی نمازوں کا حکم دیا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار نمازوں کو کم کرانے کے لیے کہا اور بارگاہ الٰہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرض کرتے رہے رفتہ رفتہ پچاس وقت کی نماز کی جگہ پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں اور اس سے بڑا ثبوت حیات انبیاء کرام کا کیا چاہیے۔ آیت کا ترجمہ اور تم میں اللہ کے رسول ہیں۔ (پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۰۱) ہیں موجود کے لیے بولتے ہیں جیسا کہ کلمہ طیبہ کا ترجمہ ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ترجمہ :۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جس طرح وہ حیات ظاہری میں رہے اسی طرح وصال کے بعد حیات اِبدی جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی اس کی وجہ سے زندہ ہیں اور حیات ہیں

آیت :۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ترجمہ :۔ یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے بھی زیادہ مالک ہیں۔ (پارہ ۲۱ سورہ احزاب آیت ۶) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اوصاف و خوبی عطا فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کی جان کا ان سے زیادہ مالک بنا

دیا۔ جس طرح حیات ظاہری میں مالک رہے اسی طرح اب بھی مالک ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ مالک ہی رہیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ میں مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہوں اور اللہ تعالیٰ میرا مولا ہے اور میں تمام مومنین کا مولا ہوں (حوالہ کتاب معارج النبوت حصہ سوئم " عنوان حجتہ الوداع ص ۴۷۱) اللہ تعالیٰ نے اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام امتیوں اور مومنین کا مولا بنایا کہ اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا جس کی شہادت قرآن شریف و حدیث شریف، صحابہ کرام، اولیاء اللہ، مشائخ عظام اور علماء کرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنی محبّت کی وجہ سے اس قدر خوبیوں سے نوازا اور اس قدر بلند و بالا مقام عطا فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک وقت اللہ کے اس قدر قریب ہوتا ہوں کہ نبی مرسل اور مقرب فرشتوں کی رسائی نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی خوبیوں اور اوصاف سے نوازا ہے تب ہی تو اللہ تعالیٰ کے اس قدر قرب و حضور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسائی ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام جب معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے اور سدرۃ المنتہیٰ پر حضرت جبرائیل رُک گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اللہ تعالیٰ کے حدود متعینہ سے بال برابر بھی آگے گیا تو میرے پر جل جائیں گے۔" جب کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام صاحب عزّت و توقیر فرشتے ہیں اور رُوح الامین ہیں اور نُوری مخلوق ہیں۔ اسی طرح قرآن شریف پارہ ۲۳ سورہ ص " میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے بنایا اور پھر ان کے جسم میں اپنی رُوح پھونکی اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

میں نے آدم کو اپنی شکل پر بنایا اور صفت پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو افضل الانبیاء ہیں ان کو بھی اپنی ہی صورت و سیرت اور صفت کا بہترین مظہر بنایا۔ ان کو رؤف الرحیم، رحمت اللعالمین، اور اپنی صفت حیؔ و قیوم سے متصف کیا جس طرح اللہ حی و قیوم اپنی ذات سے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول کو اپنی صفت حی و قیوم سے اس قدر متصف کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات ابدی اور بعد از وصال بھی حاصل ہے اور آپ کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں مٹی پھینکی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ مٹی اے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پھینکی بلکہ میں نے پھینکی تھی اور جب لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت نہیں کر رہے تھے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۰) اور اللہ تعالیٰ اول و آخر، ظاہر و باطن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود ہے اور شہہ رگ سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے راضی ہوجاتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی سماعت بن جاتا ہے جس سے وہ سُنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے (بخاری شریف تیسری جلد کتاب الرقاق) آپ لوگوں سے استدعا ہے کہ غور کرو سوچو کہ کائنات میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے زیادہ کون افضل ہے اور کون ان سے زیادہ اللہ

تعالیٰ کا محبوب و مطلوب ہے ان تمام تفصیلات کے بعد بھی سمجھ نہ آئے تو اللہ تعالیٰ سے سمجھ کی توفیق مانگو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا مقام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جس کی شہادت قرآن شریف، حدیث شریف اور تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام ہیں۔ قرآن شریف میں خاتم النبین لکھا ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور فرمایا کہ عنقریب تیس کاذب یعنی جھوٹے نبی پیدا ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے (بخاری شریف جلد دوئم کتاب الانبیاء) مدعیان نبوت مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ خویلد رسدی ہوئے ہیں اور سجاح بنت الحارث مدعیہ نبوت ہوئی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے واصل جہنم کیا صحابہ کرام نے ان سے اسی لیے جنگ کی ہے کہ جو بھی دعویٰ نبوّت کرے گا وہ کاذب یعنی جھوٹا ہے ان کاذبوں کا تذکرہ تمام سیرت النبی کی کتابوں میں موجود ہے اس لیے فیصلہ ہوگیا کہ قیامت تک جو بھی دعویٰ نبوّت کریں گے وہ جھوٹا نبوّت کا دعویٰ کرے گا۔ جیسے بہاؤ الدین ایرانی اور غلام احمد قادیانی بھی کاذب نبی ہوئے ہیں صحابہ کرام کا مقام انبیاء کرام کے بعد ہے اور اللہ تعالیٰ سے یہ راضی اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی اسی لیے ان کو رضی اللہ تعالی عنہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا ہے۔ ان سب نے اپنی جان عزیز کو اللہ کے لیے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر فروخت کردیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنا اللہ تعالیٰ سے ہی بیعت کرنا ہے اور سارے

صحابہ کرام کی تعلیم و تربیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کی بلا فصل سب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رشد و ہدایت اور اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان کا علم حاصل کیا ان سب صحابہ کرام میں اصحاب صفہ افضل ہیں۔ بلا فصل تو سب ہی ہیں۔ لیکن یہ سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہیں اور ان میں عشرہ مبشرہ افضل ہیں اور ان میں خلفاء راشدین افضل ہیں اور یہ سب بلا فصل خلیفہ ہیں کیوں کہ ان کے درمیان اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی بھی حائل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا ان کو خلیفہ بنایا۔ کیوں کہ جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے وہی رسول اللہ کی مرضی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر حکم الٰہی کے اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرتے تھے اب صحابہ کرام کے فضیلت کے متعلق جو آیات قرآنیہ و احادیث ہیں یہاں درج کی جارہی ہیں۔ کیوں کہ سب سے بہترین پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ان کی بہترین پیروی کی دلیل یعنی برہان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

آیت کا ترجمہ :۔ اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے اور جو میری ہدایت کا پیرو ہو۔ تو اسے نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ غم (پارہ ۱ سورہ البقرہ آیت ۳۵)

آیت کا ترجمہ :۔ بے شک اللہ تعالیٰ مومنین سے ضرور راضی ہوا۔ جب محبوب تم سے درخت کے نیچے بیعت کرتے تھے (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۸)

(۱) حدیث شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کرام مثل ستاروں کے ہیں (انجم ہیں) تم جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے (کتاب الشفاء باب سوئم۔ فصل ۵)

تشریح:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کی اتنی عمدہ اور بہترین تربیت کی اور تعلیم دی کہ ان میں سے کسی کی پیروی کی جائے تو اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا اس لیے صحابہ کرام پر اعتراض حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض اللہ تعالی پر اعتراض ہے یہ حدیث شریف پڑھ کر فیصلہ کریں کہ صحابہ کرام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تو بہت بڑا اور اعلیٰ و ارفع مقام ہے جو کسی بھی اُولیاء اللہ کو برا کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں یعنی اولیاء اللہ کی دشمنی یا اُولیاء کو اللہ کو بُرا کہنے سے اللہ کا دشمن یعنی اللہ کا باغی ہوجاتا ہے (بخاری شریف تیسری جلد کتاب الرقاق) پھر صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین میں کسی قسم کا عیب بیان کرنے والا کب دین دار رہا یعنی جو اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول کی بات نہ جانے اور انکار کرے یا عظمت صحابہ کرام اور عظمت اُولیاء کرام میں نقص نکالے اور اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم کی پرواہ نہ کرے " اس کے لیے آپ سب مسلمان خود فیصلہ کریں کہ ایسے گمراہ کی پیروی اور ان سے تعلق کیسا ہے "

(۲) حدیث شریف:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کرام کو گالی نہ دو۔ بے شک آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو میرے صحابہ کرام کو گالی دے گی پس تم ان کا جنازہ نہ پڑھو اور اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نکاح کرو۔ اگر یہ بیمار ہوں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرو (حوالہ کتاب الشفاء باب ۳ فصل ۹ صفحہ ۴۰)

(۳) حدیث شریف:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ میرے بعد ان کو نشانہ نہ بناؤ۔ اب جو ان کو

دوست رکھے گا وہ میری محبّت کی وجہ سے دوست رکھے گا۔ اور جو ان کو تکلیف دے گا وہ مجھ کو تکلیف دے گا اور جس نے مجھ کو تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔ عنقریب وہ اس کو پکڑے گا (کتاب الشفاء باب ۳ فصل ۵)

(۴) حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میرے اصحاب کو گالی دے گا۔ اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اور اللہ تعالیٰ اس کے فرض و نوافل کو قبول نہ کرے گا۔ (کتاب الشفاء باب ۳ فصل ۵)

(۵) حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد پیروی کرو ابوبکر صدیقؓ اور عمرؓ کی۔ (کتاب الشفاء باب سوئم فصل ۵)

(۶) حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ابوبکرؓ سے راضی ہوا تم بھی ان کو پہچان لو۔ اے لوگو میں عمرؓ، عثمان غنیؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سفیہؓ، سعیدؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ سے راضی ہوں۔ تم بھی اے لوگوں ان کو پہچان لو۔ اے لوگوں بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل بدر اور اہل حدیبیہ کو بخش دیا ہے (کتاب الشفاء باب ۳ فصل ۵)

(۷) حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو تمام جہاں پر پسند کرلیا ہے سوائے نبیوں اور مرسلوں کے اور ان میں سے میرے لئے چار پسند کیے۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم پس ان کو میرے اصحاب میں بہتر پایا اور میرے تمام صحابہ میں بہتری ہے (کتاب الشفاء باب ۳ فصل ۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ اہل بیت، ازواج مطہرات۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بالخصوص اصحاب صفہ، عشرہ مبشرہ اور خلفاء راشدین اور اولیاء اللہ کو جو بُرا کہتا یا اشارہ و کنایہ سے ان میں کوئی

نقص بیان کرتا ہے یا ان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی بھی صحابہ کرام میں کوئی عیب بیان کرتا ہے یا نقص تلاش کرتا ہے ایسے شخص کا ایمان قطعی طور پر ناقص ہے۔ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ ابو جہل آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کہا کہ آپ کا چہرہ اچھا نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں عیب بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ اس کے جانے کے بعد حضور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ بہت ہی خوبصورت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ابوجہل کو کہا کہ تو سچ کہتا ہے اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سچ کہتے ہیں اس میں کیا راز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے صحابیو۔ بات دراصل یہ ہے کہ مومن ایک دوسرے کے لیے آئینہ ہوتا ہے ابوجہل کا باطن خراب ہونے کی وجہ سے اس نے اپنی ہی شکل کا جب پرتو یعنی عکس دیکھا تو اس کو خراب نظر آیا اور اس نے عیب بیان کیا اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باطن اچھا تھا اس لیے انھوں نے اچھا دیکھا اور تعریف کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام نہایت ہی ارفع واعلیٰ ہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کا باطن ان کا کردار ان کا عمل ان کی تعلیم اس قدر مُصفّیٰ یعنی صاف سُتھری ہے جن کا ابوجہل جیسا باطن ہے اس لیے ان کو ان نفوس قدسیہ کی تعلیم و تربیت اور عملی زندگی

میں عیب نظر آتا ہے۔ جب کہ یہ اطاعت اور محبّت رسول اللہ علیہ وسلم میں ساری زندگی بسر کرتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ اطاعت اور محبت رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی وجہ سے راضی ہوجائے وہ کس طرح غلط کرسکتے ہیں۔ ان میں عیب بیان کرنے والوں کے ایمان میں نقص ہے ان سے احتیاط کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاعت کی اجازت

حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام بنی نوع انسانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھے شفاعت کی اجازت دی گئی ہے (حوالہ بخاری شریف جلد اول کتاب الصلوۃ باب ۲۹، حدیث نمبر ۴۲۲) حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سب جنوں اور انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (کتاب الوفاء ص ۳۲۲) اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اپنا خلیفہ اور نبی بنایا پھر حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھ کو سجدہ کرو۔ اگر اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے بجائے یہ فرماتا کہ مجھے سجدہ کرو تو ابلیس لاتعداد سجدے کرتا اللہ تعالیٰ کو اپنے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام کی عظمت مخلوق کو بتلانا مقصود تھی اس لیے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام کو حکم الہٰی کے تحت سجدہ کرنا اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہونا ہوا۔ دنیاوی مثال بھی ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ جو جس کا خلیفہ ہوتا ہے یعنی نائب ہے تو اس نائب یعنی جانشین میں اس جیسی خوبیاں ضرور ہوتی ہیں جس کا وہ خلیفہ یعنی نائب یا جانشین ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ

کے خلیفہ اعظم و رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی صورت و صفت اور ذات و صفات کا مظہر اعلیٰ بنایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و توقیر سارے انسانوں کو بتانے کے لیے کہ یہ میرے حبیب ہیں اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف سے سارے اختیارات عطا فرمائے۔ نیز اپنے محبوب کو اس قدر شرف و بزرگی بخشی اور ارفع و اعلیٰ مقام عطا فرمایا جو عام انسانوں کی عقل و شعور سے بالا تر ہے جب سب انسانوں کو شہید کی زندگی کا شعور نہیں تو حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا شعور کس طرح آسکتا ہے مولانا احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

محب و محبوب میں نہیں میرا تیرا

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خلیفہ و رسول بنا کر مالک و مختار بنایا جو اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا مالک و مختار ہو اس کی عظمت و فضیلت اور مقام کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں دشمنوں کی جانب مٹی پھینکی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محبوب وہ مٹی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینکی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی ہے (پارہ ۹ سورہ انفال آیت ۱۷) آیت کا ترجمہ :۔ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے ہیں وہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۰) اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کے لیے اللہ تعالیٰ کے اجازت یافتہ بھی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اللہ تعالیٰ کی شفاعت ہے اللہ تعالیٰ خود ہی گناہگاروں کو حکم دے رہا ہے (قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ اے لوگو جب تم اپنی جانوں پر

ظلم کرلو یعنی تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو جاؤ میرے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہو اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لیے شفاعت فرمائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۶۴) اس آیت کا ذکر کتاب میں مناسب جگہوں پر ہو چکا ہے اور ہوگا شفاعت کی تفصیل کے لیے یہاں اس کا ذکر کیا گیا ہے حدیث شریف میں مختلف جگہوں پر مختلف تشریحات و تفصیلات موجود ہیں لیکن حکم الٰہی کو سب پر فوقیت و فضیلت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہر جگہ ہر موقع پر قبول فرمائی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شافع محشر ہیں حشر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سب کے کام آئے گی۔

(۱) حدیث شریف :۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری شفاعت میری اُمت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہوگی (شرح مسلم شریف جلد اول کتاب الایمان ص ۳۲۵)

(۲) حدیث شریف :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے لیے ایک خاص دُعا ہوتی ہے (اس نبی کی دُعا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حتمی طور پر قبول فرماتا ہے) اور ہر نبی نے اپنی اس دُعا کو مانگ کر خرچ کرلیا۔ اور میں نے قیامت کے دن اپنی اُمت کی شفاعت کرنے کے لیے اس دُعا کو محفوظ رکھا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ میری شفاعت اُمت کے ہر اس فرد کے لیے ہوگی جس نے شرک نہیں کیا (شرح مسلم شریف جلد اوّل کتاب الایمان ص ۳۵۹،۳۶۰)

حدیث شریف :- روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مُنکر کے سوا میری ساری اُمت جنّت میں جائے گی صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ مُنکر کون ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری فرمانبرداری کی وہ جنّت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی وہ مُنکر ہوا (مشکواۃ شریف جلد اوّل باب الاعتصام صفحہ ۳۲،) حدیث شریف :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی وجہ سے بعض مسلمان بغیر حساب جنّت میں داخل کر دیئے جائیں گے یہ شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے۔ (شرح مسلم شریف جلد اول کتاب الایمان صفحہ ۳۲۶) حدیث شریف :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے والوں کے لیے حضور شفاعت فرمائیں گے اور یہ شفاعت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے (شرح مسلم شریف جلد اول کتاب الایمان صفحہ ۳۲۶) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام وہ مقام محمود ہے جس پر فائز ہونے کے سبب سے اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کی وجہ سے جہنمیوں کو جہنم سے نکال لے گا (شرح مسلم شریف کتاب الایمان صفحہ ۳۳۸)

(۱) حدیث شفاعت :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اولاد آدم کو قبروں سے باہر نکالے گا۔ ان سب میں سب سے پہلے میں قبر سے نکلنے والا ہوں اور میں ان کا قائد ہوں۔ جب وہ وفد بنا کر جائیں گے تو میں ان کا خطیب ہوں۔ اور جب وہ خاموش ہوں گے تو میں ان کو خوشخبری سنانے والا ہوں۔ جب وہ ناامید ہوں گے تو میں ان کا شفارشی ہوں۔ جب وہ میدان حشر میں آئیں گے اور کرم کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اپنے ربّ کے

یہاں تمام اولاد آدم سے مکرّم تر ہوں۔ اس کا مجھے فخر نہیں۔ میرے لیے ہزار خدام آئے ہوں گے۔ گویا وہ خالص موتی ہیں (پارہ ۲۶ تفسیر روح البیان ص ۳۹۴)

مندرجہ بالا حدیث کتاب الوفا ص ۴۲۴ پر بھی موجود ہے اس میں ہے کہ

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں سب لوگوں سے اوّل ہوں قبر سے نکلنے والوں میں۔ جب کہ لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائے گا اور میں ان کا واحد ترجمان ہوں گا۔ جب کہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں گے۔ میں ان سب کی طرف سے وکالت کرنے والا ہوں گا۔ جب کہ وہ مہر بلب ہوجائیں گے اور میں ان کی شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ جب کہ ان کو میدان حشر میں روک دیا جائے گا اور میں ہی ان کو بشارت دینے والا ہوں گا جب کہ وہ فلاح اور نجات سے ناامید ہوجائیں گے سب خزانوں کی چابیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی اور میں ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام اولاد آدم علیہ السلام سے زیادہ مکرّم و معظم ہوں۔ میری بارگاہ میں ہزار خادم خدمت گذاری کے لیے دوڑے پھر رہے ہوں گے گویا وہ سفید چمکدار موتی ہیں جن کو پردوں میں چھپا کر رکھا گیا ہے یا لولو آبدار ہیں جو ابھی کان سے باہر آتے ہیں۔ (حوالہ کتاب الوفا ۴۲۴)

(۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں اور حضرت عیسیٰ کلمۃ اللہ اور رُوح اللہ ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منصب و مرتبہ خصوصی عطا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساری

اولاد آدم بروز قیامت میرے سوائے سیادت اور علم قیادت کے نیچے لشکروں اور سپاہیوں کی مانند جمع ہوں گے اور میں پہلا نبی و رسول ہوں گا جس کے لیے جنّت کا دروازہ کھولا جائے گا۔ (کتاب الوفا ص ۴۲۵، ۴۲۶) حدیث شریف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اہل جہاں بالخصوص انبیاء و مرسلین میں سے چن لیا ہے اور پسند فرما لیا ہے (کتاب الوفا ص ۴۲۷)

قیامت کے دن
حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ

حدیث شریف :۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا اور وہ لوگ قیامت کی پریشانیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے ہم کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کرنے کے لیے لاتے ہیں تاکہ وہ ہم کو محشر کی پریشانیوں سے نجات دلائے۔ پھر وہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے کہ آپ ہماری شفاعت فرمائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام اس موقع پر ان لوگوں سے معذرت کریں گے اور فرمائیں گے کہ تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پھر یہ سب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اپنی شفاعت کے لیے عرض کریں گے اور حضرت نوح علیہ السلام بھی شفاعت سے معذرت کریں گے۔ اور فرمائیں گے کہ تم سب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پھر یہ سب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور اپنی شفاعت کے متعلق عرض

کریں گے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی معذرت کر کے فرمائیں گے کہ تم سب لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ پھر یہ سب لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور اپنی شفاعت کے لیے عرض کریں گے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی معذرت فرمائیں گے اور فرمائیں گے کہ تم سب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پھر یہ سب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ اور اپنی شفاعت کے متعلق عرض کریں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ یہ میرا منصب نہیں البتہ تم سب لوگ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر یہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ پھر میں اپنے ربّ سے شفاعت کی اجازت حاصل کروں گا پھر جب میں اسے دیکھوں گا تو میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ جب تک چاہیے گا مجھے اس حال میں رہنے دے گا پھر فرمائے گا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اٹھائیے مانگئے جو کچھ مانگنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ مانگیں گے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا جائے گا۔ شفاعت کیجیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول کی جائے گی پھر میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کروں گا۔ اللہ تعالیٰ جو اس وقت مجھے تعلیم دے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا۔ (حوالہ شرح مسلم شریف کتاب الایمان حدیث شریف ۳۸۳ حصّہ اوّل صفحہ ۳۳۹ تا ۳۴۲ اور بخاری شریف جلد سوئم کتاب الرقاق حدیث ۱۳۸۳ ص ۵۳۱ تا ۵۳۲)

(۲) حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام لوگ میری شفاعت کے محتاج ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی (پارہ ۲۲ تفسیر رُوح البیان ص ۳۸۶) یہ حدیث شریف اس سے قبل بھی تحریر کی جاچکی ہے یہاں معلومات کے لیے دوبارہ تحریر کی جا رہی ہے۔

(۳) حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا۔ اور میں اس پر فخر نہیں کرتا۔ قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا اس دن تمام نبی میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ میں تمام رسولوں کا قائد ہوں میں اس پر فخر نہیں کرتا (شرح مسلم شریف جلد اوّل کتاب الایمان ص ۳۵۰) یہ حدیث شریف اس سے قبل بھی تحریر ہوچکی ہے۔

(۱) حوالہ اللہ تعالیٰ کا فرمان :۔ اے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت سن لو میرے غضب سے میری رحمت سبقت لے گئی ہے میں نے تمھیں بے مانگے دے دیا ہے اور میں نے تمھیں بخشدیا جو بھی میرے یہاں حاضر ہوا اور اسے میری توحید اور میرے محبوب کی رسالت کا یقین اور اقرار ہے تو میں اسے بہشت میں داخل کروں گا (پارہ ۲۰ تفسیر روح البیان ص ۱۵۱، ۱۵۲)

(۲) حوالہ اللہ تعالیٰ کا فرمان :۔ یاد رکھو قیامت میں میرے یہاں جو بھی میرے محبوب کا منکر آئے گا میں اسے جہنم میں داخل کروں گا وہ میرا خلیل ابراہیم ہو یا موسیٰ کلیم علی نبینا و علیہما السلام (پارہ ۲۰ تفسیر روح البیان ص ۱۵۲)

(۳) حوالہ :۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے مولا تیرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام مجھے اپنی عزّت و جلال کی قسم میں نے ان سے مکرّم تر کوئی

نہیں پیدا کیا۔ عرش پر ان کا نام میں نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے جب کہ دو ہزار سال سے پہلے میں نے آسمان و زمین، سورج اور چاند پیدا بھی نہیں کیے تھے مجھے اپنی عزّت و جلال کی قسم میں نے بہشت لوگوں پر حرام کردی ہے جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت اس میں داخل نہ ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اُمّت محمد صلی اللہ وسلم کون ہے اللہ تعالی نے فرمایا کہ وہ ہر وقت میری حمد و ثناء کریں گے اور ہر وقت چوکس رہیں گے اور اپنے اس کام کو پاک رکھیں گے اور دن کو روزے رکھیں گے اور رات کو بیدار رہیں گے۔ ان کی معمولی سی معمولی نیکی بھی قبول کرونگا اور کلمہ لَآاِلٰہَ اِلاَّ اللہُ کی سچی گواہی پر انھیں بہشت میں داخل کر دوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ مجھے اس اُمّت کا نبی بنا دے۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام اس اُمّت کے نبی میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ عرض کی تو مجھے اس نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّتی بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے آپ کو پہلے پیدا فرمایا اور ان کی پیدائش میں سینکڑوں سال دیر ہے لیکن دار الجلال میں آپ کی ان سے ملاقات کراؤں گا (پارہ ۲۰ تفسیر رُوح البیان ص ۱۵۲،۱۵۳)

حدیث شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ

نام ہیں:-

(۱) محمد ۰ (۲) احمد ہوں (۳) اور ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر مٹاتا ہے (۴) اور میں حاشر ہوں کہ لوگوں کا حشر میرے قدموں میں فرمایا جائیگا (۵) اور میں عاقب یعنی آخری نبی ہوں

(بخاری شریف جلد دوئم کتاب الانبیاء حدیث ۴۴، ص ۳۳)

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزارِ اقدس

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہی حجرہ مبارک میں آرام فرما ہیں اور اس حجرہ شریف میں اوپر چھت بنی ہوئی ہے اگر چھت والی عمارت میں دفن کرنا منع ہوتا تو صحابہ کرام پہلے چھت کو گرا دیتے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کرتے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم منع فرما دیتے کہ مجھ کو چھت والی عمارت میں دفن نہ کرنا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حجرہ میں دفن کیا گیا جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہائش تھی۔ پھر حضرت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے وصیت فرمائی کہ میرے جنازے کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف پر لے جانا اور اجازت لینا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں اور دروازہ کھُل جائے تو پھر دفن کرنا۔ دروازہ عمارت میں ہی لگتا ہے۔ بغیر دیوار کے دروازہ نہیں لگتا پھر آپ جب دفن ہوئے تب بھی چھت موجود تھی۔ پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حجرہ یعنی مقبرہ کو اپنے دور خلافت میں کچی اینٹوں کی گول دیوار کھینچوادی پھر سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے تمام صحابہ کرام کی موجودگی میں اس عمارت کو نہایت مضبوط بنایا۔ اور اس میں پتھر لگوائے غرض یہ کہ روضہ مُطہرہ کو صحابہ کرام نے بنوایا۔ اور حالات زمانہ کے تحت اور محبت "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کی خاطر ہر خلیفہ نے اپنے اپنے وقتوں میں جس طرح سے بھی ہوسکا مقبرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعمیری کاموں میں اضافہ کیا۔ (جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ۵۵ھ میں جمال الدین اصفہانی نے

علماء کرام کی موجودگی میں صندل کی لکڑی کی جالی اس دیوار کے آس پاس بنوائی۔ اسی طرح گنبد میں بھی تعمیری کام ہوتا رہا ۶۷۸ھ میں سلطان قلاوٗن صالحی نے یہ گنبد سبز کرا دیا اور اس وقت سے اب تک یہ سبز رنگ ہی کیا جاتا ہے (حوالہ کتاب جاء الحق حصہ اوّل ص ۲۸۳،۲۸۵)

(۱) مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز باب الدفن میں ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان ابن فطعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن فرمایا اور ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نصب کیا اور فرمایا کہ ہم اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اور اسی جگہ اپنے اہل بیت کو بعد وصال دفن کریں گے۔

(۲) بخاری شریف کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر میں تعلیقاً ہے حضرت خارجہ فرماتے ہیں ہم زمانہ عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ میں تھے ہم میں بڑا کودنے والا وہ تھا جو عثمان ابن فطعون کی قبر کو چھلانگ جاتا۔ مشکوٰۃ کی روایت سے معلوم ہوا عثمان ابن فطعون کی قبر کے سرہانے پتھر تھا بخاری کی روایت سے معلوم ہوا کہ عثمان ابن فطعون کا تعویذ اس پتھر کا تھا۔ مطلب یہ کہ ساری قبر پتھر کی تھی۔ حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان قائم رکھنے کے لیے قبر کچھ اونچی کر دی جائے یا پتھر وغیرہ سے پختہ کر دی جائے تو جائز ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے (حوالہ کتاب جاء الحق حصہ اوّل ص ۲۸۳)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے صحابہ کرام کو بلا کر وصیت فرمائی۔ جن میں حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمایاں ہیں۔ جب میرا وصال ہوجائے تو میرا تابوت جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف پر لے جانا اور دروازے پر رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرنا " اَلسَّلامُ علیکُم یَا رَسُولَ اللہ " یہ ابوبکر آستانہ عالیہ پر حاضر ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مل جائے اور دروازہ کُھل جائے تو اندر لیجا کر دفن کردینا ورنہ جنت البقیع میں لے جا کر دفن کردینا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت پر عمل کیا گیا تو ابھی وہ کلمات ختم بھی نہ ہوئے تھے کہ پردہ ہٹا اور آواز کان میں آئی کہ دوست کو دوست کے پاس لے آؤ (حوالہ سفینۃ الاولیاء حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت سے یہ باتیں ثابت ہوئیں کہ

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں اسی لیے آپ نے اجازت مانگی

(۲) وصال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم صاحب اختیار ہیں اسی لیے آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اجازت طلب کی

ورنہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ فرماتے کہ مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دفن کردو۔ آپ خلیفہ تھے آپ کے حکم کی تعمیل ضرور بالضرور ہوتی لیکن آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال کے بعد بھی صاحب اختیار مانا ہے "

(۳) آپ نے صحابہ کرامؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرنے کے لیے یہ کہا " اَلسَّلامُ عَلَیکُم یَا رَسُولَ اللّٰہِ " اس سے یہ بات صاف عیاں ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلفاء راشدین اور

صحابہ کرام " یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " کہتے تھے جو لوگ " یَا رَسُولَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم " کے الفاظ کا انکار کرتے ہیں وہ قرآن شریف کا انکار کرتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف کا حوالہ موجود ہے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیاء کرام کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سب سے بہتر و افضل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین صحابی ہیں اور آپ خود " یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " کہہ رہے ہیں اور صحابہ کرامؓ کو بھی یہی نصیحت و تعلیم دے رہے ہیں کہ میرے وصال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں عرض کرنا کہ " السلام علیکم " " یا رسول اللہ " ابوبکرؓ آستانہ عالیہ پر حاضر ہے " کیا کوئی خلفاء راشدین سے زیادہ ظَاہِرِی وَ بَاطِنِی علم رکھتا ہے ؟ اگر یَا رَسُولَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا ناجائز ہوتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی بھی اس بات کی تعلیم نہ دیتے اور نہ اجازت دیتے اور نہ کوئی صحابی اس پر عمل کرتا۔

(۴) حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ میں صحابہ کرام کثیر تعداد میں موجود تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اجازت دینا اتنے بڑے مجمع عام میں کسی شہادت کا محتاج نہیں ہے۔ یہ واقعہ بہت سی کتابوں میں درج ہے اور اس واقعہ کا تذکرہ اسی کتاب کے عنوان " حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم " میں بھی درج ہے اب بھی کسی کو " یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ " یعنی 'یَارَسُولَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے پر انکار ہے تو وہ قرآن شریف کا انکار کرتا ہے اور قرآن شریف کا انکار کرنے والا اپنے متعلق خود فیصلہ کرے کہ منکر قرآن کون ہے ؟ قرآن شریف کی آیت :۔ **مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہُ**

ترجمہ :۔ جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم

مانا (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۸۰) اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم اور رسول اللہ کو پکارنا اللہ تعالیٰ کو پکارنا ہے۔

درود و سلام

آیت:۔ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

ترجمہ:۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرّم پر۔ اے ایمان والوں تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرو۔ (بڑے ادب و محبت سے) سلام عرض کیا کرو (پارہ ۲۲ سورہ احزاب آیت ۵۶)

مندرجہ بالا آیت سے یہ بات صاف صاف واضح ہو گئی اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اللہ تعالیٰ کی محبت اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے فرشتے بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں چوں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے بہت محبت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام دل و جان سے چاہتے تھے لہٰذا درود و سلام کے معاملہ میں وہ صف اوّل میں ہیں چوں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی زبان عربی تھی اور وہ سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل و جان سے اطاعت کرنے والے اور جان و مال سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرنے والے تھے اسی لیے انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر وقت درود و سلام کے لیے یہ جملہ منتخب کرلیا۔ اور اس وقت سے لے کر آج تک پوری ملّت اسلامیہ میں یہ جملہ رائج ہے خواہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جائے یا کتابوں میں لکھا جائے ہر جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کا سلسلہ اس وقت سے جاری ہے وہ جملہ یہ ہے

"صلی اللہ علیہ وسلم" اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہو اور سلام ہو اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سب لوگ درود و سلام پڑھتے اور عرض کرتے ہیں یہ سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہوا ہے اور رہے گا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے قریب تر ہونے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کرو (کتاب راحت القلوب باب ۱، ص ۲۶۶)

درود و سلام کی مزید تشریح

آیت:۔ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡھِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّھِمۡ وَ رَحۡمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُھۡتَدُوۡنَ

ترجمہ:۔ یہی وہ خوش نصیب ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے درودیں ہیں جن پر ان کے رب کی طرح طرح کی نوازشیں ہیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ سیدھی راہ پر ثابت قدم ہیں ہدایت یافتہ ہیں (پارہ ۲ سورہ البقرہ آیت ۱۵۷)

مندرجہ بالا آیت میں واضح طور پر صلوات کا لفظ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ بندوں پر درود ہے

آیت:۔ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ط

ترجمہ:۔ فرمائیے سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور سلام ہو اس کے ان بندوں پر جنھیں اس نے چن لیا ہے (پارہ ۱۹ سورہ النمل آیت ۵۹) اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام ہے اور اس سے قبل جو آیت ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ بندوں پر درودیں ہیں اس سے بات بالکل واضح ہوگئی کہ ایک آیت میں لفظ

صلوٰت اور دوسری آیت میں لفظ "سلّمُ" ہے اب اہل علم خود فیصلہ فرمائیں درود شریف الگ ہے اور سلام الگ ہے اور درودِ ابراہیمی سلام کی جگہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرمادیتے۔

نماز میں درود و سلام

نماز میں درود شریف الگ اور سلام الگ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج شریف میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئے تو خلوص و محبت کا نذرانہ پیش کیا۔ اَلتَّحیاتُ لِلّٰہِ وَصَّلَوٰتُ وَاطَّیِّبٰتُ ط ترجمہ:۔ اے اللہ میری تمام زبانی قولی بدنی "فعلی" اور "مالی" عبادتیں سب تیرے لیے ہیں اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر کہا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ط ترجمہ:۔ اے نبی تم پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں بھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمت بہت ہی پیاری ہے اس لیے اس کو نہیں بھولے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا یہ سلام اور رحمتیں اور برکتیں صحابہ کرام صدیقین شہداء، صالحین تک پر ہوں اَلسَّلَامُ عَلَینَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِینَ ط ترجمہ:۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر یعنی صالحین پر۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کی جانب سے قربانی بارگاہ الٰہی میں پیش کی۔ اس قربانی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت صحابہ کرام جو اس وقت وصال کرچکے تھے ان کو اس کا ثواب ملا اور جو صحابہ کرام حیات تھے ان کو بھی اس کا ثواب ملا۔ اس وقت سے لے کر قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بھی اُمتی ہوگا اس کو یہ ثواب ملے گا۔ بعینہ نماز میں جو اللہ تعالیٰ کا سلام اور رحمتیں اور برکتیں ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے اُمتیوں کے لیے ہے جو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات ظاہری میں رہے یا بعد میں ہوئے اور قیامت تک ہونے والے صالحین کے لیے ہے۔ یہ بات صاف اور واضح طور پر ہے کہ درُود ابراہیمی سلام نہیں ہے جو لوگ اتنی واضح دلیل قرآن شریف اور حدیث شریف کی نا مانیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ کی توفیق عطا کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت اور زیادہ کریں۔ آمین ۔ درُود سلام پڑھنے کا حکم اللہ تعالیٰ کا ہے اس لیے اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت اور عزّت و توقیر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کثّرت سے درُود و سلام پڑھنا چاہیے۔

درُود و سلام پڑھنے کا صحیح طریقہ

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ O ترجمہ ۔ اور سلام ہو سب رسولوں پر (پارہ ۲۳ سورہ الصفت آیت ۱۸۱) حدیث شریف ۔ روایت ہے سراء بن عازب سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں۔ قبر میں مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں پھر فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ تیرا ربّ کون ہے وہ کہتا ہے میرا ربّ اللہ ہے پھر کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر وہ کہتے ہیں کہ " یہ کون صاحب " ہیں جو تم میں بھیجے گئے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو اس کو عذاب نہیں ہوتا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (مشکواۃ شریف باب عذاب قبر) مشکواۃ شریف عذاب قبر کی کئی حدیثوں میں یہ لفظ موجود ہے **هٰذَا الرَّجُل** اس کی تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی ہے کسی راوی کی تفسیر نہیں۔ ورنہ وہ رسول اللہ یا نبی اللہ فرماتے اور **هٰذَا الرَّجُل** سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مقصود ہے (مشکواۃ شریف شرح

حصہ اوّل ص ۱۲۸ عذاب قبر) میت اپنی قبر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے اور فرمائے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں اور جب میّت دیکھتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیکھتے ہیں میت کو۔ جب اللہ تعالیٰ اس قدر قدرت والا ہے کہ قبر کی میّت کے لیے قبر سے مدینہ منورہ تک یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور تک جگہ کشادہ ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم میّت کو دیکھتے ہیں اور میت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتی ہے اسی لیے حکم ہے کہ مومن کی فراست سے بچو۔ مومن اللہ کے نُور سے دیکھتا ہے اسی لیے درودؔ و سلام پڑھتے وقت مومنین اور اُولیاء اللہ کھڑے ہوکر سلام پڑھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر اولیٰ ہیں کیوں کہ حدیث شریف میں ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبّت کرتا ہے تو اس کی سماعت بن جاتا ہے۔ جس سے وہ سنتا ہے اس کی بصارت بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے اس کا پیر بن جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے (بخاری شریف تیسری جلد کتاب الرقاق) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا کون محبوب ہے جب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۰)

آیت :۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ترجمہ :۔ جس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی

(پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۸۰)

آیت کا ترجمہ :۔ اے لوگوں ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور عزت کرو اور توقیر کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۹)

آیت کا ترجمہ :۔ عزت اللہ کے لیے ہے اور اس کے رسول کے لیے اور مومنین کے لیے مگر اس کا علم منافق نہیں رکھتے۔ (پارہ ۲۸ سورہ منافقون آیت ۸)

اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت عزّت و توقیر کرنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عزّت و توقیر کرنا ہے۔ اسی لیے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے درُود و سلام پڑھتے ہیں تو کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں اور یہ درُود و سلام نماز سے علیحدہ ہے اور مُنافقوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت و توقیر کا صحیح علم نہیں ہے۔ سہولت کے لیے کتاب اخبار الاخیار کا حوالہ پیش خدمت ہے۔

حوالہ :۔ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اڑتیس سال کی عمر میں ۹۹۶ھ میں حجاز گئے وہاں کے محدثین سے بخاری و مسلم اور قرآن شریف و حدیث شریف کا علم وہاں مکمل کیا جب عالم دین ہوگئے اور حج کے فریضہ سے ادائیگی کرنے کے بعد پورا الکتاب علم کرلیا تو آپ اپنے شیخ کے حکم سے ان کی زیر نگرانی حرم کے ایک حجرہ میں عبادت و ریاضت میں مصروف ہوگئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت عشق تھا اور دیار محبوب میں برہنہ پا رہتے تھے اور چار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور ۹۹۹ھ میں ہندوستان کی واپسی بغداد کے راستہ سے ہوئی آپ اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہیں کہ اے اللہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے۔ جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں۔ میرا اعمال میں

فساد نیت موجود رہتی ہے۔ البتہ مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر میں کھڑے ہوکر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی و انکساری اور محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتا رہا ہوں اے اللہ وہ کون سا مقام ہے جہاں میلاد مبارک سے زیادہ تیری خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لیے اے ارحم الراحمین مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی بیکار (رائیگاں نہ جائے گا۔ بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اس کے ذریعہ دُعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوسکتی (حوالہ کتاب اخبار الاخیار مصنف حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی) اس کتاب کا سال تصنیف ۹۹۹ھ ہے اس کتاب میں ۹۹۹ھ میں ان کی دُعا لکھی گئی یہ دور حکومت مغلیہ کا تھا اور آپ نے مدینہ منورہ اور مکہ مُعظمہ میں دین کی تعلیم پوری کی اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مکہ مُعظمہ اور مدینہ منورہ میں صلوٰت و سلام یعنی درود و سلام پڑھنے کا طریقہ جو رائج تھا اسی طریقہ کو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بیان کیا اور اپنی دعا میں بھی اظہار کیا اگر کوئی اور طریقہ ہوتا تو ضرور بالضرور ان کا ذکر فرماتے تمام مندرجہ بالا قرآن شریف کی آیات اور حدیث شریف اور حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کے حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ درود ابراہیمی درود و سلام میں پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لوگوں کی اپنی اختراع ہے اس کا احسن و اعلیٰ یعنی بہترین طریقہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی محبت میں کھڑے ہوکر درود و سلام پڑھا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی ہیں جس کا ذکر تمام دینی کتابوں میں کثرت سے موجود ہے کہ جب درود و سلام پڑھا

جاتا ہے تو ان کی نظریں اس درود و سلام پڑھنے والے پر پڑتی ہیں اور ہمارے درودؐ و سلام کو سنتے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی بھی دورد پڑھتا ہے تو فرشتے درود شریف پڑھنے والے کے پاس حاضر ہوجاتے ہیں فرشتے سنتے اور دیکھتے ہیں اس لیے وہ حاضر ہوتے ہیں اور پھر یہ درود بارگاہ الٰہی میں لے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ درودؐ پھر بارگاہ رسالت میں پیش کیا جاتا ہے "جس طرح شاہی دربار میں نذرانہ" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی جس طرح عالم ارواح میں حیات رہے پھر اس دنیا میں حیات رہے اور اب بعد وصال بھی حیات ہیں اور نبی کی ذات فرشتوں سے افضل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات والا صفات ہے جس کی وجہ سے جن کے نورؐ سے جن کے خاطر پوری کائنات تشکیل دی گئ ہے اسی لیے حدیث قدسی میں ہے اے جبیب اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو یہ کائنات ہی نہ بناتا۔ یہ حدیث شریف اکثر دینی کتابوں میں درج ہے۔ آپ کی سہولت کے لیے درج کی جا رہی ہیں

(۱) حدیث لَوْلَاکَ لَمَا اَظْہَرْتُ الرُّبُوبِیَّۃَ ترجمہ:۔ اے محبوب اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت ظاہر نہ کرتا۔ ربّ العالمین نے اپنے کو ظاہر کرنے کے لیے رحمت اللعالمین کو عالم ظہور میں ظاہر کیا یعنی معبوث فرمایا۔ شرح بخاری حضرت امام قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب نورؐ محمدی کو پیدا کیا۔ تو اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم، نہ جنّت، نہ دوزخ، نہ کوئی فرشتہ، نہ آسمان، نہ زمین، نہ سورج، نہ چاند، نہ کوئی جن، نہ کوئی انسان نورؐ محمدی کو ساری کی ساری مخلوق پر تقدم حاصل ہے ہر کمال ہر جلال ہر جمال اسی نورؐ کی بدولت ہوا ہے۔

(۲) حضرت شیخ نجم الدین رازی نے اپنی مشہور و معروف کتاب مرصاد العباد میں فرماتے ہیں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خالق کائنات کا ارشاد مبارک یہ ہے کہ **لولاک لما خلقت الکونین** ترجمہ:۔ اے حبیب اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اظہار مقصود نہ ہوتا تو میں کائنات عالم کو پیدا ہی نہ کرتا (حوالہ کتاب آدم سے پہلے آدم کے بعد)

قرآن شریف کی کتابت

قرآن شریف اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل فرمایا پھر وہاں سے وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نازل ہوتا رہا یہاں تک کہ اس کی تکمیل ہوگئی جس کا علم اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو قرآن شریف حفظ کرایا اور صحابہ کرام میں ہزاروں کی تعداد میں حافظ قرآن ہوگئے۔ جنگ یمامہ میں کئی سو حفاظ کرام شہید ہوگئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر اسی طرح حافظ قرآن شہید ہوتے رہے تو بڑی مشکل آئے گی لہذا حافظین قرآن کی موجودگی میں قرآن شریف کو کتابی شکل میں محفوظ کرلیا جائے پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت سے حافظ قرآن کا انتخاب ہوا اور خلفاء راشدین کی موجودگی میں قرآن شریف کتابی شکل میں مرتب ہوگیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس قرآن شریف کی کتابت کرواکر ملک کے تمام گورنروں کو قرآن شریف پہنچادیا تاکہ تمام ملکوں میں رائج ہوجائے۔ ان کے بعد سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں جس جس کے پاس قرآن شریف الگ الگ کاغذ

کے پرچوں پر۔ چمڑوں پر لکھا ہوا تھا سب جمع کرا کر اپنے پاس محفوظ کرلیا اور جو قرآن شریف کتابی شکل میں مکمل ہوچکا تھا اسی کی کتابت کرواکر تمام صحابہ کرام میں جو نئے ملک فتح ہوئے تھے ان گورنروں کے پاس بھی بھجوادیے اسی لیے آپ جامع القرآن کہلاتے ہیں ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اسی قرآن شریف کی کتابت کرواکر مسلمانوں میں فروغ اسلام کے لیے تقسیم کیا (تفصیل کے لیے تفسیر ضیاء القرآن حصہ اوّل عنوان جمع قرآن مجید ص ۱۲ ملاحظہ فرمائیں)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار خواب میں

حدیث شریف :۔ مَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاٰی الحق ترجمہ :۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا

حدیث شریف :۔ مَنْ رانی فی الْمَنَام فَقَدْ رَاٰء نِیْ الحق ترجمہ :۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا بس ٹھیک مجھ ہی کو دیکھا

حدیث شریف :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے واقعی مجھے دیکھا۔ کیوں کہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا (یعنی شیطان میری شکل یا رُوپ میں نہیں آسکتا) اور جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں سمجھے (بخاری شریف جلد اوّل کتاب العلم ص ۱۴۲) بخاری شریف جلد سوئم میں بھی یہ حدیثیں موجود ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا۔ اس نے حق دیکھا یعنی واقعی مجھے دیکھا (حوالہ بخاری شریف جلد سوئم کتاب الادب اور کتاب التصیر)۔

حضرت امام بوصیری صاحب قصیدہ بردہ شریف رحمتہ اللہ علیہ ایک سچے عاشق رسول تھے۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ایک قصیدہ لکھا۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بوصیری میرا جو قیصدہ آج تم نے لکھا ہے وہ مجھے سناؤ امام بوصیری نے وہ قصیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام بوصیری کے جسم پر ہاتھ پھیر دیا۔ جس کی وجہ سے امام بوصیری کی تمام بیماریاں دور ہوگئیں اور ساتھ ہی انعام کے طور پر ایک چادر عنایت فرمائی۔ جب امام بوصیری بیدار ہوئے تو بالکل تندرست تھے بیماری کا کوئی نام و نشان نہ تھا اور جو چادر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور انعام عطا فرمائی تھی وہ بھی موجود تھی اس قصیدہ کو محبت و عشق سے پڑھنے والوں نے کافی فائدہ اٹھایا ہے مشکلیں بھی آسان ہوئیں اور بیماروں کو شفا بھی ہوئی حضرت امام بوصیری کا وصال ۶۹۴ھ میں ہوا اور قصیدہ بردہ شریف سے علماء کرام اچھی طرح واقف ہیں

(ماخوذ رز ماہانہ رسالہ فیض عالم ماہ ربیع الاخر ۱۴۱۵ھ ستمبر ۱۹۹۴ء جلد ۶ شمارہ ۴)

حضرت محمد ایوب ابوالموہب شاذلی رحمتہ اللہ علیہ آپ عظیم المرتبت عارفوں اور باعمل عالموں میں سے ایک ہیں۔ آپ خواب میں بڑی کثرت سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے اور کچھ حضرات سے یہ بھی روایت کی ہے کہ اکثر بیداری میں بھی آپ کو شرف دیدار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوا ہے آپ کہا کرتے تھے کہ میں نے سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں عرض کیا کہ لوگ میرے اس دیدار کرنے کی صحت کے قائل نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے جواباً فرمایا اللہ کریم کی عزت و عظمت کی قسم جو میرے دیدار کا انکار کرے گا یا جھٹلائے گا وہ یہودی، نصرانی یا مجوسی ہوکر مرے گا (حوالہ کتاب جامع کرامات اولیاء صفحہ ۹۰۰، ۱۰۰) ماننے اور نہ ماننے کا سلسلہ روز ازل سے شروع ہے حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالی نے اپنا خلیفہ یعنی نائب بنایا ہے اور حکم دیا کہ میرے خلیفہ کو سجدہ کرو حضرت آدم علیہ السلام کو جس نے سجدہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ہوگیا جس نے سجدے سے انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور سجدہ کا قائل تھا لیکن حضرت آدم علیہ السلام کی عظمت و توقیر اور سجدہ نہ کرنے کا صریحاً انکار کیا وہ مردود و ملعون ہوا۔ اسی طرح دور حاضر میں بھی ہے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اللہ تعالی کے رسول کی اتباع و پیروی دل و جان سے کی جائے لیکن دل کی گہرائیوں میں ڈوب کر خوب سنجیدگی و وضاحت سے فیصلہ کرو کہ کس حد تک تم اللہ تعالیٰ کا حکم مان کر رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول سے کس قدر محبت و عشق ہے خود فیصلہ کریں

شبہ کا ازالہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کیا ثبوت خواب میں جو دیدار ہوا کیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دیدار ہے یہ دلیلیں وہ لوگ پیش کرتے ہیں جن کی دینی معلومات کم ہے یا عظمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دلوں میں نہیں ہے جب حدیث شریف موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب میں جس نے میری زیارت کی اس نے حق دیکھا یعنی حقیقتاً مجھ کو ہی دیکھا اور حدیث شریف کا انکار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار اللہ تعالیٰ کا انکار ہے حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام نے دیکھا ان کی اتباع و پیروی کرکے اتباع در اتباع پیروی در پیروی دور حاضر میں علماء سُنت و الجماعت مرشدان کامل مشائخ عظام ہیں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم قران ناطق ہیں اور آپ سے یہ علم کتابی شکل میں عکس در عکس ہمارے پاس موجود ہے چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن ناطق ہیں اور قرآن شریف کتابی شکل میں ہے اور ہے "اصل" اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی سارے مسلمان دل و جان سے کرتے ہیں لیکن ان مسلمانوں اور علماء کرام و مشائخ عظام میں سب سے بہتر پیروی اس کی کہلائے گی جو سب سے زیادہ سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پابند ہو گا دل و جان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہتا ہو گا اتنی تفصیل لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار دیکھنے کے بعد شک و شبہ میں نہ پڑو صدق دل سے تسلیم کرلو کہ یہ دیدار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا دیدار ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تو بہت ہی ارفع و اعلیٰ مقام ہے اور آپ افضل الانبیاء ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سب سے افضل ہیں ان کو یہ مقام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق اور دل و جان سے اطاعت و پیروی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کی نسبت و تعلق کی وجہ سے شیخ کو یہ مقام اللہ کے فضل و کرم سے عطا ہوجاتا ہے کہ "شیخ کے مریدوں کے پاس شیطان اس کا شیخ یعنی مرشد بن کر نہیں آسکتا ہے" یہ حقیقت و مشاہدہ ہے یقین نہ آئے تو کسی شیخ کامل کے مرید ہوکر تجربہ کرلو۔ حقیقت عیاں ہوجائے گی پھر رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں شیطان آ ہی نہیں سکتا ہے۔

رسول اللہؐ کے دربار اقدس میں حاضری

آیت :۔ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ O ترجمہ :۔ اے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیے کہ لوگوں اگر تم اللہ تعالی کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ اللہ تعالی تمھیں دوست رکھے گا۔ اور تمھارے گناہ بخش دے گا اور اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے۔ (پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۳۱) اللہ تعالی اپنے محبوب کے ذریعے لوگوں کو آگاہ کر رہا ہے اور ان کی توجہ کو اس طرف مبذول کرا رہا ہے کہ اگر میری محبت تمھارے دلوں میں ہے تو میرے محبوب رسول کی فرمانبرداری کرو پھر اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا۔ جن کو اللہ تعالی سے محبت ہے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبّت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ اس لیے جس طرح اللہ تعالیٰ سے محبّت اور تعظیم و تکریم اللہ تعالیٰ کی کرنی ہے بعینہ اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول سے محبت کرنی ہے اور ان کے دربار عالی میں اسی طرح ادب و احترام محبت و خلوص سے حاضری دینی ہے جس طرح اللہ کی بارگاہ میں حاضری کے وقت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والوں کو اس قدر بلند و بالا مقام عطا فرماتا ہے جو انسانی شعور سے بالاتر ہیں اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی میں جس طرح حیات ظاہری میں حاضری دیتے تھے اسی طرح یہ سلسہ جاری ہے اور یہ سلسلہ محبّت و خلوص ادب و

احترام کا جو جاری ہے انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ جیسا کہ اس سے قبل تحریر ہوچکا ہے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی کہ میرے جنازے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر لے جانا اور یہ عرض کرنا السلام علیکم یا رسول اللہ آستانہ عالیہ پر ابوبکر حاضر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوست کو دوست کے پاس لاؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حیات ابدی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا چاہیے دربار میں حاضری کا طریقہ پہلے سلام کرو۔ پھر اجازت لو اور جس قدر ہوسکے ادب و احترام سے حاضری دیں۔

آیت :- اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ ترجمہ :- یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہیں (پارہ ۲۱ سورہ احزاب آیت ۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی جان کے ان سے زیادہ مالک ہیں اور غلام اپنے آقا کے سامنے کیسے حاضر ہو۔ جس قدر عاجزی و انکساری سے حاضر ہوگا اسی قدر مالک زیادہ چاہے گا۔

آیت :- اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۝ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَ تُوَقِّرُوْہُ ط

ترجمہ :- بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے (عذاب سے) ہر وقت ڈرانے والا تاکہ لوگو تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور عزّت کرو اور توقیر کرو رسول کی دل و جان سے (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۸ و ۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم صحابہ کرام نے حیات ظاہری میں کی اسی طرح وصال کے بعد حیات ابدی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی اب جب

بھی کوئی دربار رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و توقیر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نہایت ہی ادب و احترام سے دربار میں حاضر ہوں حکم ہے کہ جس طرح حیات ظاہری میں ادب و احترام کیا جاتا ہے اسی طرح بعد وصال حیات ابدی میں کیا جاتا ہے جب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت المقدس کے لوگوں نے صلح کرالی اور کعب احبار آکر مشرف با اسلام ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کعب احبار کے اسلام قبول کرلینے سے بے حد مسرت ہوئی۔ اور جب مدینہ واپسی کا ارادہ کیا تو آپ نے کعب احبار سے کہا کہ اگر چاہو تو ہمارے ساتھ مدینہ چلو اور سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرلو۔ کعب احبار نے کہا بہت خوب امیر المومنین میں ایسا ہی کروں گا جب مدینہ منورہ یہ لوگ تشریف لائے تو امیر المومنین نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہوکر سلام کیا (حوالہ کتاب راحت القلوب یعنی جذب القلوب ص ۱۱۱ باب ۱۵ صا ۲۳۱)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلال یہ کیا ظلم ہے کبھی ہماری زیارت کو نہیں آتے۔ بیدار ہونے کے بعد اسی وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سواری کے ذریعہ مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوگئے اور مدینہ پہونچ کر سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضری دی اشکبار ہوکر عاجزی کے ساتھ روئے اور اپنی پیشانی نیاز کو خاک پر رکھا۔

عبدالرزاق نے صحیح سندوں سے روایت کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ جب بھی کبھی سفر سے واپس آتے تھے تو پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر پہونچکر کہتے "السلام علیکم یارسول اللہ" السلام علیکم یا ابوبکر۔ السلام علیکم یا ابتاہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام نافع سے دریافت کیا۔ کیا تم نے یہ دیکھا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر سلام کرتے ہیں انھوں نے کہا ہاں میں نے سو بار سے زیادہ دیکھا ہے (حوالہ کتاب جذب القلوب باب ۱۵ ص ۲۳۰ ۲۳۲،۲۳۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خاتون جنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا حضور صلی علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضری دیتی تھیں خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہابرابر حاضری دیتی رہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد جب آپ کا مزار بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی بنا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا چادر اوڑھ کر جاتی تھیں اور کہتی تھیں کہ مجھ کو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیا یعنی شرم آتی ہے یعنی وصال کے بعد صاحب مزار کی تعظیم و تکریم کا یہ بہت بڑا ثبوت اور اہم مثال ہے۔ کیوں کہ مزار اور صاحب مزار کی تعظیم کی دلیل اس سے زیادہ کیا ہوسکتی ہے۔ حکم ہے کہ جب تم جنازہ دیکھو تو اس کی تعظیم میں کھڑے ہوجاؤ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّت کے اولیاء کرام اور مشائخ عظام کے مزار جس کہ اندر میت موجود ہے کیسی تعظیم کرنی چاہیے انبیاء کرام کا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے محبوب و حبیب ہیں اور امام الانبیاء ہیں رؤف الرحیم اور رحمۃ اللعالمین ہیں اللہ تعالیٰ کی برہان

یعنی دلیل ان کی اور ان کے مزار کی کیسی تعظیم کرنی چاہیے پھر اس اُمّت کے صحابہ کرام اور اُولیاء اللہ اور مشائخ عظام جن کے متعلق حدیث شریف ہے کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی اُمّت میں۔ اسی لیے مشائخ کی عزت و تعظیم جس طرح حیات میں کرتے ہیں اسی طرح وصال کے بعد حیات ابدی کی وجہ سے ان کی تعظیم و تکریم کی جاتی ہے اور انبیاء کرام، صحابہ کرام۔ اُولیاء اللہ اور مشائخ کے مزارات شعائرُ اللہ ہیں۔ مزارات انبیاء کرام پر سب لوگ حاضری دیتے رہے اگر یہ ناجائز بات ہوتی تو خلافت راشدہ ہی میں انبیاء کرام کے مزارات پر جانا منع ہوجاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو افضل الانبیاء ہیں

حدیث شریف دربار حضورؐ کی حاضری کے سلسلے میں

(۱) حدیث شریف :۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ کتاب الشفاء جذب القلوب)

(۲) حدیث شریف :۔ جس نے استطاعت پائی (یعنی جو صاحب استطاعت ہے) اور میری طرف وہ نہ آیا۔ اس نے یقیناً مجھ پر ظلم کیا۔ (کتاب الشفاء)

(۳) حدیث شریف :۔ جو شخص میری زیارت مدینہ میں ثواب کے لیے کرے۔ وہ میری پناہ میں ہوگا یا اس کا مرتبہ بڑا ہوگا۔ اور قیامت کے دن میں اس کا شفیع ہوں گا۔ (کتاب الشفاء)

(۴) حدیث شریف :۔ جس نے میری زیارت میرے وصال کے بعد کی۔ گویا اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی۔ (کتاب الشفاء)

(۵) حدیث شریف :۔ جو شخص صرف میری زیارت کے لیے آئے اور کوئی دنیاوی غرض نہ ہو تو ہم پر واجب ہے کہ ہم قیامت میں اس کے شفیع بنیں۔
(جذب القلوب باب ۴)

(۶) حدیث شریف:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میری قبر کی زیارت میرے وصال کے بعد میری صحبت کا حکم رکھتی ہے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا ثبوت ہے۔ (جذب القلوب باب ۱۴ ص ۲۰۵)

(۷) حدیث شریف:۔ جس شخص نے خانہ کعبہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (کتاب جذب القلوب باب ۱۴ ص ۲۰۶)

(۸) حدیث شریف:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری زیارت کرلے اور اس کو مقصود اصل سمجھے قیامت کے دن وہ میرا پڑوسی ہوگا۔ جو شخص حرم مکہ یا مدینہ میں انتقال کرے قیامت کے دن عذاب سے امن میں ہوگا۔ (جذب القلوب)

(۹) حدیث شریف:۔ اے اللہ میری قبر کو بُت نہ بنانا۔ کہ میرے بعد اس کی عبادت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا اس قوم پر بڑا غضب ہے جنھوں نے اپنے انبیاء کرام کے مزاروں کو مسجد بنایا۔ (کتاب الشفاء)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے دُعا کی کہ میرے مزار کو بُت نہ بنانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون اللہ کا حبیب اور محبوب و مطلوب ہے اس لیے اللہ دین اسلام کا محافظ۔ قرآن شریف کا محافظ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کا محافظ ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار کائنات میں سب سے اعلیٰ شعائیر اللہ ہے جہاں صبح کو ستر ہزار فرشتے درود و سلام پڑھتے ہیں اور شام کو پھر دوسرے فرشتے آتے ہیں ان کی تعداد بھی ستر ہزار ہوتی ہے۔ (جذب القلوب باب، ص ۲۶۸)

اللہ تعالی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو مزار ہی جانا ہے اور بت نہیں مانا اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک یہ در مرکز توحید۔ رہے گا انھی کی محبت واطاعت سے بندہ بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوجاتا ہے

(۱۰) حدیث شریف :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ (کتاب الشفاء) جس طرح عیدالفطر اور عید الاضحیٰ میں عید گاہ گئے اور نماز پڑھ کر آ گئے پھر ادھر رُخ نہیں کرتے اس لیے یہ حدیث ہے کہ ایسا نہ کرو بلکہ کثرت سے حاضری دوُ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمّت بہت ہی پیاری ہے اس لیے حکم ہے کہ جو تمھارے وسائل ہیں اس کے تحت جس قدر زیادہ ہوسکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ عالیہ پر حاضر دو۔ اسی میں فلاح دارین ہے اور محبت رسول کا تقاضا بھی یہی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر ہوسکے محبّت کرو ان کی اطاعت کرو اور استطاعت ہے جلد سے جلد اور زیادہ سے زیادہ حاضری دو تاکہ اللہ تعالی تم پر رحم فرما کر تمھارے گناہوں کو معاف کردے

(۱۱) قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں (یعنی ان سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے) اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجائیں اور اللہ تعالی سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور رسول بھی ان کے لیے شفاعت فرمائیں تو اللہ تعالی کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۶۴)

اس آیت میں حکم ہے کہ جب گناہ سرزد ہوجائے تو نبی کے پاس جاؤ۔ وہاں جا کر اللہ تعالی سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت نہ کریں معافی نہیں۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے روز ازل سے یہ فیصلہ کردیا کہ میرے خلیفہ کی اطاعت کرو ان سے محبّت کرو جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا اور حکم دیا کہ ان کو سجدہ کرو۔ حکم الٰہی سے سجدہ کرنے والے مقبول بارگاہ الٰہی ہوئے اور انکار کی وجہ سے ابلیس

مردود و ملعون ہوا۔ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام ہوئے ہر دور میں یہی حکم الٰہی رہا کہ میرے خلیفہ یعنی نبیوں کی اطاعت کرو ان سے محبت کرو۔ ان کے بتائے ہوئے طریقہ پر میری عبادت کرو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا محبوب اور مطلوب بنایا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بنایا۔ اسی لیے ان کو اس قدر اپنے اوصاف سے متصف کیا جو انسانی عقل و شعور سے بالاتر ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ذات و صفات کے مظہر اوّلین ہیں اسی لیے جب عالمِ ارواح میں ساری رُوح سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ **اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ** سب رُوحیں حیرت میں پڑ گئیں کہ کیا جواب دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رُوحوں کی رہبری کی یعنی سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے **قَالُوْ بَلٰی** کہا کہ بے شک تو ہمارا ربّ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ساری رُوحوں نے بھی **قالو بلیٰ** کہا۔ کہ بے شک تو ہمارا ربّ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے سارے انبیاء کرام کی رُوحوں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب و حکمت دوُں اور پھر تمہارے پاس تشریف لائیں یہ ہمارے رسول اور تصدیق فرمائیں گے ان کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا یعنی اطاعت کرنا سب انبیاء کرام کی رُوحوں نے اقرار کیا (پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۸۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع جس طرح عالم ارواح میں سب کو کرنی پڑی اسی طرح حیات ظاہری میں سب صحابہ کرام نے کی اور اب ساری اُمّت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع فرض عین ہے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت و عشق اللہ تعالیٰ سے محبّت و عشق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

حیات ظاہری سے لے کر آج تک مسلمانوں کو برابر استفادہ ہو رہا ہے میگنٹ کا پہاڑ قطب شمالی میں ہے اس کی کشش پورے عالم میں ہے یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ شے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں ان کے لیے پوری کائنات تشکیل دی گئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس قدر ارفع و اعلیٰ ہے کہ یہ کہنا ہی پڑتا ہے بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر صحابہ کرام کا طریقہ تمام کتابوں میں درج ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دل و جان سے چاہتے تھے اور اس وقت کے تابعین۔ تبع تابعین اولیاء اللہ۔ مشائخ عظام علماء کرام اور مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دل و جان سے زیادہ عزیز ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آنے والی نسل کو بھی دل و جان سے زیادہ عزیز رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضورؐ کے مزار کا طواف فرشتے کرتے ہیں

حدیث شریف :۔ کعب احبار سے مروی ہے کہ روزانہ صبح طلوع آفتاب سے قبل ستر ہزار فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کا طواف کرتے ہیں اور بازوؤں کو جنبش دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام عرض کرتے ہیں اور شام کے وقت آسمان پر چلے جاتے ہیں اور ان کے جانے کے بعد پھر مزید ستر ہزار فرشتے مزار اقدس پر حاضر ہوتے ہیں اسی طرح روزانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر طواف کرتے ہیں اور درود و سلام ہوتا رہتا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

(حوالہ کتاب مدارج النبوت حصہ اوّل باب ہشتم ص ۴۸۰)

اللہ تعالیٰ نے جب دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا حکم دیا کہ میرے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ فرشتے تقریباً سات لاکھ سال سے مصروف عبادت تھے۔ اور ابلیس نہ جانے کب سے مصروف عبادت تھا (حوالہ کتاب مکتوبات صدی ۲۶ مکتوب) اللہ تعالیٰ کا حکم سن کر سب فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ لیکن ابلیس نے حکم الٰہی کو نہ مانا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ اس نے اپنے دل کی خواہش کی پیروی کی۔ یعنی جو اس کے دل نے چاہا وہ کیا کیوں کہ تقریباً ستر ہزار فرشتے اس درس میں شامل ہوتے تھے۔ ان فرشتوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام۔ حضرت میکائیل علیہ السلام۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام اور حضرت عزرائیل اور دیگر مقربین الٰہی فرشتے بھی شامل ہوا کرتے تھے چونکہ ان سب کو درس دینے کی وجہ معلم الملکوت ہوگیا تھا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کا سبب دریافت کیا تو اس نے بتلایا کہ حضرت آدم علیہ اسلام مٹی کے بنے ہیں اور میرے سامنے بنے ہیں اور اے اللہ تونے مجھ کو آگ سے بنایا ہے۔ لہٰذا آگ مٹی سے افضل ہے اللہ تعالی نے اس کے اس بہانہ خوری اور تاویل کو پسند نہ کیا اور نافرمانی کی وجہ سے حکم دیا کہ میری بارگاہ عالی سے نکل جا۔ ابلیس نے پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کی۔ اے مولا قیامت تک کی مہلت چاہتا ہوں میں انسانوں کو بہکاؤں گا۔ لیکن تیرے چنے ہوئے بندوں کو نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو کہا۔ جا تجھکو قیامت تک کی مہلت دی لیکن میرے چُنے ہوئے بندوں کو بہکا نہیں سکے گا۔ پھر جو نسل انسانی حضرت آدم علیہ السلام سے چلی ان کو شیطان یعنی

ابلیس سے بچانے کے لیے یعنی بندوں کی رشد و ہدایت کے لیے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو اپنا وسیلہ و ذریعہ بنایا اور ان کو دنیا میں بھیجا کہ میرے بندوں کو بتاؤ کہ وہ تمھاری پیروی دل و جان سے کریں اور تمھارے ہی بتائے ہوئے طریقے پر میری عبادت کریں اور اپنی خواہشوں کی پیروی کر کے کوئی نئی راہ یا طریقہ عبادت کا اختیار نہ کریں۔ کیوں کہ شیطان تمھارا کھلا ہوا دشمن ہے اور اس نے بندوں کو گمراہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا وسیلہ بنایا اور خود نکل کر نہیں آیا اتنی بڑی شہادت موجود ہے کہ اپنی خواہش یعنی مرضی کی پیروی نہ کرو بلکہ انبیاء کرام کی پیروی یعنی اطاعت میری پیروی ہے۔ ان کی محبّت میری محبت ہے۔ اسی لیے یہ انبیاء کرام جس جس دور میں ہوئے۔ اس دور کے لوگوں نے ان کی اطاعت یعنی پیروی کر کے اللہ تعالیٰ کے مقبول اور محبوب ہوگئے۔ یہ سب انبیاء کرام اپنے اپنے وقتوں میں اپنی اپنی اُمّتوں کے لئے ہوئے ہیں اور ان کے وقتوں میں جس نے بھی ان کی پیروی سے انکار کیا۔ وہ انکار کرنے والا یعنی کافر کہلایا۔

اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں معبوث فرمایا اور حکم دیا کہ ان کی محبّت میری محبّت ہے۔ ان کی پیروی میری پیروی ہے ان کا حکم ماننا۔ میرا حکم ماننا ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کبھی نکل کر نہیں آیا اور ہر زمانے میں اطاعت اور محبّت انبیاء کرام کرنے والے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہوئے اور انکار کرنے والے کافر اور مردود و ملعون ہوئے۔

اسی لیے اللہ کا حکم ہے کہ تم نے تو مجھ کو دیکھا نہیں۔ میری محبت و

عشق کے لیے دل و جان سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور ان کی پیروی کے طریقے پر میری عبادت کرو عبادت الٰہی اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ذریعہ نجات و بخشش قرار پایا۔

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم بالا سے ہی خاتم الانبیاء بارگاہ الٰہی میں لکھے ہوئے ہیں حدیث شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وقت بھی آخری نبی لکھا ہوا تھا جب کہ آدم اپنے خمیر میں تھے (حوالہ کتاب شرح مشکواۃ شریف جلد ۸ باب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ص ۲۱)

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن ناطق ہیں اس کے باوجود جب تک اللہ تعالیٰ وحی نہیں بھیجتا تھا اس وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جانب سے کچھ نہیں کہتے تھے یا اللہ تعالیٰ الہام یا القا کے ذریعے جو حکم دیتا تھا آپ صلی اللہ تب اس کام کو انجام دیتے تھے۔ اسی لیے جب یہ آیت نازل ہوئی تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو ہدایت کی طرف بلائے تاکہ میرے بندے گمراہی سے نکل کر رشد و ہدایت کی طرف آئیں۔ کیوں کہ شیطان نے پہلے ہی بندوں کو گمراہ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔

اسی لیے اللہ تعالی نے پچھلے تمام دین اور طور طریقے جو بھی انبیاء کرام کے تھے بعد میں منسوخ کر دیے اور حکم دیا کہ اب یہ رسول پوری کائنات کے رسول ہیں لہٰذا ان کے ذریعہ ہی سے پوری نسل انسانی قیامت تک رشد و ہدایت اور فیضان الٰہی پائے گی۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ تم میں سے ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف بلایا کرے اور بھلائی کا حکم دیا کرے اور بدی سے روکا

کرے۔ اور یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں (پارہ ۴ سورہ آل عمران۔ آیت ۴-۱) پوری نسل انسانی کے لیے ایسے ہی لوگوں کا انتخاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ جن سے اللہ تعالیٰ راضی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم راضی۔ جیسے کسی بھی ملک کا صدر یا وزیر کا انتخاب اچھے سے اچھا اور قابل سے قابل آدمی کا ہوتا ہے یہ دنیاوی نظام ہے یہاں لوگوں کا اپنا قانون و قاعدہ ہے

لیکن اللہ تعالیٰ کا نظام اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے اس میں دین و دنیا دونوں شامل ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر اعلیٰ ہیں اللہ تعالی نے آپ کو اپنے نُور سے بنایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے جب اپنے نُور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وجود بخشا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل آپ کی ذات والاصفات کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے آپ ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نُور۔ نُور سے ظہور ہوا نور کا۔ شمع سے شمع روشن ہوتی ہے۔ روشن شمع سے لاتعداد شمع روشن ہوجاتی ہیں۔ رنگ و رُوپ تو الگ ہے لیکن روشنی سب کی ایک ہے ایک آدم علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ آج دنیا میں کتنے آدم ہیں۔ فرق یہ ہے کہ وہ آدم علیہ السلام نبی ہوئے ہیں اور یہ اولاد آدم علیہ السلام ہیں قرآن شریف عکس در عکس دنیا میں موجود ہے سب اصل ہیں سیّد کی اولاد اس وقت سے آج تک سیّد ہیں علوی کی اولاد علوی ہیں صدیقی اولاد صدیقی ہیں۔ فاروقی اولاد فاروقی ہیں عثمانؓ اولاد عثمانی ہے پٹھان کی اولاد پٹھان ہے۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عالم بالا ہی سے ذات و صفات کے مظہر ہیں اور اس کتاب میں کافی جگہ وضاحت کر دی ہے اللہ تعالیٰ کی روح آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ اول و آخر۔ ظاہر و باطن آپ صلی اللہ علیہ

وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس سے راضی ہوتا ہے اس کی سماعت بن جاتا ہے جس سے بندہ سنتا ہے۔ اس کی بصارت بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کی زبان بن جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے (یہ حدیث دوسری جگہ ہے) اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے۔ بتاؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کس سے راضی ہے۔

اس کے باوجود اللہ۔ اللہ ہے، بندہ۔ بندہ ہے۔

حکم الٰہی کے تحت مندرجہ بالا آیت کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء راشدین کا انتخاب کیا۔ کیوں کہ حدیث شریف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو تمام جہاں پر پسند کرلیا ہے۔ سوائے نبیوں اور مرسلوں کے۔ اور ان میں سے میرے لیے چار پسند کیے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ۔ پس میرے اصحاب میں ان کو بہتر پایا اور میرے تمام اصحاب میں بہتری ہے۔ (حوالہ کتاب الشفاء دوسرا قسم باب اول فصل ۵ صف ۴۲۰، ۴۲۱) یہ خلفاء راشدین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت اللہ تعالیٰ نے کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء راشدین کی۔ اسی لیے خلفاء راشدین کی تعلیم و تربیت اللہ تعالی کی تعلیم و تربیت ہوئی۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو بھی فیضان الٰہی اور محبت الٰہی، عشق الٰہی، رشد و ہدایت اور معرفت الٰہی ہے وہ خلفاء راشدین کو ملی۔ چونکہ خلفاء راشدین کا مقام انبیاء کرام اور رسولوں کے بعد ہے اسی لیے ان کے بعد ان کے خلفاء حضرات اپنے اپنے

دور میں انبیاء کرام اور رسولوں کے بعد ہوئے۔ اسی طرح ان خلفاء حضرات کے بعد۔ خلفاء حضرات اس وقت سے برابر ہوتے ہوئے آ رہے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فیضان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے جاری ہوا تھا وہ آج بھی خلفاء حضرات یعنی اُولیاء اللہ اور مشائخ عظام یعنی مُرشدان کامل کے پاس موجود ہے۔ اب اس کی تلاش کرنی پڑے گی کہ کون سے شیخ یعنی مرشد نے اپنے مرشد کی برسہا برس خدمات سے یہ استفادہ حاصل کیا ہے۔ لیکن یہ بات کی اوپر کافی تشریح کر دی ہے کہ شمع سے شمع روشن ہوجاتی ہے تو انسان۔ انسان سے فیضان الٰہی یعنی روحانی فیض حاصل کر کے کامیاب و کامران ہوجاتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین پورے جہاں میں افضل ہوئے پھر ان کے خلیفہ پھر ان کے خلیفہ اور آج بھی خلفاء حضرات جن کو اپنے شیخ سے اجازت و خلافت ہے اور وہ سنت کی پیروی کرتے ہیں تو اپنے اپنے مقام پر اپنے۔ اپنے وقتوں میں سارے جہان کے انسانوں میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں افضل و اعلیٰ ہے اس کا ثبوت اوپر موجود ہے۔

قرآن شریف کا عکس در عکس موجود ہے تو اصل ہے تو خلیفہ حضور کے۔ پھر خلیفہ خلفاء راشدین کے عکس در عکس۔ عمل در عمل تربیت و تربیت اور اطاعت در اطاعت جو موجود ہے اس میں کیوں فرق نکالتے ہو اس حدیث شریف کو سب صحیح اور درست مانتے ہیں جس کے راوی مسلسل اور مستند ہوں۔

یہ حدیث مستند ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی کو مسلمان کرتے تھے تو اس مسلمان سے بیعت لیتے تھے۔ پھر خلفاء راشدین حکم رسول سے بیعت لیتے رہے پھر ان کے خلیفہ بیعت لیتے رہے اور آج تک دنیا میں جتنے بھی اُولیاء اللہ۔ مشائخ عظام یعنی مرشدان کامل ہوئے سب لوگ ان

ہی کے ہاتھوں پر بیعت کرتے رہے اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے دنیا میں اس سے زیادہ مستند حدیث کون سی ہے۔ جس طرح سورج دیکھ کر کوئی کہے کہ ثابت کرو کہ یہ سورج ہے تو سمجھ دار آدمی خاموش ہوجائے گا کہ اس آدمی کی عقل کا فتور ہے یا نظر کا قصور ہے۔

اسی طرح بیعت کا سلسلہ اس قدر مستند ہے کہ کسی ثبوت کی ضرورت نہیں انکار جو کر رہا ہے وہ دنیاوی علم تو جانتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان کے علم سے نابلد ہے اس کی خطا نہیں۔ بلکہ اس کو معلومات نہیں ان کے مقام کے متعلق قرآن کا فیصلہ یہ ہے۔ شروع میں اس آیت کا ترجمہ دیا ہے۔

۱۔ پھر یہاں دوبارہ لکھ رہا ہوں۔ تم میں سے ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف بلایا کرے اور بھلائی کا حکم دیا کرے اور بدی سے روکا کرے اور یہی لوگ کامیاب اور کامران ہیں (پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۰۴) اس ترجمہ سے یہ پتہ چلا کہ رسول اللہ کے بعد خلفاء راشدین کامیاب و کامران ہیں اور یہی انعام یافتہ اور ہدایت یافتہ ہیں اور ان کے بعد آج تک خلیفہ در خلیفہ جو ہوتے ہوئے آئے ہیں وہ کامیاب و کامران۔ انعام یافتہ اور ہدایت یافتہ ہیں۔

۲۔ آیت کا ترجمہ یہی وہ خوش نصیب ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے درودیں ہیں (جن پر ان کے رب کی طرف سے طرح طرح کی نوازشیں ہیں) اور رحمتیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں (یعنی یہی لوگ سیدھی راہ پر ثابت قدم ہیں) پارہ ۲ سورہ البقرہ آیت ۱۵۷)

۳۔ آیت کا ترجمہ (اے حبیب) فرمائیے کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ

کے لیے ہیں اور سلام ہو اس کے ان بندوں پر جنھیں اس نے چُن لیا ہے پارہ ۱۹ سورہ النمل آیت ۵۹)

یہ بار بار لکھنا پڑ رہا ہے تاکہ مضمون اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن ناطق۔ پھر قرآن شریف تحریری شکل میں عکس در عکس اصل، سیّد کی اولاد سیّد اصل، شمع کی روشنی در روشنی آخری والی اصل، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اب اسی لیے کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس لیے آپ کا فیض ہی اللہ تعالیٰ کا فیض ہے جو خلفاء راشدین سے لے کر آج تک جاری ہے اور دنیا میں جتنے بھی خلیفہ جن کو مشائخ یعنی مرشدان کامل کہتے ہیں۔ سب میں اللہ تعالیٰ کا فیضان۔ اوصاف سرکار دو عالم اور پیروی یعنی اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے اور اسی مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے خلفاء حضرات نے اپنے اپنے شیخ کے ذریعہ سے عبادت الٰہی اور سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرکے یہ مقام حاصل کیا ہے اب پوری کائنات میں سنجیدگی سے غور کرو اور آئینہ دیکھو کہ سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کون زیادہ پابند ہے۔ جو پابند ہے وہی ان آیات کے مصداق ہے حدیث شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیخ اپنی قوم (یعنی مریدوں میں) ایسا ہے جیسے نبی اپنی اُمّت میں۔ حدیث شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آل محمد کون ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر متقی (پرہیزگار) (کتاب الشفاء، باب چہارم، فصل سات، ص ۳۵۵)

میں تمہارا ربّ نہیں۔ سب روحوں کو اس کا جواب معلوم نہیں تھا۔ کہ کیا جواب دیں (جیسے اسکول کے بچے کو اگر سوال کا جواب معلوم نہ ہو تو وہ کیا جواب دیں گے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رُوحوں کی رہبری و رہنمائی فرمائی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے " **قالو بلی** " کہا کہ بے شک تو ہی ہمارا ربّ ہے، تو سب رُوحوں نے آپ کی اتباع یعنی پیروی کرتے ہوئے قالو بلیٰ کہا کہ بے شک تو ہی ہمارا ربّ ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم بالا سے ہی ساری نسل انسانی کا رہبر و رہنما بنایا ہے اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر جو ایمان لائے اور اس کے حکم کی تعمیل کی ان میں سب سے اول یعنی پہلا مومن ہوں (مدارج النبوت حصّہ اوّل ص ۸ ۔ ۷) پھر جب اللہ تعالیٰ نے سارے انبیاء کرام کی رُوحوں کو بلا کر ان سے یہ عہد لیا قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ " اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم " یاد کیجیے جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے پختہ عہد لیا تھا جب میں تم کو کتاب و حکمت دوں اور پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق فرمائیں۔ ان کتابوں کی جو ان کی مدد کرنا (یعنی اطاعت کرنا) اس کے بعد فرمایا کیا تم نے اقرار کرلیا۔ اور اٹھالیا اس پر میرا بھاری ذمّہ ؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا تو (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا گواہ رہنا اور میں بھی گواہوں میں سے ہوں (پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۸۱)

جیسا کہ عہد میثاق النبین میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان موجود ہے کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، اور تشریف لائیں وہ رسول جو تصدیق فرمائیں۔ ان کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں۔ تو تم ضرور بالضرور ان پر (یعنی رسول پر) ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا (حوالہ پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۸۱)

عہد میثاق النبین میں جو اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ عالم بالا سے ہی انبیاء کرام صاحب کتاب و حکمت ہیں۔ یہ بات تو سب جانتے ہیں۔ جو روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ کسی بات کی تصدیق وہ کرتا ہے جو اس علم سے واقف ہو اور اس علم پر عبور اور دسترس رکھتا ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام کو جو کتابیں ملیں اور حکمتیں عطا ہوئیں ان سب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم واقف تھے اور آپ کو عبور و دسترس تھا۔ ہر زمانے میں جو لوگ انبیاء کرام پر ایمان لائے وہ ایمان دار ہوگئے اور جس نبی پر ایمان لائے اس کے اُمّتی ہوئے۔ جس طرح ہم سب مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر ان کے اُمّتی ہیں۔ اسی طرح حکم اللہ کے تحت سب انبیاء کرام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم ہے اسی لیے اس حکم کے تحت سارے انبیاء کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّتی ہیں اس سے قبل اس کتاب میں اس کا ذکر ہوچکا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الانبیاء، امام الانبیاء، خاتم الانبیاء بنایا ہے اور اپنا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بنایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے پوری کائنات عالم وجود میں آئی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم باعث تخلیق کائنات ہیں۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ قرآن کی بھی تعلیم و تربیت عالم بالا میں ہی کر دی تھی۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم بالا میں ہی قرآن و حکمت کی تعلیم و تربیت بالکل مکمل کرچکے تھے۔ حوالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کو درحقیقت ذات باری تعالیٰ سے حاصل کیا۔ اور سمجھا۔ بعدہ مصلحت عامّہ اور کفار و منافقین کے انکار پر حجت قائم کرنے کی غرض سے جبرائیل علیہ السلام

نازل ہوئے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا اپنا قول دلیل ہے کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکمت والے علم والے کی طرف سے قرآن سکھائے جاتے ہیں۔ اسی واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلدی کرتے تھے۔ اور پیغام وحی میں حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سبقت لے جاتے تھے۔ یعنی جب جبرائیل علیہ السلام قرآن کریم لے کر نازل ہوتے تھے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے آیات پڑھنے سے پہلے ہی آیات پڑھ دیتے تھے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حبیب پاک قرآن میں جلدی نہ کیجیے۔ جب تک یہ وحی پوری نہ ہولے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت جبرائیل شب معراج سدرہ پر رُک گئے تھے (حوالہ کتاب سرالاسرار فصل ۹ ص ۱۱۳) جب حضرت جبرائیل علیہ السلام الٓمّٓ لے کر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اس کے معنی معلوم نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وحی پوری کرو۔ مجھ کو اس کے معنی معلوم ہیں۔ اسی طرح اور بھی حرف مقطعات ہیں

یہ مضمون دوسرے عنوان میں بھی آچکا ہے

مثالیں :۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسم انسانی کو خود اپنے ہاتھوں سے بنایا (پارہ ۲۳ سورہ ص آیت ۷۵) اور اپنی صورت و صفت پر بنایا تفسیر رُوح البیان جلد ایک ص ۲۰۱۔ انسانی چہرہ کو اللہ تعالیٰ نے وجہہ اللہ کہا یعنی اللہ تعالیٰ کا چہرہ بمطابق حدیث شریف کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت و صفت پر بنایا اسی لیے انسانی چہرہ وجہہ اللہ ہے حضرت آدم علیہ السلام کی تعلیم و تربیت اللہ تعالیٰ نے خود کی۔ قلب میں موجود۔ اوّل و آخر اور ظاہر و باطن موجود اور یہ قرآن شریف کا فیصلہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ زمین پر بنایا۔ اور مالک و خالق

کائنات نے شہنشاہ کونین نے ان کو اپنا نائب بنایا جب تک حضرت آدم علیہ السلام اس دنیا میں رہے خلافت ان کے پاس رہی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور نبی بھی ہیں اور مسجود ملائکہ بھی ہیں یعنی سب فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا اس میں حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل اور دیگر مقربین فرشتے سجدہ کرنے میں شامل تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت شیث علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی اور خلیفہ یعنی جانشین ہوئے۔ ایک آدم علیہ السلام سے دنیا میں کتنے آدم یعنی انسان ہوئے۔ اب بھی موجود ہیں اور جب تک دنیا قائم ہے ہوتے رہیں گے۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور نبی ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار اپنے خلیفہ یعنی جانشیں اور نبی بنائے۔

ایک بادشاہ ہوتا ہے اور اس بادشاہ کی حکومت میں بادشاہ کی جانب سے اس کا مقرر کردہ نائب بھی ہوتا ہے حکومت اس کا جو بھی نام رکھے۔ نائب یا وزیر اعظم یا مشیر اعلیٰ جیسے ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت تھی تو وہ ہر پانچ سال کے لیے اپنا ایک قائم مقام ہندوستان میں حکومت کرنے کے لیے بھیجا کرتے تھے وہ بالکل مالک و مختار ہوتا تھا۔ اس کو وائسرائے کہتے تھے۔

کسی بھی دارالعلوم میں جو سب سے بڑے مولانا یا مفتی یا شیخ الحدیث ہوتے ہیں ان کا کوئی نہ کوئی نائب یا قائم مقام ہوتا ہے۔ جو بڑے مولانا کی اجازت سے سارے کاموں کو انجام دیتے ہیں۔

۴۔ کسی بھی کارخانہ، فیکٹری، یا مل میں، مالکان کی جانب سے ڈائریکٹر یا ڈائریکٹر جنرل۔ یا جنرل منیجر ہوتے ہیں جو کارخانہ، فیکٹری، یا مل کے کام کو چلانے اور انتظام کرنے کا پورا پورا اختیار رکھتے ہیں اور ان کے بھی

اسسٹنٹ۔ یا نائب یا ڈپٹی ڈائریکٹر ہوتے ہیں۔

۵۔ گورنمنٹ کے دفتروں، بینکوں میں پولیس اور فوج میں ہر بڑے افسر کا ایک اسٹنٹ یعنی نائب ہوتا ہے مندرجہ بالا تمام تفصیلات کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہے۔ وہ حاکموں کا حاکم ہے اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور شہنشاہوں کا شہنشاہ ہے۔ جس کو جو بھی چیزیں عطا کیں ہیں تو بے شمار عطا کی ہیں جس کو نہیں دیا تو اس کو کوئی دینے والا نہیں۔ اس دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا یعنی اپنی جانب سے مالک و مختار بنایا اب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت سے اس دنیا میں انسانوں کی حکومت رہے گی۔ جو بھی نبی پر ایمان لایا وہ ایماندار جس نے نبی پر ایمان لانے سے انکار کیا وہ انکار کرنے والا یعنی کافر ہوا غرض یہ کہ اس دنیا میں حکومت اولاد آدم علیہ السلام کی رہے گی۔ خواہ وہ مسلمان کی ہو یا کافر کی۔

جیسا کہ پہلے تحریر ہوچکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کواپنے نُور سے وجود بخشا۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد آدمی، سید کی اولاد سید، شیخ کی اولاد شیخ، پٹھان کی اولاد پٹھان ، قرآن شریف عکس در عکس لاتعداد ہیں لیکن سب اصل ہیں۔ ایک شمع سے ہزاروں بلکہ لاکھوں شمع روشن کرلیں لیکن شمع اوّل کی جو روشنی ہے اس میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ اور شمع آخری میں بھی وہی روشنی ہے جو شمع اوّل کی ہے۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صورت و صفت پر اپنی ذات و صفات کا مظہر اعلیٰ بنایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اللہ تعالیٰ کے نُور خاص سے ہے تو وجود میں آنے کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے نُور ہی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کو اپنے حُسن و جمال پر بنایا اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔ ایسی حُسن و جمال والی صورت اور صاحب حُسن و جمال نے اس سے قبل کوئی بھی شے یا شکل نہیں بنائی ہے۔ اور نہ اب ہے اور نہ آئندہ ہوگی۔ اسی لیے شہنشاہ کونین یعنی اللہ تعالیٰ نے عالم بالا میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خلیفہ اوّل و اعظم اپنی کائنات کا اپنی جانب سے شہنشاہ کونین بنایا ہے۔ بلکہ یہی نہیں اس شہنشاہ کونین کو اپنا حبیب بھی بنایا۔ حبیب اس کو کہتے ہیں جس سے بے پناہ محبت ہو۔ حبیب سے محبت کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس ساری کائنات کے مالک ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو کائنات میں سیاہ و سفید کرنے کا پورا پورا اختیار دیا ہے۔ یہ محب و محبوب کی بات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو بہت ہی بلند و بالا مقام ہے۔ سب انبیاء کرام آپ کے نُور سے بنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں شامل ہیں ان سب کو اس دنیا میں اسلیئے آپ سے قبل بھیجا گیا کہ لوگوں کو درس توحید دو اور جب وہ ایمان لائیں تو ان کو بتلاؤ کہ خاتم الانبیاء امام الانبیاء جب تشریف لائیں تو ان پر ایمان لائیں۔ اگر تمھاری زندگی میں وہ نہ آئیں تو اپنی اپنی اولادوں کو یہ بتلا دینا۔ اسی لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی خوشخبری دی کہ میرے بعد ایک نبی عالی مرتبت آنے والے ہیں ان کا نام "احمد" ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آسمان پر "احمد" ہے اور دنیا میں "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اب سارے دین و مذہب منسوخ ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ "جس کو بھی میری محبّت کا دعویٰ ہے" وہ میرے محبوب سے محبّت کرے دل و جان سے ان کی اطاعت و پیروی کرے ان کی محبت میری محبت ہے

ان کی پیروی میری پیروی ہے۔ کوئی ساری زندگی عبادت کرے۔ اللہ۔ اللہ کرے۔ جب تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے گا۔ وہ مسلمان ہی نہیں اس کی عبادت و ریاضت کوئی بھی بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو بہت ہی ارفع و اعلیٰ ہے۔ اگر کوئی اپنے نام کے ساتھ محمد یا احمد شامل کرلے تو اللہ تعالیٰ ان ناموں کی برکت سے ایسی توفیق عطا کرے گا کہ اس نام والا مسلمان دوزخ میں نہیں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان عظیم کیا کہ خلفاء راشدین کی جماعت بنادی کہ قیامت تک جس کو میرے نبی کا ظاہری دور نہ ملے تو ان کے پردہ فرمانے کے بعد رضا الٰہی کے لیے "نبی" کی محبت میں کسی خلیفہ کی جو بیعت کرے گا وہ بخشا جائے گا یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اور محبت کی تاثیر: دل میں خیال یہ نہ کرو کہ یہ کیسے ہوگا جب اصحاب کہف کا کتا ان نیکوں کی محبت کی وجہ سے جنت میں جائے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جاری کردہ طریقہ بیعت کا ہے اسی لیے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لیے بیعت ہوتے ہیں تو فرشتے یعنی کراماً کاتبین اس فعل کو لکھ لیتے ہیں۔ یہ فعل اس کے نامۂ اعمال میں لکھا ہوگا کہ رضائے الٰہی اور محبّت رسول میں یہ بیعت ہوا ہے یعنی اپنی جان عزیز کو فروخت کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کی محبّت میں یہ اللہ والوں میں شامل ہوگیا۔ یہ حزب اللہ میں شامل ہوگیا یعنی اللہ والوں کی جماعت میں شامل ہوگیا۔ جس دُعا کے اوّل و آخر میں درود شریف نہ ہو وہ دُعا قبول نہیں ہوتی ہے۔ جس کی حکومت ہوتی ہے سکّہ اسی کا چلتا ہے اللہ تعالیٰ کی ان تمام عنایات و مہربانی کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی جانب سے کچھ نہیں کرتے تھے۔ تب

تک کہ وحی نہ آجائے۔ یا الہام یا القا کے ذریعہ اللہ آپ کو آگاہ نہ فرمادے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات سے اس قدر متصف کر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں موجود اوّل و آخر اور ظاہر و باطن موجود حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے سے راضی ہوتا ہے اس کی سماعت بن جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے اس کی بصارت بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اس کی زبان بن جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پیر بن جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو اور کون پیارا ہے۔ حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لیے اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ جس میں نہ کسی مقرب فرشتے اور نہ کسی نبی مرسل کو گنجائش ہے (کتاب سرالاسرار ص ۲۹) اس

حدیث قدسی انسان میرا سر (راز ۔ بھید) ہے اور میں اس کا سر (راز ۔ بھید) ہوں۔

کتاب سرالاسرار تیسری فصل ص ۵۳) قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ اے میرے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی۔ تم نے نہ پھینکی تھی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی (پارہ ۹ سورہ انفال آیت ۱۷) قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ اے محبوب وہ جو تمھاری بیعت کرتے ہیں وہ تو صرف اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۰)

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۸۰) آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا انکار اللہ تعالیٰ کے حکم کا انکار ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع کمالات تمام علوم خشک و تر قرآن ناطق، رؤف الرحیم، رحمتہ اللعالمین، شہنشاہ کونین بنایا۔ جب کلمّہ میں "محمد رسول اللہ" نہ کہے ایمان دار نہیں، مسلمان نہیں، انکار پر کافر نکاح میں جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں نکاح نہیں۔ بچہ پیدا ہو تو اذان و اقامت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام۔ ہر اذان میں، ہر نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام، وصال کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینے سے خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔ قبرؔ میں منکر و نکیر سوال کرتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرتا ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتا ہے تب نجات ملتی ہے ہر اذان کے بعد دُعا مانگنے کا حکم ہے کہ دُعا مانگو جب تمھارے اعمال کا حساب کتاب ہو رہا ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ مقام محمود پرموجود فرمائے تاکہ اگر اعمال میں کوئی کمی یا خرابی ہو تو ان کی وجہ سے تمھاری بخشش ہوجائے۔ جیسے مقدمہ کے دوران وکیل کا کورٹ میں ہونا مجرم کے لیے اچھائی ہے۔ اسی طرح اُمتی کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام محمود پر ہونا اُمتی کی بھلائی اور نجات و بخشش کا ذریعہ ہے۔ چونکہ یہ بات سب پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ یعنی ذریعہ کے بغیر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی بھی مقبول و محبوب نہیں ہوگا یہ بات فیصلہ شدہ ہے کہ

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں وہ اللہ تعالیٰ کا نہیں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقبول وہی اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے۔

کیوں کہ آپ ساری کائنات کے رسول ہیں (پارہ ۹ سورہ اعراف آیت ۱۵۸)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو شفاعت کبریٰ یعنی بڑی شفاعت عطا فرمائی ہے اور میں سارے انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مشکوۃ شریف جلد ۸ صفحہ ۳۲ فضائل حضور صلی اللہ علیہ وسلم) اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت یعنی پیروی اور محبت ایمان کی شرط اول ہے۔

اس سے قبل ذکر ہوچکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ نے عالم بالا میں ہی تمام تعلیم و تربیت مکمل کر دی اور قرآن شریف سکھایا اور سمجھا دیا۔ اسی لیے آپ قرآن ناطق ہیں چونکہ مکہ شریف پوری دنیا کا مرکز ہے تو جس طرح جیومیٹری میں مرکز پوائنٹ ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ اسلام کی دُعا جب جبل الرحمت پر قبول فرمائی یعنی جب آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ دیا حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت آدم سے یہ بھُول سرزد ہوگئی۔ تو۔ توبہ قبول ہونے میں حیران تھے ان کو خیال آیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پیدا کیا تھا۔ اور رُوح خاص میرے اندر پھُونکی تو اس وقت میں نے اپنے سر کو عرش کی طرف اٹھایا تو اس جگہ لکھا دیکھا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی اور شخص ان کے برابر نہیں۔ کہ نام ان کا اپنے نام کے برابر لکھا ہے۔ تدبیر یہ ہے کہ بحق اسی شخص کے سوال مغفرت کا کروں۔ پس دعا میں کہا "اے مولا میں تجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔ حق تعالیٰ نے ان کی بخشش کی۔ اور وحی بھیجی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں سے تم نے جانا۔ انھوں نے تمام ماجرا عرض

کیا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم پہونچا کہ "اے آدم" محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب پیغمبروں سے بعد میں مبعوث ہوں گے۔ وہ نہ ہوتے تو تم کو بھی پیدا نہ کرتا (تفسیر ضیاء القرآن پارہ ۱ آیت ۳۰ کی تشریح ص ۵ اخذ ص ۱۱۶ ج ۔ ۱۔ تفسیر عزیزی اردو ترجمہ مطبوعہ علمی پریس دہلی ۱۹۳۲ء)۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کی مائی حوّا سے مقام عرفات میں ملاقات ہوئی پھر حضرت آدم علیہ السلام اور مائی حوّا جو موجودہ کعبہ ہے اس مقام پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلے اسی مقام پر شکر ادا کیا یہ دنیا کی پہلی عبادت گاہ قرار پائی اور حضرت آدم علیہ السلام نے اسی جگہ رہائش اختیار کی آپ کی نسل میں جب ترقی ہوئی تو حکم الٰہی کے تحت آپ نے اپنی اولادوں کو مختلف جگہ آباد کرنا شروع کر دیا اسی لیے مکّہ آبادیوں کی ماں یعنی اُمّ القریٰ کہلائی اور یہاں کے باشندے اُمّی کہلائے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکّہ شریف میں مبعوث فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سے یہ شہر اور خیر و برکت والا ہو جائے۔ اور اس میں خیر و برکت اور ہر اچھائی میں اضافہ ہو جائے۔ اُمّ القریٰ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی کہلائے کیوں کہ یہاں کے باشندے اُمّ القریٰ کی وجہ سے اُمّی کہلائے۔ اُمّ القریٰ آبادیوں کی ماں۔ اُمّ الکتاب کتابوں کی ماں۔ تمام علوم و معارف جو پچھلی تمام کتابوں میں تھے اس سے زیادہ قرآن شریف میں ہیں۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز بھی مکّہ سے ہوا کہ اس مرکزی شہر سے اسلام اور اسلامی تعلیمات یعنی قرآن و حدیث ساری دنیا میں پھیلے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی یہ علم اللہ تعالیٰ نے دیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن ناطق مانتے ہیں۔ اسی لیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس آئے اور کہا کہ پڑھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر جبرائیل کے کہنے سے قرآن پڑھنا شروع کر دیتے تو لوگوں کو خیال ہوتا کہ جبرائیل نے قرآن شریف پڑھایا یا حضرت جبرائیل یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو قرآن پڑھانے کے لیے بھیجا ہے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ پتہ تھا کہ حضرت جبرائیل وحی لائے ہیں اور جو وحی کے ذریعے کلام آیا وہ سنائیں تو میں لوگوں کو بتاؤں۔ پھر حضرت جبرائیل جو وحی لائے تھے وہ پڑھ کر سنایا تو وہ وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو سکھائی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب حضرت جبرائیل بغل گیر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام دیا یہ وقت مُسرت ہے یا وقت خوف حضرت جبرائیل اور دوسرے فرشتے اکثر انبیاء کرام کے پاس آتے رہے حتیٰ کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت مریم کے پاس آئے کہ میں تم کو ایک فرزند کی بشارت دینے آیا ہوں، حضرت مریم پر تو کوئی خوف طاری نہیں ہوا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خوف ہوتا تو جنگل میں بلند و بالا پہاڑی کی چوٹی پر جو غار ہے اس میں اکیلے عبادت کیسے کرتے بچپن میں حضرت جبرائیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے رہے۔ شق صدر بھی ہوا۔ بچپن میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف نہ ہوا اور اظہار نبوّت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف کیسے آسکتا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ خالق و مالک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محافظ ہے، جب حضرت آدم علیہ السلام کو سب فرشتوں نے سجدہ کیا اس میں حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل اور دیگر مقرب فرشتے تھے لیکن فرشتوں کے انبوہ کثیر میں حضرت آدم علیہ السلام کو کوئی خوف نہیں آیا۔ پھر حضرت جبرائیل کو پتہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم عالم بالا سے ہی اللہ تعالی کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کو زور سے کیسے بھینچ سکتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی شکل میں کیوں آئیں گے کہ آپ کو خوف معلوم ہو۔ یہ سب عظمت حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو کم کر کے بتاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت سے بعض لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ مجاہد میدان جنگ میں ہزاروں میں جنگ کرتا ہے اس کو موت کا خوف نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو افضل الانبیاء ہیں ان کو کیسے خوف آسکتا ہے غرض یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خوف و ہراس نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالی کے پیغام سے مسرت اور خوشی ہوئی فرط مسرت کی وجہ سے جو بھی کیفیت ہوئی ہو وہ سرکار جانیں قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں محفوظ کر دیا۔ اسی طرح لوح محفوظ پر بھی محفوظ کر دیا۔ پھر اللہ تعالی نے ماہ رمضان میں لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل فرما دیا جہاں سے اللہ تعالی کے حکم کے مطابق تھوڑا تھوڑا قرآن حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے رہے۔ تاکہ بندوں کی صلاحیت کے مطابق ان کو سکھایا جائے اور قرآن پر عمل کرایا جائے۔ پھر رفتہ رفتہ قرآن شریف مکمل ہوگیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ ہی میں قرآن شریف جس طرح اللہ تعالی نے آپ کو سکھایا تھا اور لوح محفوظ پر لکھا ہوا ہے اسی طرح بعینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کثیر تعداد میں صحابہ کرام کو

حافظ قرآن بنا دیا قرآن کی تعلیم و تربیت اور ترتیب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ اپنی حیات مبارکہ (ظاہری حیات مباکہ) میں ہی مکمل کر دی۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے نسل انسانی کے رشد و ہدایت کا طریقہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کا رسول بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب آپ لوگوں کو بتلائیں کہ میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

(پارہ ۹ سورہ اعراف آیت ۱۵۸) اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ آپ ساری کائنات کے انسانوں کے لیے بشیر و نذیر ہیں مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں (پارہ ۲۲ سورہ سبا آیت ۲۸) حدیث شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسرے نبی خاص قوموں کی جانب معبوث ہوئے ہیں اور میں تمام انسانوں کی جانب نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں ۔ اور مجھ کو شفاعت کی اجازت دی گئی ہے (بخاری شریف جلد اول کتاب الصلواۃ باب ۲۹، صفحہ ۲۲۰) اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو وحی فرمائی کہ آپ نسل انسانی کے رشد و ہدایت کے لیے ایک جماعت بنا دیں جن کے ذریعہ سے قیامت تک ہونے دلی نسل انسانی رشد و ہدایت پاتی رہے اور صراط مستقیم پر قائم رہیں اور اس راہ مستقیم پر قائم رہ کر میرے ہدایت یافتہ بندوں میں شامل ہو جائیں اور پھر میرے مقبول و محبوب ہو جائیں تاکہ ان کو انعام دیکر انعام یافتہ بناؤں یعنی اپنا دوست بنا لوں (یعنی اولیا اللہ بنادوں) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے تحت خلفاء راشدین کی جماعت بنائی۔"قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ"۔ضرور ہونی چاہیے تم میں سے ایک جماعت جو نیکی کی طرف بلایا کرے اور بھلائی کا حکم دیا کرے اور بدی سے رو کا کرے اور یہی لوگ

کامیاب و کامران ہیں (پارہ ۴ سورہ آل عمران ایت ۱۰۴) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت کو مقرر کرنے کے بعد فرمایا

کہ تم میری اور میری ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سُنت کو مضبوط پکڑو اور دانت سے مضبوط پکڑو (شرح مشکواۃ شریف جلد اول باب الاعتصام)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار نبوّت کے بعد بندوں کی رشد و ہدایت کا طریقہ یہ رہا کہ جب بھی کوئی مسلمان ہوتا تھا تو آپ اس مسلمان کو بیعت کرتے تھے اور بیعت کر کے مسلمان نہیں کرتے تھے بلکہ مسلمان کرنے کے بعد بیعت لیا کرتے تھے اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بیعت آپ مسلمانوں سے لیتے تھے تاکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دل و جان سے محبت کریں اور اس خلوص و محبت سے اطاعت کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوجائے اور یہ اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب ہوجائیں تاکہ اللہ ان کو اپنے انعام و اکرام سے نواز دے اس بات کا زندہ و جاوید ثبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام ہیں۔ جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست حق پرست پر بیعت کیا اور اس بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اسقدر پسند فرمایا کہ اے میرے جبیب وہ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۰) اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بہترین صحابہ یعنی خلفاء راشدین کو اس بہترین کام کے لیے مقرر فرمایا۔ حدیث شریف حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو تمام جہاں پر پسند کرلیا ہے سوائے نبیوں اور مرسلوں کے، اور ان میں سے

میرے لیے چار پسند کیے ہیں ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ ۔ پس ان کو میرے اصحاب میں بہتر پایا اور میرے تمام صحابہ میں بہتری ہے۔ (کتاب الشفاء باب سوئم فصل ۵ ص ۴۲۰ و ۴۲۱) جو اللہ تعالیٰ کو پسند وہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند، اللہ اور اللہ کے محبوب رسول کی پسندیدہ جماعت کے پسندیدہ خلفاء راشدین اس عظیم الشان فریضہ کے انجام دینے کے لیے مقرر فرمائے گئے اسی لیے ان کی محبت ان کی اطاعت ان کی پیروی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے ان کی اطاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے۔ ان کی پیروی ہی سے کامیابی و کامرانی ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مقرر فرمایا۔ اسی لیے خلفاء راشدین نے اپنے خلیفہ بنائے اور ان خلفاء راشدین کے خلفاء حضرات نے اپنے خلیفہ بنائے اور خلیفہ در خلیفہ یہ بیعت کا سلسلہ اسی وقت سے جاری ہے۔ اور یہ بیعت کا طریقہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری کیا یہ پوری ملّت اسلامیہ میں موجود ہے یہ ایسی بات ہے کہ اس کی شہادت کی ضرورت نہیں۔ جس طرح سورج چمکتا ہے تو سب دیکھتے ہیں اور اس کی شہادت کی ضرورت نہیں۔ اگر کسی کو سورج چمکتا ہوا نظر نہیں آتا تو یہ اس کی نظر کا قصور و فتور ہے نہ کہ سورج کا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری نسل انسانی کی بھلائی اور رشد و ہدایت کا یہ طریقہ جاری کیا ہے جو آج بھی من و عن موجود ہے اور اس پر عمل کر کے لاتعداد انعام یافتہ بندے یعنی اولیاء اللہ اور مشائخ عظام ہوئے ہیں۔ اس کا بین ثبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہو کر اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ یعنی اولیاء اللہ ہو گئے۔ ہدایت یافتہ ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کے صحابی بھی ہیں اور اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں یہ سب خوبی ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبّت کرنے سے ملی۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمّت بہت پیاری ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمّت پیاری ہے تو محبوب کی ہر چیز بھی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت بھی بہت پیاری ہے۔ اسی لیے اللہ اور اللہ کے محبوب رسول کا جو طریقہ بیعت جاری ہے اس سے چاروں اماموں یعنی حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ حضرت امام حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے بھی استفادہ حاصل کیا ہے (اس کے لیے ہماری کتاب حقائق تصوف کا مطالعہ کریں) پھر ان کے بعد حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ اور غرض یہ کہ سلسلہ قادریہ چشتیہ، نقشبندیہ ، سہروردیہ اور دیگر سلاسل اولیاء اللہ جو جاری ہیں ان میں لاتعداد اولیاء اللہ اور مشائخ عظام ہوئے ہیں اب بھی سمجھ میں نہ آئے تو اللہ تعالیٰ سے سمجھ کی توفیق مانگیں۔

اللہ تعالیٰ کا مقبول اور محبوب ہونا

اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہونا یہ بہت ہی خوش نصیبی اور بلند درجات کی بات ہے اور یہ مقام اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت و عشق اور یہ مقام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت یعنی پیروی خلوص و محبت سے کیے بغیر حاصل نہیں ہوگا اسی کا ذکر یہاں کیا جارہا ہے۔

شدید محبت کو عشق کہتے ہیں۔ پوری کائنات کا بنانے والا خالق کائنات ہے۔ دنیا کی جتنی زبانیں اور اقوام ہیں اس کو جس نام سے بھی یاد کرتی ہوں وہ جانیں لیکن مسلمان اس عظیم ذات کو اللہ کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کائنات کا خالق و مالک ہے اور اس نے لاتعداد فرشتے اور جنات اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمائے۔ اسی خالق کائنات نے اس زمین پر اپنا خلیفہ یعنی نائب حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا اور حکم دیا کہ " میرے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام کو میرے حکم سے سجدہ کرو "۔ جس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا وہ مقبول بارگاہ الٰہی ہوا جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا وہ مردود و ملعون ہوا یعنی ابلیس۔

ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی اور گستاخی بھی کی کہ " میں تیرے بندوں کو بھکاؤں گا مجھے قیامت تک مہلت دے۔ " اللہ تعالیٰ نے اس کو

قیامت تک کی مہلت دے دی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے بے پناہ محبت ہے اسی لیے اللہ تعالی نے تقریبا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو بندوں کی رشد و ہدایت کے لیے دنیا میں مبعوث فرمایا تاکہ وہ بندوں کو شیطان کے مکر و فریب، دنیاوی الجھنوں اور کفر و شرک سے بچا کر اللہ کا مقبول و محبوب بنائیں۔ جس نے نبی کی اس دعوت کو قبول کیا اور ان پر ایمان لانے کے بعد ان کی اطاعت کی یعنی انبیاء کرام نے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا طور و طریقہ بتایا ان لوگوں نے نبی کے بتائے ہوئے طریقے پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور دل و جان سے انبیاء کرام کی اطاعت کی جس کی بناء پر یہ لوگ اللہ تعالی کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہوگئے اور جس نے نبی کی اطاعت کا انکار کیا یعنی ایمان نہ لایا وہ انکار کرنے والا یعنی کافر کہلایا۔

اللہ تعالیٰ نے جب اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں مبعوث فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جس بندے کو میری محبت کا دعوی ہے یعنی مجھ سے محبت و عشق ہے یا مجھ کو بہت چاہتا ہے تو وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور دل و جان سے ان کی اطاعت کرے ان کے بتائے ہوئے طریقے پر میری عبادت کرے اور دل و جان سے چاہ کر اتباع رسول کرے۔ اور یہی میری محبت اور عشق یعنی مقبول و محبوب ہونے کا طریقہ ہے۔ یہ بات روشن سورج کی طرح بالکل عیاں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دی اور فرمایا لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر ایمان لاؤ۔ خواہ کسی مذہب و ملت کا آدمی تھا۔ جس نے صدق دل سے کلمہ شریف پڑھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اس سے آپ نے بیعت لے لی یعنی پکا عہد لیا کہ دل و جان سے میری اطاعت کرو گے اور

میرے بتائے ہوئے طریقے پر اللہ کی عبادت کرو گے اور میری اتباع کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اختیار نہ کرو گے اس طرح تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے اصحاب رسول ہو کر اللہ کے مقبول و محبوب ہوگئے جیسا کہ حکم الٰہی ہے کہ سب سے بہترین پیروی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اسی لیے حکم الٰہی کے تحت یہ تمام لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہوگئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار نبوت کے بعد دنیا کے جتنے مذاہب یا دین تھے کلی طور پر اللہ تعالیٰ نے ان تمام مذاہب کو منسوخ کر دیا۔ اب کوئی کسی بھی دین کا ماننے والا ہو کسی عقیدے کا ہو اگر اللہ تعالیٰ سے محبت و عشق ہے تو پہلے وہ کلمہ شریف لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد انکی اطاعت کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اطاعت رسول کے ذریعے مقبول و محبوب ہو۔ اور حکم الٰہی کی تکمیل ہوجائے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اب سوائے دین اسلام کے کوئی دین قابل قبول نہیں ہے، اب دل و جان سے اس میں داخل ہونا ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا دین اسلام ہی ہے (پارہ ۳، سورہ آل عمران آیت ۱۹)۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔ داخل ہوجاؤ اسلام میں پورے پورے (یعنی دل و جان سے اسلام قبول کرلو)۔ پارہ ۲، سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۰۸)

چونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام کے علاوہ اب کوئی اور دین قابل قبول نہیں جیسا کہ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ ہے کہ "جو تلاش کرے گا اسلام کے بغیر کوئی اور دین تو وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ وہ قیامت کو زیاں کاروں

(تباہ کاروں) میں سے ہو گا۔ (پارہ ۳، سورہ آل عمران آیت ۸۵) چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہان کے رسول ہیں جیسا کہ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ ہے کہ "اے محبوب آپ لوگوں سے فرمائیں کہ میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں (پارہ ۹، سورہ اعراف آیت ۱۸۵) چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف انسانوں ہی کے نہیں بلکہ ساری کائنات کے رسول ہیں۔ (اس کا ذکر اس کتاب میں ہوچکا ہے) نیز حدیث شریف ہے کہ "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس کی قسم، زندگی میں کوئی یہودی، عیسائی میرا نام سن لے اور پھر وہ مجھ پر ایمان لائے بغیر مرجائے وہ دوزخی ہو گا (مشکوہ شریف باب کتاب الایمان) جیسا کہ یہاں پر حدیث شریف میں ذکر ہوچکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر یہودی و عیسائی اگر ایمان نہیں لائیں گے تو دوزخی ہیں، اب چونکہ دنیا کے تمام دین و مذاہب منسوخ ہوچکے ہیں اس لیے کسی بھی دین مذہب کا کوئی فرد ہو جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر ایمان نہیں لائے گا وہ بھی دوزخی ہے اور اس کی بھی نجات و بخشش نہیں ہوگی۔

مندرجہ بالا حدیث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ بغیر اطاعت و پیروی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بغیر نجات و بخشش نہیں جس کی شہادت تقریبا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام ہیں کہ جس نے ان کی اطاعت و پیروی کا انکار کیا وہ کفر و شرک میں بتلا ہو کر گمراہ ہو کر مرا۔ اسی طرح تقریبا ایک لاکھ چوبیس ہزار انسانوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشی حاصل کی یعنی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا یہ صحابی رسول اور اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب

ہوگئے اور یہی اولیاء اللہ بھی ہیں۔ یہ خوش نصیب ہیں کہ اطاعت رسول کے ذریعے انھیں یہ مراتب حاصل ہوگئے۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں یعنی آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو بندوں سے بے پناہ محبت ہے اور خاص کر "امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم" سے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی فرمائی کہ "اے حبیب ایک جماعت بنادیجیے جو لوگوں کو برائی سے روکے اور نیکی کا حکم دے۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق خلفاء راشدین کو اس کام پر مامور فرمایا جس کا ذکر قرآن شریف کی مندرجہ ذیل آیت میں موجود ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

تم میں سے ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے جو بلایا کرے نیکی کی طرف اور حکم دیا کرے بھلائی کا۔ اور روکا کرے برائی سے یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں (پارہ ۴۔ سورہ آل عمران آیت ۱۰۴)

جیسا کہ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔ وہ جو تمھاری بیعت کرتے ہیں وہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۰) تقریبا ایک لاکھ چوبیس ہزار لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں ان اصحاب کا مقام اس قدر بلند و بالا ہے کہ نبی رسول کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا ہے اور ان میں افضل خلفاء راشدین ہیں لہذا مندرجہ بالا آیت کے تحت جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی اور جو اللہ سے بیعت کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کا مقبول و

محبوب ہو گا جیسا کہ اوپر آیت کے ضمن میں تحریر ہو چکا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء راشدین کی ایک جماعت بنائی جن کی اطاعت و بیعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و بیعت ہے حدیث شریف ہے کہ " حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوط پکڑو اور دانت سے مضبوط پکڑو (مشکوہ شریف باب الاعتصام) جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارکہ میں جو لوگ قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے ان کو ثواب ملتا تھا اسی طرح جو لوگ آج تک تلاوت قرآن شریف کرتے ہیں انھیں بھی وہی ثواب حاصل ہوتا ہے جو کہ اس دور کے قرآن شریف پڑھنے والے کو ملتا تھا اور جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حاجی کو حج کرنے کا ثواب ملتا تھا بلکل اسی طرح آج بھی حج کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اور اسی طرح قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا ثواب لوگوں کو ملے گا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء راشدین کو اس کام پر مقرر فرمایا تو خلفاء راشدین سے جن لوگوں نے بیعت کی گویا انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جماعت قیامت تک کی نسل انسانی کے رشد و ہدایت کے لیے بنائی ہے لہذا اس وقت سے آج تک خلیفہ در خلیفہ ہوتے چلے آ رہے ہیں اور اب بھی جو لوگ شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں تو وہ لوگ رضائے الٰہی اور محبت رسول کے لیے بیعت کرتے ہیں یہ فعل ان کے نامہ اعمال میں فرشتے تحریر کرلیتے ہیں جب یہ شخص قیامت کے دن اٹھے گا تو یہ فعل اس کے نامہ اعمال میں درج ہو گا اور شیخ شاہد (گواہ) ہو گا کہ ہمارے ہاتھ پر اس نے بیعت کی (بیعت کے معنی ہیں فروخت کرنا یا بیچنا) یعنی اس شخص نے مسلمان ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب

ہونے کے لیے شیخ کے ہاتھ پر بیعت کی تاکہ شیطان سے اور دنیاوی الجھنوں سے بچ کر شیخ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرتے ہوئے اطاعت رسول کر کے اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہوجاؤں۔ دولت جہاں ہوتی ہے ڈاکہ وہیں پڑتا ہے اور چونکہ اس راستے کا ڈاکو شیطان ہے تو حکم الہٰی ہے کہ تم شیطان سے بچنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے ایک شیخ یعنی مرشد بنالو تاکہ شیخ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کر کے میرے مقبول و محبوب ہوجاؤ جس طرح کورٹ میں وکیل کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح اس راستے میں شیخ یعنی مرشد کی ضرورت ہوتی ہے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ " وہ دن (بروز قیامت) جب ہم بلائیں گے ان تمام انسانوں کو ان کے اماموں کے ساتھ (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۱) اولیاء و مشائخ عظام کے یہاں امام سے مراد پیشوا یعنی مرشد و شیخ ہے۔ جس طرح بچے کو اسکول میں داخل نہ کروائیں اور تعلیم نہ دلائیں تو وہ بچہ علم سے بے بہرہ یعنی نابلد رہ جائے گا۔ آپ خود سوچیں کہ کسی بچے کو اگر تعلیم نہ دلائی جائے تو وہ بچہ نہ ہی ڈاکٹر بنے گا نہ انجینئر، اسی طرح جو لوگ بیعت کرتے ہیں وہ بھی مسلمان اور جو بیعت نہیں کرتے وہ بھی مسلمان ہیں لیکن جو بیعت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب ہوجاتے ہیں کیوں کہ یہ بیعت اللہ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لیے کرتے ہیں اور جسکو جس سے محبت ہوتی ہے جس کی پیروی یعنی اتباع کرتا ہے وہ اسی کے ساتھ جائے گا جس نے رضائے الہٰی اور محبت رسول میں بیعت کرلی یعنی اپنی جان کو فروخت کر دیا یعنی اللہ کی محبت و عشق میں اپنے کو قربان کر دیا۔ اپنی جان کو قربان کرنے والا اللہ کی بارگاہ میں بہت ہی مقبول و محبوب ہوجاتا ہے جب کہ قربانی کا جانور مالک قربان کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی محبت میں تو یہ جانور اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوجاتا ہے لیکن روزانہ

جو جانور ذبح ہوتے ہیں وہ مقبول نہیں ہوتے صرف حلال ہیں۔

اسی طرح اصحاب کہف کا کتا مالک کی محبت میں جنت میں جائے گا۔
جس بھاؤ سونا تلتا ہے اسی بھاؤ نگینہ تلتا ہے جس بھاؤ چاول تلتا ہے اسی بھاؤ اس میں جو کنکر پتھر ہو تلتا ہے جس بھاؤ مٹھائی تلتی ہے اسی بھاؤ ڈبہ تلتا ہے۔
اس قدر مثالوں سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ شیطان سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب بننے کے لیے دور حاضر میں کسی کو رہبر و مرشد بنالیں تاکہ ہدایت حاصل ہوجائے اور جن لوگوں کا خیال ہے کہ مرشد کی ضرورت نہیں ہے وہ مندرجہ ذیل آیت پڑھ کر فیصلہ کرلیں کہ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی ہدایت پاتا ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے تو اس کے لیے نہ کوئی ولی ہے اور نہ مرشد (پارہ ۱۵، سورہ کہف آیت ۱۷)۔

مندرجہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے وہی ہدایت پاتا ہے اور ہدایت پانے کے لیے مرشد کا ہونا لازمی اور ضروری ہے بغیر مرشد کے کوئی ہدایت نہیں پاسکتا یہ قرآن کا فیصلہ ہے اسی لیے قرآن کی روشنی میں کسی مرشد سے بیعت کریں تاکہ اللہ تعالی کے ہدایت یافتہ بندوں میں شامل ہوجائیں۔

جب کسی کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے عشق ہوتا ہے تو وہی شخص اللہ کا مقبول و محبوب ہوجاتا ہے اور وہی انعام یافتہ ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔
حاصل کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق کی تکمیل کے لیے کسی مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت ہونا فرض عین ہے تاکہ ان کی اطاعت و پیروی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی بہتر طور پر ہوسکے اور شیطان و دنیاوی الجھنوں سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق کا جذبہ قلب میں بیدار ہو کر صحیح

معنوں میں یہ بندہ اللہ تعالیٰ کا عاشق یعنی اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہو جائے۔

صحابہ کرام۔ اولیاء اور مشائخ عظام کا دل و جان سے دین اسلام کے فروغ کے لیے کوشش کرنا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجۃ الوداع کے موقع پر ایک جامع اور بلیغ خطبہ دیا کہ دین مکمل ہوچکا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا کہ "جو کچھ میں نے فرمایا ہے وہ غائبوں اور غیر موجود لوگوں تک پہنچائیں۔" اس فرمان عالی اور حکم کے مطابق صحابہ کرام کی اکثریت تبلیغ دین کے لیے اپنے اپنے وسائل کے تحت اطراف عالم میں پھیل گئے۔ اور ان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نہایت خلوص و محبت سے ان علاقوں میں دین کی تبلیغ فرمائی جس کی وجہ سے اسلام کو بہت ہی زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ اسی طرح خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کی اکثریت اپنے اپنے طور طریقے اور وسائل کے مطابق دین کو فروغ دینے میں برابر کوشاں رہے اور ان سب کی مساعی جمیلہ سے دین اسلام کو فروغ و بے پناہ ترقی حاصل ہوئی یہ بات ساری دنیا پر روشن آفتاب کی طرح ظاہر ہے

چونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری میں ہی خلفائے راشدین کی ایک جماعت قیامت تک آنے والی نسل انسانی کی رشد و ہدایت کے لیے مقرر فرمائی جس کا ذکر ہم نے اپنی کتابوں میں کیا ہے اور اس کتاب میں بھی مناسب جگہوں پر کر دیا ہے اور سہولت کے لیے یہاں بھی درج کیا جا رہا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ بندوں پر بہت ہی مہربان ہے خاص کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر اسی لیے قرآن شریف کی اس آیت میں نسل انسانی کی

رشد و ہدایت کے لیے جماعت بنانے کا حکم دیا جیسا کہ اس سے قبل تحریر ہو چکا ہے کہ خلفائے راشدین کی جماعت حضور صلی الہ علیہ وسلم نے بنائی تاکہ قیامت تک نسل انسانی کی رشد و ہدایت ہوتی رہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔ تم میں سے ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے۔ جو نیکی کی طرف بلایا کرے، اور بھلائی کا حکم دیا کرے اور بدی سے روکا کرے، اور یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں۔ (پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۰۴) اور جماعت مقرر کرنے کے بعد فرمایا کہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوط پکڑو اور دانت سے مضبوط پکڑو (مشکوہ شریف باب الاعتصام) لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے رشد و ہدایت کا طریقہ یعنی سلسلہ بیعت طریقت اپنے خلفاء کے ذریعے جاری کیا جو کہ موجودہ دور میں سلسلہ نقشبندیہ کہلاتا ہے۔ ان کے بعد خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ اور ان کے بعد خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کے بھی کئی خلفیہ ہوئے لیکن یہاں صرف دو خلفاء حضرات کا ذکر کیا جا رہا ہے

۱۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ، سے جو سلسلہ بیعت طریقت جاری ہوا یہ سلسلہ موجودہ دور میں سلسلہ قادری کہلاتا ہے۔

۲۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے جو سلسلہ بیعت طریقت جاری ہوا موجودہ دور میں وہ سلسلہ چشتیہ کہلاتا ہے۔ پھر ان خلفاء کے ذریعے سلسلہ طریقت تمام عالم میں پھیل گیا۔ یہاں تک کہ ہمارے چاروں اماموں نے بھی روحانیت سے فائدہ حاصل کیا۔ یعنی بیعت ہوئے۔ حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ بیعت ہیں اور۔ آپ خلیفہ ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے

حضرت محمد حنیف عرف محمد اکبر کے، حضرت امام ابو حنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا۔ (تواریخ آئینہ تصوف ص ۱۲) حضرت امام مالک۔ آپ نے تقریبا نو سو (۹۰۰) مشائخ کی صحبت سے روحانی استفادہ حاصل کیا (حوالہ موطا امام مالک ص ۲۴) ان کے پیر و مرشد کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ آپ کی پیدائش ۹۴ھ میں ہوئی بعض روایات میں ۹۳ھ ہے۔ حضرت امام شافعی ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اور باطنی تربیت یعنی روحانی فیض حضرت امام موسی کاظم سے حاصل کیا (یعنی حضرت امام موسی کاظم آپ کے مرشد ہیں)۔ (حوالہ مراہ الاسرار طبقہ ۵ ص ۲۷۱)

حضنت امام حنبل نے بھی بہت سے مشائخ کبار کی صحبت حاصل کی جیسے حضرت ذوالنون مصری اور حضرت بشر حافی، حضرت سری سقطی، حضرت معروف کرخی ان کے پیر و مرشد کا بھی نام معلوم نہ ہوسکا آپ کی پیدائش ۱۶۴ھ۔ (حوالہ مراہ الاسرار ص ۲۷۵۔ طبقہ ۵)

جیسا کہ اوپر تحریر کیا جا چکا ہے کہ چاروں اماموں نے بھی روحانی استفادہ حاصل کیا ہے اور ان کا ذکر پیدائش بھی ہوچکا ہے۔ مثال کے طور پر سب سے پہلے حضرت امام ابو حنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور تقریبا ۲۰ سال ان کے جوانی کے اور تقریبا ۲۰ سال ہی تعلیم و تربیت کے اس طرح کم و بیش ۱۲۰ھ کے بعد ہی ان کی تعلیم و تربیت ہوئی۔ اس سے معلوم یہ ہوا کہ ان اماموں سے قبل یہ بیعت طریقت یعنی روحانی تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری و ساری تھا۔ اور عوام الناس ہی نہیں بلکہ ان اماموں نے بھی روحانیت سے استفادہ حاصل کیا جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان سے قبل بھی سلسلہ طریقت جاری تھا اور ان خلفاء کی کوشش اور کاوش سے یہ بات ملت اسلامیہ ہی میں نہیں بلکہ دور دراز علاقوں میں بھی

پھیلی ہوئی تھی۔ یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی و عملی زندگی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرنے کے بعد اولیاء کرام و مشائخ عظام نے یہ تعلیم و تربیت اپنے خلفاء و مریدین کو دی یہ جو علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنی قرآن و حدیث ان اولیاء کرام و مشائخ عظام کے پاس ہے اس کی صداقت کا ثبوت یہ ہے کہ اس پر عمل کر کے لاتعداد اولیاء اللہ ہوئے ہیں جن کا ذکر تمام بزرگان دین کی کتابوں میں موجود ہے اور وہی تعلیم و تربیت اور عملی زندگی اولیاء کرام و مشائخ عظام کے پاس موجود ہے

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ صحاح ستہ کی احادیث کے علاوہ اور حدیثیں موجود نہیں ہیں لیکن ایسا نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام دنیا کے جس جس خطے میں گئے اور لوگوں کو دین سکھایا یہ وہی علم قرآن و حدیث ہے جو حضور سے صحابہ کرام کو ملا اور ان سے مزید لوگوں کو حاصل ہوا۔ اسی طرح اولیاء کرام و مشائخ عظام کے پاس جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی و عملی زندگی یعنی قرآن و حدیث موجود ہے اس کو اہل طریقت نے بھی اپنے مریدین اور خلفاء کے ذریعے پھیلایا۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت سے کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے اور لاتعداد اولیاء کرام و مشائخ عظام ہوئے۔

ا۔ حضرت امام بخاری ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اسی طرح ۲۰ سال جوانی اور ۲۰ سال تعلیم و تربیت کے اس طرح تقریباً ۲۳۴ھ کے بعد ہی امام بخاری نے احادیث کو جمع کرنا شروع کیا ہو گا۔ ان کے زمانے میں چونکہ سواری اونٹ ، گھوڑے ، خچر اور گدھے کی دستیاب تھی۔ امام بخاری نے بڑی کوشش اور کاوش کے بعد جہاں جہاں معلوم ہوا کہ یہاں احادیث کے جاننے والے موجود ہیں وہاں وہاں گئے اور احادیث حاصل کیں۔ پھر موتیوں کو جمع کرنے کے بعد ان کو

ترتیب دیا۔ اور کتابی شکل میں جمع کر دیا۔ اور ہمارے پاس آج بخاری شریف کے نام سے وہ حدیثوں کا مجموعہ جو کہ امام بخاری نے جمع کیا تھا موجود ہے۔ پوری امت اسلامیہ اور ہم لوگ اس کو سچا اور صحیح مانتے ہیں اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں۔

۲۔ اسی طرح ان کے بعد حضرت امام مسلم ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے (بعض راوی ۲۰۴ھ اور بعض ۲۰۶ھ بھی بیان کرتے ہیں) اور انھوں نے جو حدیثیں جمع کیں اور کتابی شکل میں مرتب کیں ان کے مجموعہ کا نام مسلم شریف ہے۔

۳۔ اور حضرت امام ابوداؤد ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی جمع کردہ احادیث جو کتابی شکل میں موجود ہیں ان کا نام سنن ابوداؤد ہے۔

۴۔ حضرت امام ترمذی ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی جمع کردہ احادیث کے مجموعہ کا نام ترمذی شریف ہے۔

۵۔ حضرت امام ابن ماجہ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے ان کی جمع کردہ احادیث کے مجموعہ کا نام سنن ابن ماجہ ہے

۶۔ حضرت امام نسائیؒ 215ھ میں پیدا ہوئے ان کی احادیث کا مجموعہ سنن نسائی شریف کے نام سے موجود ہے ان سب اماموں نے بڑی کوشش اور جان فشانی کے ساتھ جہاں کہیں حدیث کے جاننے والوں کے بارے میں علم ہوا وہاں جا کر ان حضرات سے احادیث کو حاصل کیا اور پھر تحقیق کے بعد کتابی شکل میں مرتب کیا۔ ان اماموں کی جمع کردہ حدیثیں صحیح اور درست ہیں اور ان کی جمع کردہ احادیث کو پوری ملت اسلامیہ صحیح اور درست مانتی ہے اور یہ بات صحیح اور حق ہے جس طرح ہم آج ایسے دور میں موجود ہیں کہ ہمارے لیے ریل گاڑی، ہوائی جہاز، بسیں، کاریں اور اسکوٹر جیسی عمدہ سواریاں موجود ہیں۔ لیکن اس کے

باوجود ہم جس شہر میں آباد ہیں پوری طرح سے اس شہر کو نہیں دیکھ پائے۔ پھر ضلع، صوبہ اور پورے ملک کا جائزہ کس طرح لے سکتے ہیں۔ یہ کام حدیثوں کو جمع کرنے کا جنھوں نے اپنے اپنے وقتوں میں کیا ہے ۔ ان لوگوں نے اپنے اپنے وسائل کے تحت جہاں جہاں حدیثیں ملیں جا کر وہاں وہاں سے لاکر حدیثوں کو کتابی شکل میں جمع کر دیا اور اس کام کو ان لوگوں نے بڑی جانفشانی اور مشکل سے کیا ہے ان وقتوں میں دور۔ دراز علاقوں تک جانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اور آج ان بزرگوں کی مہربانیوں کا نتیجہ ہے کہ ہمارے پاس حدیثوں کا مجموعہ موجود ہے

جیسا کہ اس سے قبل ذکر ہوچکا ہے کہ صحابہ کرام کی کثیر جماعت دین کے فروغ کے لیے اپنے وسائل کے مطابق تمام ملت اسلامیہ میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے بیشتر علاقوں میں پھیل گئے اور جو دین ان کے ذریعہ پھیلا اور جو لوگ ان کے ذریعہ مسلمان ہوئے تو ان مسلمانوں کو صحابہ کرام نے جو قرآن و حدیث کی تعلیم دی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تو تعلیم و تربیت ہے اور قرآن و حدیث ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی اور عملی زندگی ہے اور ان دور دراز علاقوں میں دین پھیلا ان دور دراز علاقوں تک کوئی بھی محدث جا کر ان حدیثوں کو جمع نہ کرسکا تو یہ قرآن و حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے صحابہ کرام کو ملا اور صحابہ کرام کے ذریعے ان علاقوں کے ان لوگوں کو ملا جو مسلمان ہوئے اور مسلمان ہو کر عمل کیا جس کی وجہ سے اللہ تعالی کی بارگاہ میں مقبول ہوگئے۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء راشدین کی جماعت جو لوگوں کے رشد و ہدایت کے لیے بنائی وہ خلفاء راشدین کی جماعت ہے جس کا ذکر ہماری کتابوں میں ہے اور یہ مضمون اس قدر اہم ہے کہ اس کو بار بار دینا پڑا

اور پھر تحریر کر رہے ہیں۔ ان خلفاء راشدین نے اپنے خلیفہ بنائے۔ پھر ان کے خلفاؤں نے اپنے خلیفہ بنائے اور ان خلیفاؤں کے پھر خلیفہ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی اور عملی زندگی کی تعلیم و تربیت سے کثیر تعداد میں اولیاء کرام و مشائخ عظام ہوئے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جاری کردہ طریقہ فروغ دین اور رشد و ہدایت جو ان کے پاس تھا ساری ملت اسلامیہ میں ہی نہیں بلکہ دور دراز علاقوں تک ان کے ذریعے پھیلا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی و عملی زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تو ہے کہ جس پر عمل کر کے لاتعداد اولیاء کرام اور مشائخ عظام ہوئے جس سے ملت اسلامیہ میں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا ان اولیاء کرام و مشائخ عظام کے اس روحانی فیض کو مانتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کو بے پناہ محبت ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حبیب بنایا ہے اور جیسا کہ حدیث درج ذیل نمبر ۱ تا ۴ سے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لیے پیدا کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لیے اپنی ربوبیت ظاہر کی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنی ربوبیت ظاہر کی تو پھر افلاک یعنی کائنات عالم اور دیگر اشیاء کی ربوبیت کے آگے کوئی اہمیت نہیں ۔ جو اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا حبیب ہو جاتا ہے۔ جس طرح شمع سے شمع روشن ہو جاتی ہے تو شمع اول کی روشنی شمع آخر میں ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ و رسول کی محبت صحابہ کرام۔ ان سے اولیاء کرام اور ان سے خلیفہ در خلیفہ بالکل اسی طرح موجود ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس قدر ارفع و اعلیٰ ہے جو انسانی عقل و شعور سے بالاتر ہے جس کا ذکر مختلف کتابوں کے حوالوں سے اس کتاب شہنشاہ

کونین کے مختلف عنوانات میں مناسب جگہوں پر تحریر کر دیا ہے۔ سہولت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کے متعلق جو تحریریں دستیاب ہوئی ہیں یہاں دوبارہ تحریر کی جا رہی ہیں

۱۔ حدیث قدسی۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ (حوالہ کتاب سرالاسرار فصل ۹ ص ۱۱۷)

۲۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تمام اشیاء کو تمھارے لیے پیدا کیا ہے اور تمھیں صرف اپنی ذات کے لیے پیدا کیا اور میں نے تمھیں اپنے لیے چن لیا (حوالہ تفسیر روح البیان پارہ اول ص ۳۱۳ اردو ترجمہ)

۳۔ خالق کائنات کا ارشاد مبارک ہے کہ اگر آپ کی شان کا اظہار مقصود نہ ہوتا تو اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں کائنات عالم کو پیدا ہی نہ کرتا۔ (حوالہ کتاب آدم سے پہلے آدم کے بعد ص ۲۵)

۴۔ حدیث قدسی۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت ظاہر نہ کرتا۔ (حوالہ کتاب آدم سے پہلے آدم کے بعد ص ۲۲ کتاب بارہ تقریریں) ماہ ربیع الاول کی تقریر ص ۱۲۹)

۵۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ (حوالہ رسالہ فیض عالم ص ۱۱ شمارہ ۳ جلد ۹۔ ربیع الاخر ۱۴۱۸ھ اگست ۱۹۹۷ء)۔

۶۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو میں نہ زمین پیدا فرماتا نہ آسمان اور یہ سبز محل بلند نہ کرتا اور نہ زمین بچھاتا (حوالہ رسالہ فیض عالم ص ۱۱ شمارہ ۳۰ جلد ۹۔ ماہ ربیع الاخر ۱۴۱۸ھ اگست ۱۹۹۷ء) باقی صفحہ نمبر ۸۶ پر

قرآن شریف اور حدیث شریف کے بعد جن کتابوں سے حوالے اس کتاب میں لیے گئے ہیں ان کتابوں کی فہرست درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ناشر وطابع
۱۔	مسند امام اعظم ؒ	حضرت امام اعظم ابو حنیفہ مولانا دوست محمد شاکر	فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور۔
۲۔	مؤطا امام مالک ؒ	حضرت امام مالک مولانا عبدالحکیم اختر	فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور۔
۳۔	کتاب الشفاء	حضرت قاضی عیاض مولوی حافظ احمد شاہ	اللہ والے کی قومی دوکان کشمیری بازار لاہور۔
۴۔	کیمیائے سعادت	حجۃ الاسلام ابو حامد بن محمد غزالی (امام غزالی)	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی۔
۵۔	سرالاسرار فیما محتاج الیہ الابرار	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی	غوثیہ کتب خانہ بیرون شاہ عالم گیٹ لاہور۔
۶۔	شواہد النبوۃ	حضرت الکلام نور الدین جامیؒ	مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔
۷۔	شواہد الحق	حضرت علامہ یوسف اسمٰعیل نبہانی	حامد اینڈ کمپنی روڈ اردو بازار لاہور۔
۸۔	جامع کراماتِ اولیاء	حضرت یوسف بن اسمٰعیل نبہانی	حامد اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور۔
۹۔	معارج النبوت	حضرت ملا معین الدین	مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔
۱۰۔	مدارج النبوۃ اولیاء	حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی۔
۱۱۔	جذب القلوب راحت القلوب یعنی تاریخ مدینہ	حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی۔
۱۲۔	اخبار الاخیار	حضرت عبدالحق محدث دہلوی	مدینہ پبلشنگ کمپنی لاہور۔
۱۳۔	کتاب الوفا	حضرت امام عبدالرحمٰن ابن جوزیؒ	فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور۔
۱۴۔	قصص الانبیاء	حضرت امام عبدالرحمٰن ابن جوزیؒ	فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور
۱۵۔	انیس الجلیس	حضرت علامہ جلال الدین سیوطی	ضیاء الدین پبلشر کمپنی کراچی
۱۶۔	شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور	حضرت علامہ جلال الدین سیوطی	مدینہ پبلیشنگ کمپنی کراچی
۱۷۔	سبع سنابل	حضرت میر عبدالواحد بلگرامی	حامد اینڈ کمپنی لاہور
۱۸۔	افضل الفوائد	حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی	اللہ والے کی قومی دوکان کشمیری بازار لاہور
۱۹۔	اسرار الاولیاء	حضرت خواجہ بدر اسحاق	اللہ والے کی قومی دوکان کشمیری بازار لاہور
۲۰۔	سفینۃ الاولیاء	حضرت شہزادہ دارا شکوہ	نفیس اکیڈمی کراچی
۲۱۔	سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	نور بخش توکلی	

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ناشر و طابع
۲۲۔	جاء الحق	حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی۔	نعیمی کتب خانہ گجرات
۲۳۔	سلطنت مصطفےٰ	حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی۔	نعیمی کتب خانہ گجرات
۲۴۔	راہ عقیدت	مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
۲۵۔	بہشت محفل	حضرت ابولمعالی لاہوری۔	اسلامک کتب فاؤنڈیشن لاہور
۲۶۔	بارہ تقریریں	علامہ مولانا محمد شریف نور	فرید بک اسٹال لاہور
۲۷۔	کتاب فی علم الرسول	حضرت علامہ فیض احمد اویسی مدظلہ العالی	مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور
۲۸۔	رسالہ فیض عالم	ماہ ربیع الآخر ۱۴۱۵ھ ستمبر ۱۹۹۴ء جلد ۶۔ شمارہ ۴۵	
۲۹۔	خطبات برطانیہ	سید محمد مدنی میاں	مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال
۳۰۔	روحانیت السلام	کپتان واحد بخش سیال	بزم اتحاد المسلمین لاہور
۳۱۔	حق المبین	حضرت نور احمد نظام الحق	مشہور آفسٹ پریس، کراچی
۳۲۔	امداد السلوک	مولانا رشید احمد گنگوہی	
۳۳۔	طریقہ عرفان الہی	صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی	شاہ ایجوکیشنل پریس کراچی
۳۴۔	کتاب آدم سے پہلے اور آدم کے بعد۔	از اے کے پاٹولی	صدیق پلازہ لطیف آباد یونٹ نمبر ۸ حیدر آباد

صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ صاحب کی دیگر تصانیف

طریقہ عرفان الٰہی

اللہ کے قرب و عرفان کی رہنمائی کے لیے طریقہ عرفان الٰہی نامی یہ کتاب عام فہم اور سلیس زبان میں مرتب کی گئی ہے تاکہ لوگ اللہ کے قرب و عرفان کی راہ پر گامزن ہیں یا ہونا چاہتے ہیں ان کی اس کتاب سے صحیح تربیت اور رہنمائی ہو سکے یہ کتاب اس قدر مقبول عام ہوئی کہ جلد ہی اس کا تیسرا ایڈیشن چھپوانا پڑا۔

حقیقت سماع

دور حاضر میں سماع یعنی قوالی کے متعلق کثیر تعداد میں کتابیں موجود ہیں جواز اور عدم جواز دونوں میں سماع کے متعلق جو بزرگوں نے اپنی کتابوں میں قرآن شریف اور حدیث شریف کی روشنی میں اس کی حقیقت کو ثابت کیا ہے اس ضمن میں ان تمام کتابوں کے اقتباسات اور حوالہ جات کو اس کتاب حقیقت سماع میں اکٹھا کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے محفل سماع کی حقیقت اور اہمیت و افادیت سب کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد کثیر تعداد میں لوگوں نے اس بات کو اعتراف کیا ہے کہ جو کتابیں سماع کی بابت مطالعہ میں آئی ہیں ان میں یہ پہلی کتاب ہے جو اس قدر جامع اور مدلل ہے اہل ذوق حضرات کے لیے اس کا مطالعہ اشد ضروری ہے۔ ۱۷۵/= روپے علاوہ ڈاک خرچ

حقائق تصوف

طریقہ عرفان الٰہی اور حقیقت سماع جیسی بے مثال منفرد کتب کی تصنیف اور تالیف کے بعد اعلیٰ حضرت ڈاکٹر صوفی عبدالغفار مدظلہ العالی کی ایک اور معرکتہ آراء تصنیف "حقائق تصوف" منظر عام پر آ چکی ہے۔ جس میں علم تصوف کے موضوع پر مختلف ذہنوں میں اُٹھنے والے سوالوں کے جواب قرآن، حدیث اور اولیاء کرام کی کتابوں سے لیے گئے حوالہ جات اور مزید برآں عقلی دلائل کے ساتھ عام فہم زبان میں تحریر فرمائی جس کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ مطالعہ کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔

صفحات ۴۷۰ ———— قیمت ۳۰۰/= روپے

• ملنے کا پتہ :- آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ یعقوبیہ۔

برمکان ۶، ۷ / ۳ ڈی ملیر سٹی کراچی

آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ یعقوبیہ غفاریہ۔

برمکان ۳۱۷ بلاک سی یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد